



U0998



# سیف مع حسنہ صولت حیدریہ

یہ ہر دور سائے تصنیفات کے جہاں فاضل اجل عالم بے بدل جناب مولوی مرزا  
باقر علی ہیکل صاحب مرحوم مغفور اعلیٰ اللہ مقامہ و درجائے کی بین سبکی بی بی چچا  
اس فتویٰ کے ہی کہ جو عامہ اہل جماعت نے مولوی نذیر حسین سنی المذہب سے دربارہ  
تقریر داری استفتا کیا تھا اور نامزدہ نے دیدہ و دانستہ ازراہ ابلہ فریبی و دھوکہ  
بازی خواہم کالا انعام کے ذکر مصائب ظلم و کربلا یعنی بیان نواسر جناب سید الشہداء  
مکرمہ طبعی حرام لکھ دیا تھا۔ فاضل طویل عالم نبیل جناب مولوی میرزا باقر علی ہیکل صاحب  
جنت مآب نے کتب قدیمہ و جدیدہ اسی سنی المذہب سے گریہ و بکا خامس آل عبا  
کو واجبات بت کر دکھلایا ہے اور صولت حیدریہ میں اس امر کا ثبوت کیا ہے  
کتب فریقین سے دیا گیا ہے کہ جناب میر علیہ السلام نے شیخین کی بیعت  
بقلب صمیم و استرضائے دلی نہیں کی۔ اطلاع  
کوئی سنی صاحب نہ اس کو خریدے اور نہ پڑھے

بمطبع کو دہلی طبع شد

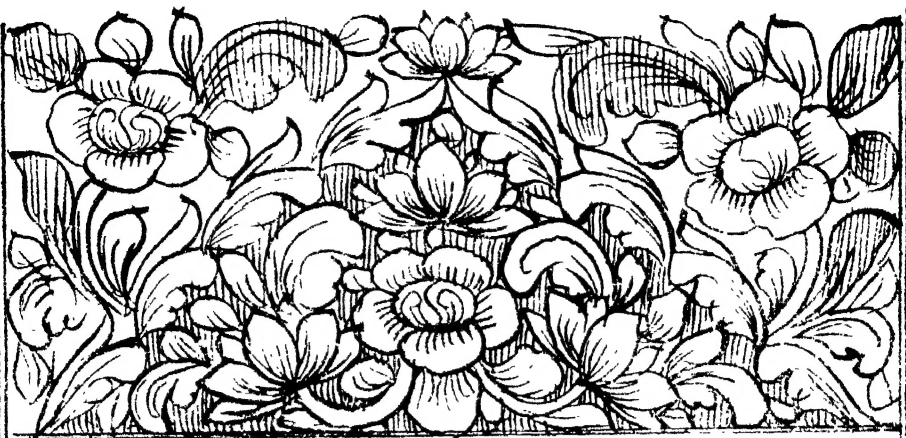




مَرْثِي عَلَى الْحُسَيْنِ أَوْتَارُ وَجِبَالِ الْجَنَّةِ



بِوِاسِطَةِ هَيْبَةِ بَاسِيْدِ جِنِّ  
مَطْبَعِ دِهْلِي



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدك على ما حملتنا افاضة الله موع على مصنا الحسين واصحابه المذبحين بالقاسم الركية وعل  
 باستنوا العجفوننا بالاستقبال على الحرام في يوم كانت كل عين فيه باكية وحرم الجنة على ما لغى  
 البكاء والنيل على شهداء الكربلاء صاحب المصيبة الذين هم في عيشة راضية وعلوانهم  
 البغاة عل ابا ونكالات الاحرة وسيد خلد في الهادية ونشكره على ما وقفنا غراء الحسين  
 ابن خير البرية وجعلنا من الطالبين بناره مع وليه الامام ثاني عشر عليه التحية وجعل  
 شهادة الحسين ليقص المومنين من العذاب كما اليهم وسيلة قوية واستوقد لمبغضة  
 في يوم القيمة نار احامية والصلوة والسلام على رسول الله الذي بكى على قرعة عينه وفؤاد قلبه  
 الحسين وامنا ايضا للبكاء عليه وقال من بكى علي الحسين او ابكى او تباكى وجعل الجنة  
 وعلاني اولاده الذين هم ائمة الانس والجنة اما بعد فيقول العبد المذبح الغري في بحر العصيا  
 الغايص في بحر الطغيان الراحي والحمربة الختان والنان التمسك باذيال اهلييت بنى  
 الانس والجان باقر علي بن ابا علي بن ابا غوص على غفر الله له ولم ما بفضله والامتنان  
 لمترين متلذذان جناب قدس اساس معلى القاب عالم المعى فاضل نور عى سلاله الالهينا  
 الامجاد ستمى السادس من حج الله على العباد مرشد المومنين والسادات صاحب حسن  
 العاقد وه اربا صدق ويقين قبله محبين ال طه وسين زبدة اهل تحقيق وزند فبق  
 سر امد كملاء في مجويد سرود فتر حفاظ وقراء قديم وجد يد كل كلش محمدى كلان  
 حنجره مولى حافض حنجره على لالت نتموس افاداة طالع وفار افاضة لمة ان ايام صلا وتوكل

قانع صلیح اس ترابا قدم مومنین کی ہو کہ ایک سالہ دریا جانعت تغیر داری سبط رسول جگر گوشہ علی و قبول کی  
اور گریہ دیکھا اس شہید کلگون قبایر کی شخص نے فرقہ زیدیہ سے بطور سوال جواب لکھا کہ وہ دواہیر یازدگانہ نظر اقلہ  
شہدہ اگر بلا سے مزین کر کے چھپوایا ہے بجز خوشی اس خبر وحشت اثر کی قوت شاید اس کے دیکھنے کی بظرق و جرح  
مشتاق ہوئی چونکہ مین وارد میرٹھ تھا لہذا بیچ خدمت مکرمتی مصلیٰ سلالہ دودمان مصطفوی نقادہ خاندان مرتضوی  
صاحب بن نقادہ ذی قریحہ قادہ ناظم بالکمال ناشر عظیم المثال صاحب خلق حسن میر احمد حسن صاحب امجدہ خلف الشیہ  
جناب مرتبی الفضل العین العکما باعث ترویج دین بہین خیر البشر گردیدائے جو دو سخا بجز مواج و ہش و عطا مورد  
مراحم لم نری نہی منی میر کفایت علی صاحب اہم اقبال کی دہلی مین لکھا کہ نظر اہل الثواب رسالہ مسطورہ کو تلاش کر کر میرے  
پاس بھیج دیں چونکہ رسالہ مذکورہ کو مصنف صاحب نے بخود سیاحت اقلام حیدریان کا نام مین شیانہ کورگی جرحہ  
نیستی مین مضمر اور مستتر کر دیا تھا شقیقی مدوح نے کمال جدوجہد سے ایک سالہ پیدا کر کر اس بیچ میر کے پاس بھیجا  
جب اس خاکسار کی نظر سے گزرا تو معلوم ہوا کہ مصنف اس سالہ کا شیخ نذیر حسین تین تابعین شیخ نجدی کے در حقیقت  
عدو حسین علیہ السلام ہے کہ جس کے نام کی تکریر اضافی سے عند ماہرین علوم ادبیہ دشمنی با امام حسین ظاہر و باہر پس اگرچہ  
رسالہ مذکورہ سبب تبصیر ہونے مضامین مفرغہ و اہیر کے قابل جواب تھا مگر بنیال اس کے عوام کا لانعام اسکو دیکھ کر  
ضلالت و گمراہی مین نہ پڑیں لکھنا جواب کا ضرور ہوا اُمید ناظرین باتمیز سے یہ ہو کہ انسان صادق سے سہو و نیان  
کا اگر کسی جگہ غلط فہمی توحی الوسع اسکی اصلاح مین کوشش فرمائیں اور زبان طبع و شیخ کو نہ کھولیں والد  
مغنا و لہما نقین ہذا اب الیم اور نام اس رسالہ کا سیف حسین رکھا والد اللہ بحسب الصادقین و بعض انکا ذہن فصل  
سوال مستفتی چہ می فرماید علما و دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ باہر محمد الحرم شہادت حسین  
علیہما السلام سب روایات کتاب تراشہ شہادتین روز عاشورا یا غیر ان جائز است یا نہ شہید و شہد کہ علما و اعلام  
از دہلی تا لکھنؤ و عشرہ و محرم بیان شہادت امامین ہامین را معمول خود میدارند و مولانا مراحسن علی صاحب محمد شعلیم  
الرحمہ کہ از اجل تلامذہ جناب لانا شاہ عبدالعزیز صاحب بودند و عشرہ و محرم شہادت حسین علیہما السلام را ہم بیان  
میں فرمودند و بعض از اہل علم بیان شہادت را حرام میدارند و بقول ابن حجر مکی کہ در صواعق محرقہ قریب سے کہے مینند  
عبارتہ کہذا عن الغزالی یحرم علی الواغظ و غیرہ روایتہ قتل الحمن و الحسین و ماجری مین الصبا و من التشاجر و التخاصم  
فایہم بیع البغض الصحابہ و الطعن فہم و قول مولوی محمد اسمعیل شہید مرحوم کہ در صراط مستقیم افادہ فرمودہ اند ہم  
سندی آمد خلاصہ این است کہ چون حسین علیہما السلام بر بنیہ شہادت فائز شدند داخل حبس گشتند پس محل سوز  
نہ تحمل غم و اگر اقربائے شہاد جنین مصائب تلامذہ باشند و کہے آن مصائب پیش شایبان کند بر گزشتن آن مصائب  
جائز نہی داریہ و مہمیں انرا از دائرہ محبت خارج میثاید پس چہرہ کہ در حق اقربائے خود جائز نہی داریہ و حق امام چو

تجزیہ کنید انتہی مضمونہ فلفلہ و نیز ہی گویند کہ کتاب سرائشا دتین از شاہ عبدالغیر صاحب نیت کدائے شیعہ تصنیف کردہ بنام شاہ صاحب شہرہ اختہ جو اب ہر سوال مفصلاً و مشہوراً ارشاد شود و بنو التوجرو ترجمہ سوال مذکور کے مصنف سالہ مسطور کے شاگرد نے لکھا ہے بلفظ نقل کیا گیا۔ کیا فراموش عالم دین کے اور مفتی شرع متین کے بیچ میں مسئلہ کے کہ بیچ ہینہ محرم کے شہادت حنین کے موافق روایتوں کتاب سرائشا دتین کے عاشورائے نیا سوارا جس کے بیان کرنا جائز ہے یا نہیں اور سنا گیا ہو کہ عالم شہور دہلی کو لکھنؤ تک بیچ عشرہ محرم کے بیان شہادت مامین ہامین کا مسمول اپنا رکھتے ہیں اور جامع الانام زاحن علی صاحب ثبوت شکر بڑے شاگردوں سے مولانا شاہ عبدالغیر صاحب کے حقے وہی بیچ عشرہ محرم کے شہادت حنین کی کیا بیان فرماتے تھے اور بعض صاحب علم کے بیان شہادت کو حرام جانتے ہیں اور قول ابن حجر شکی کا یہ بیچ مصداق خود کے لکھا ہے تاکہ کچھ نہ ہو عبارت اسکی اس طرح ہے عن الغزالی وغیرہ محرم

على الواعظ وغيره رواية القائل الحسن الحمين و صاحبى ابن الصلابة من التلشجر والخاصم فانه  
يخرج الى انحصار الصلابة والطعن فيها  
پر روایت قتل حنین کی یاد ہو جائے در میان صحابہ کے جھگڑوں سے اور قصوں سے پس تحقیق وہ برا بیخیز کرتا ہے  
طرف بغض صاحب مدین کرنے کے نہیں اور قول محمد اسیل شہید مرحوم کا یہ بیچ صراط المستقیم کے افادہ فرمایا ہو ہی سند لائے  
بین غلطہ کا یہ ہو کہ جو حنین برتبہ شہادت پہنچے داخل جنت کے ہوئے پس جگہ خوشی کی ہو نہ غم کا اور اگر اقر یا  
متمبار سے ایسے مصیبتوں میں مبتلا ہوئے ہوں اور کوئی شخص انکا مصائب کی تمنا کرے انکے بیان کرے ہرگز ان مصائب کے  
سننے کو روا کر رکھو اور ظاہر کرنے والے انکے کو دائرہ محبت سے خارج کہو گے پس جو چیز کہ حنین اقرار اپنے کے روا کر رکھو  
تم بیچ حق امام کے کیونکر رو رکھتے ہو تمام ہوا مضمون مولوی محمد اسیل کا اور بھی کہتے ہیں کہ کتاب سرائشا دتین شاہ  
عبدالغیر صاحب سے نہیں ہو کسی شیعہ نے تصنیف کر کر شاہ صاحب کے نام کو مشہور کر دی ہے جواب ہر سوال کا مفصل  
اور شرح ارشاد ہو بنو التوجرو۔ جواب اوپر طریقہ فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے اوپر الواح ضامرا رہا ہے مفت گین  
انصاف آئین کے مخفی اور مجتہب نہ ہے کہ صورت مرقومین تذکرہ مذکور صاحب مامین ہامین علیہم السلام یعنی جناب امام حنین  
وحینث اور دونا اور دونا اور مخزون ہونا اور مخزون کرنا اور پر بلا اور من البلیت رسالت کے کہ مصائب جمیع مقرران  
بارگاہ صمدیت و عظیم اور بلایاے نامی اولیاء اللہ سے سخت تر ہے کچھ سا طرہ اختصار متواترہ اور بر مابین قاطعہ و اثنا عشریہ  
ہر آن دہر زمان چٹا و فرادہ بخانہ میر و فقیر سنت مؤکدہ ہو اور منع کر نیوالا اور حرام جاننے والا اس فرقہ کا داخل ہو تحت مسرت  
قول لا یکن عدو ال محمد الاحرامیہ کے اس واسطے کہ ابتدا روز شہادت جناب سید الشہداء اسماعیلی بالان ہر  
نوع میں انواع امت محمدی اور ہر صنف میں اہل اسلام یہ ذکر شائع اور ذلح رہا ہے اور کسی فرقہ کے عالم نے بیخ متعصبین  
اہلسنت اور نواصب بنو ان کے اسے ذکر کو منع نہیں کیا جو لوگ فی الجملہ انصاف رکھتے ہیں خود اس فرقہ کو بیان کرتے ہیں

اور اس پر روتے روتے مین چنانچہ حال مولوی شاہ عبدالغزیز دہلوی اور فاضل اجل مولوی رشید الدین خان اور مولوی حاجی قاسم وغیرہ علماء دہلی کا مشہور اور معروف ہے کہ یہ صاحب ہر سال عشرہ محرم میں بجائے تفسیر قرآن قصہ پرغصہ شہادت سبعین سوال نقلین کا وعظ فرماتے تھے اور خود بھی روتے تھے اور سب کو رولاتے تھے اور ان ایام میں بارہا بجنو شاہ صاحب دہلی کہہ فرما میں عام بھی جمع ہوتے تھے احوال محرم کہ بلا اور قصہ شہادت جگر گوشہ رسول ہر دوسرا کو بیان کرتے تھے اور سب آدمی شکر اشک غنی و استین و دامن کو ترک کرتے تھے اور شاہ صاحب وغیرہ علماء اسکے جلد و دین انعام اگر کام پاتے تھے اور خلعت گران بہا سے سرفراز و ممتاز ہوتے تھے چنانچہ یہ امر فی الجملہ عبارت مستفہ سے بھی کہ جلیل غلاستہ ہر روشن و مبرہن ہے اور ایسا ہی حال علماء متقدمین مثل شیخ ابو الفتح نصیر آبادی اور خواجہ محمد صدیقی خفی اور امام شرف الدین ابو النصر بخاری اور خواجہ محمد منصور اور قاضی ثنائی خفی اور خواجہ نجم الدین ابو المعانی بن ابی القاسم شاپوری خفی المذہب کا کتب متبرک المہنت میں مندرج ہے کہ سب علماء عشرہ محرم میں عزاداری امام مظلوم کیا کرتے تھے اور حال شہد اکبر بلایان کہہ روتے رولاتے تھے خصوصاً خواجہ نجم الدین مذکور کے حال میں لکھا ہے کہ ریشخص نعل صریح کہ جسکو تغزیہ کہتے ہیں بنوا کر رکھتا تھا اور دس دن تک سہر پاب رہنے تارک اللذات اشک نذران گلیاں و نالان رہتا تھا اور شاہ عبدالغزیز نے مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کا حال لکھا ہے کہ بنا رسم تغزیہ داری کی اس پر بھی شخص سے قبیہ پہلی اور پھر شاہ صاحب نے سیدمان بن ہر دغزاعی کا حال کہ جسکو صحابہ رسول خدا اور مقتدا اور پیشوا فرقہ اہل تسنن کا جانا ہے طرح لکھا ہے کہ ریشخص ماتم داری سید ابراہین عمدہ شریفی کرتھا اور یافعی مرات الجنان کے وقایع سال تین سو باون ہجری میں حال شہنشاہ زمان محرز الدولہ کا کہ شیعیان خاص المہبت سے تھا جیز تحریر میں لایا ہے کہ شاہ مذکور نے اس ہی سال میں اپنی بیگیاں ممالک محروسہ کو خصوصاً اہل بغداد کو حکم دیا کہ سب لوگ عزاداری امام حسین کی کریں بلکہ ہر سال اس امر کو اپنے اوپر لازم و جبہ گردانیں چنانچہ ہر کوہ و مدنی او اعلیٰ نے بنا برتیل حکم اور امتثال امر کی اپنی مگروں میں بجا منفقین اور بروز عاشور فرمان قضا جرایان شاہ مذکور کا اہل بغداد پر دین نافذ ہوا کہ تا وقت شام سب کافین شہر کی بند رہیں اور کوئی شخص کوئی چیز مخصوص قسم طعام سے نہ پیچھے پاوے اور عورت ردا فض مو پر لیشان سر و پاب رہنے سینہ کو بان نوحہ و ماتم کنان گھونٹے بانظرین اور تاریخ ہجری ہمدانی الحج کو خوشی عید غدیر کی کی اور نوبت و تقاریب جو اے اور جشن شامانہ کیا اور پھر وقایع سال تین سو پچھتر میں لکھا ہے کہ اس سال اہل اقصیٰ و بچہ تمام داری امام شہید کربلا کی بجائے معمولی کی مولف کتاب ہے کہ یہ غم و سرور کا کتابت و روایت ائمہ مدینی اور ثلث سہول خدا کے ہے جیسا کہ منقول ہے کہ دوست ہمارا وہ ہے کہ جو ہمارے ایام مصیبت اور غم میں غمگین اور ملول ہو اور ایام خوشی میں خوش اور سرور ہو اور انام شافعی نے بھی اس مصیبت میں جیز مرنے تصنیف کئے اور اصحا ایام ابو حنیفہ اور اصحاب شافعی نے بھی مرنے کئے اور خواجہ ابو منصور پیشوا فرقہ اہل تسنن ہر سال اصحابان میں تخریام غریب مظلوم دشت بلا کا بنایا کرتا تھا اور خواجہ علی غزنوی بھی مابین بغداد کے کہ جکانام سنۃ الاسلام اور دارالافتاء خلعائے بنی عباسیہ کا یہ تغزیہ داری امام مظلوم کی ہر سال کیا کرتا تھا اور تغزیہ بنوا کر عز خانہ میں رکھتا تھا اور پویشہ مجلسین کیا

کرتا تھا اور مولع سبب قوم دشمنانِ اہلبیت تھا لیکر کسی شخص نے اُس سے پوچھا کہ تو معاویہ کے حق میں کیا کہتا ہے اُس نے  
 سنا کہ اہلِ علیکس طین خطا کیا اور بازنبد کہا کہ اے مسلمانوں! شیخِ مصلح علی سے پوچھتا ہے کہ تو معاویہ کے حق میں کیا کہتا ہے بھلا تم  
 ہی بتلاؤ کہ علی معاویہ کے حق میں کیا کہتا ہے واقعی کیا خوب لطیفہ کہا اس شخص نے اور میری عبادت کو علامہ زمان اور شروخ بن ہر قنہ  
 دوران تھا کسی شخص نے پیش بادشاہ عباسی پوچھا کہ کل دن عاشورہ کا ہے تو حق میں معاویہ کے کیا کہتا ہے اُس نے کچھ جواب  
 دیا پھر سائل نے پوچھا پھر اُس نے کچھ جواب دیے تب میری دفعہ اُس نے پھر پوچھا تو اُس نے کہا کہ اے شخص کیا تو حالِ معاویہ کا نہیں جانتا  
 جو مجھے پوچھتا ہے کیا تو حالِ اسی معاویہ کا پوچھتا ہے کہ جس کے باپ نے دُندانِ مبارک خرابِ محلِ مقبول کے شہید کئے اور جس کی ماں نے  
 بکرہ بیغہ غمِ رسول کا کھایا اور جس نے خود امامِ حق کو زہر دلو کر شہید کرایا اور جس کے بیٹے نے سرِ سبطِ رسول کا تیغِ ظلم سے جدا کیا  
 اے مسلمانوں! تم ایسے معاویہ کو کیا کہتے ہو یہ سن کر حضارِ مجلس نے کہ حنفی اور شافعی اور حنبلی اور مالکی تھے بیاختہ زبانِ نوم و  
 طامع حق میں معاویہ اور یزید اور اُس کے اخبارِ بعدِ توابع کے دراز کی اور جنابِ اہلبیتِ حسینؑ پر نوحہ اور ماتم اور فریاد و زاری کرنی  
 لگے اور صاحبِ دفعہ شہداء نے لکھا ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ جب یہ نہیہ محرم کا آئے تو چاہے کہ عجائبِ اہلبیتِ مصیبت  
 شہداء کو تانا کرین اور تزیہ داری اور اور رسالتِ پناہ میں مشغول رہیں اور آتشِ حسرت سے دلوں کو بریان اور جگر کو سوزان کرین  
 زانہ و این ماتم جانِ گل و روانِ گرد و از دیدِ باغِ نرگس دل - اور اخبارِ معتقل شہداء کو کرتا بوغینہ سطر ہے مگر  
 اور آئیدہ سے غبارِ ملال کو صفحہ سینہ سے زدودہ کرین مانتے - پس اس سے ثابت ہوا کہ ذکرِ حالِ جنابِ اہلبیتِ حسین علیہ السلام  
 ہمیشہ سے معمول اکثر اہلِ اسلام کا رہا ہے اور یہ امر ثوابِ عظیم کا باعث ہے خصوصاً شہرِ محرم الحرام میں کہ یہ دن وہ دن میں کہ جنگِ  
 بزرگی خداوندِ ذوالجلال نے قرآن میں فرمائی ہے چنانچہ فرمایا ہے والفرج لیسلم یعنی تم فوجی اور دس توں کی پس ہر دلیل  
 عشر سے دس ساتین ماہ محرم کی ہیں اور مشرور نے بھی لکھا ہے کہ خدا سے تمنا ہے فرمایا ہے کہ قسم کھانا ہوں میں دس  
 رات کی کہ آدمی تمام سال کو انتظار میں دس رات کی بسر کرنے میں اور کارِ بار کو ادون کے آنے پر موقوف رکھتے ہیں اور بتدرا  
 او کی شبِ لیل سو ہے اور اتنا ادنیٰ شبِ ہم پر ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ کوئی دن اندون کی برابر مرتبہ میں نہیں ہے  
 کہ صلح ان دنوں میں بہتر اور افضل اور نونے ہوتے ہیں کیونکہ یہ ایامِ کربت اور غربت شہداء کے ہیں اور ثوابِ جہا  
 حوز اُس صبر و رنج کے جو راہِ ضلیم اٹھایا ہے ان دس توغین انکی روحوں پر نازل ہوتا ہے انتہی اور شاہ عبدالغفر نے فرمایا  
 نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ایسا ہے کہ لکھا ہے اب ہم کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ذکرِ احوالِ اخبار و کھوکا حلالِ اعمالِ صالحہ  
 سے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ فیزل الوتحة عند کوا الاحبار یعنی نازل ہوتی ہے رحمت و دقت ذکر کرنے احوالِ نیک  
 بختوں کے اور ایسی ہی اُن کے حالات کو سنکر رونا اور گریہ بکا کرنا جو جب حدیثِ نبوی فی البکاء عند الوتحة  
 یعنی پاکیزہ رحمت خداوندِ عالم سے پس ایامِ محرم میں ذکرِ کربت و شہادتِ حسینؑ اور اہلبیتِ حسینؑ کا اور ان کے مصائبِ  
 کہ جو معاویہ غادیہ اور غیر ملید اور ان کے مقتدا اور تابعین ضالین کے ہاتھوں سے گزرے کہ آج تک کسی فرد بشر




پر نہیں گزرے اور آئندہ کو بھی نہیں گزریں گے رونا اور رولانا اور نوحہ اور شیون کرنا بہت اور دنوں کو زیادہ فضیلت رکھتا ہے علاوہ برین خدا کے تعالیٰ بھی فرماتا ہے وہما بہ نعمت ربکما فی حدیث شعیب نعمت پروردگار اپنے کا پسند کر کر اس میں شک نہیں کہ ذکر مصیبت جناب اہلیم حسینؑ ایک نعمت غلطی اور آلا کر کے سے ہی اس واسطے کہ اس ذکر پر آدمی کو رونا آتا ہے اور رونے پر جو جب یہی شیث بنوی من بکی علی الحسین اوابکی اوبتالی وجبت الحجۃ کے بہشت واجب تھا پس اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ جس بہشت واجب تھا ہی دیکھو نصر اللہ خان نے وہ مخزن میں لکھا ہے کہ رونا اور غمگین ہونا اور بہشت ہدایت الہیہ کی موجب ہے اور ترقی درجات کا اور باعث کفارہ سیئات کا ہے اور علامت رحمت اور دلیل شفقت کی ہے اور صلاح احادیث و سنن ثابت ہے کہ مسلمان کے گناہ سبب غم اور غم کے جو اسکو لاحق ہوتا ہے بخشے جاتے ہیں پس چونکہ غم الہیہ کا سبب غم نے زیادہ تر سید واسطے کفارہ سیئات کی اور حصول ثواب نجات کی ہے نہ ثبات ہو کہ ذکر مصائب اہلیم حسینؑ مستحب ہے اور مقدمہ تحب کا بھی موجب تھا ہی دلیل اس ذکر کی مقدمہ ہونے پر واسطے گریہ مستحب کی ہے کہ یہ وہ مصیبت ہے کہ جو شخص اسکو بدلے گا تو بیشک اسکو اندوہ و غم عارض ہوگا اور گریہ و بکا طاری بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ذکر خود بھی فی نفسہ مستحب ہے جیسا کہ نصر اللہ خان مذکور خفی المذہب نے اپنے وہ مخزن میں لکھا ہے کہ ذکر حال لیا اور اولاد مصطفیٰ افضل عبادت اور موجب عبادت ہے کہ اس میں فرمان حضرت باری کا ہے کہ خدا کے تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ انما نعتہ ربکما فی حدیث نعمت کا ذکر کرنا اور اسکی خوبی کا شکر کرنا ہی اور وجود جناب مصطفیٰ اور نہو اولاد ایدہ ابرار رحمت شامل اور نعمت کامل ہے پس اس نعمت غلطی و عطیہ کبر کے کی مناقب اور فضائل کا ذکر کرنا گو یا شکر بجالانا ہے اور دوسری یہ کہ ستان بزرگوں کے اخبار کا اور دریافت کرنا ان حضرات کے آثار کا تاثیر عظیم رکھتا ہے بیچ زائل کرنے زندہ عیسیٰ کے آئینہ دل وجانے اور بیچ حاصل کرنے نور ایمان کے اور روشنی عرفان کی اور مشربان درگاہ ذی الجلال کے عبادت اور زہد اور ریاضت اور استقامت اور بہت اور صبر اور شکر کا معلوم کرنا موجب توفیق و ہدایت اور سبب عبادت اور بہت کا ہوتا ہے انتہی قول فی الواقع جبکہ حال جناب اہلیم حسینؑ منا جاتا ہی یاد کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جناب کا تقدیر زہد اور عبادت اور صبر اور شکر اور بہت تھی کہ زیر تجر بھی باوجود جھوکا پر پیاس کیا و خداری اور تیر و شمشیر و سنان و تیل و دم رضا اور اسقدر شکر تھا کہ جب کوئی زخم بدن پر لگتا تھا تو شکر کرتے تھے اور صبر و بہت کا یہ حال تھا کہ چھ مہینے تک بچہ اپنا راہ خدا میں دیدیا اور جوان فرزند ہشکل بنی کو اسراہیلؑ کیا اور استقلال اور استقامت اور ثبات قدم ایسا تھا کہ راہ خدا میں قدم آگے بڑھا کہ پھر بھیجے کو نہ ہٹایا پس جو شخص کہ یہ اوصاف اس جناب کے دیکھے یا سنے کا تو لاریہ بلا شک رحمت اس کے ان امورات کی طرف تیر ہوگی پس اس غم میں کمال تاثیر ہے اور کیونکر تاثیر نہ ہو کہ یہ اس شخص کا غم ہے کہ جس پر کوئی رونے والا باقی نہ تھا چنانچہ جناب اہلیم حسینؑ خود فرماتے ہیں کہ انا قلیل العرف ما ذکرہ عند مومن الا بکی فاعلم قلبی عصبی یعنی میں کشتہ گریہ و زاری ہوں نہ



لیا جائیگا نامہ لائے کسی مومن کی مگر یکہ بے اختیار وہ رونے لگے اور غم ہو میری مصیبت پر واقعی ایسی ہی مصیبت  
اُس جناب کی کہ پھر جب کوٹنگرانی پہجائے مگر یہ بالغین پھر سے بھی سخت ترین کہ سب قیادت قلبی کے انکاد انہیں  
پکلا اہل حاصل جبکہ خود امام مظلوم یہ فوایمیں تو پھر ذکر اس مصیبت کا کیونکر جائز نہو چنانچہ روایات صحیحہ ثابت ہو کہ جب  
جناب کیرا نام بچپن کا تھے تھے تو چار نام کے لینے سو ایک فرحت اور سرور انکو حاصل ہوتا تھا اور کمال خوش ہو کر تھے  
اور جب نام نامی ابا عبد اللہ الحسین کا زبان حق ترجمان ہرلاتے تھے تو نہایت حزن و ملال طاری ہوتا تھا اور بے ساختہ  
اُن کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے تھے جب اُس جناب نے متعب ہو کر باعث اس امر کا خداوند جلیل سے پوچھا تو خداوند عالم نے  
سارا قصہ کہلا کر اُن سے ارشاد فرمایا وہ جناب نہ کر بہت روئے اور ید پر لعنت کی پس ان روایتوں سے بھی ہمارا وہ مطلب  
جو ہم نے اوپر بیان کیا کہ یہ وہ غم ہو کہ اسکو جو سننے تو وہ رونے لگے ثابت ہوا اور بھی یہ کہ یہ من امام رضا بخاری سنی کا  
حال لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ اسے عزیز خاک کہلائی وہ خاک ہے کہ جس میں تخم شمدات کا بویا ہے پس جو کوئی کہ مصیبت پر امام  
حسین کے اشک غمی چہلمے حق میں اندوہ انگین سے جاری کر لگا بہشت غیر سرشت اسکے واسطے ضرور ہوگا چنان  
الہیبت کو چاہئے کہ جب محرم کا چاند دیکھیں تو مصیبت کو اسل مام کی تانہ کریں اور دس دن تک مصائب اُس جناب  
کی شکر گریہ دیکھیں صوفیہ میں اور تہذیب اولاد حضرت رسالت پناہ کی برپا رکھیں اور ہر سال اس امر کو اپنا پیر  
لازم اور واجب بنائیں اور ملا حسین کا شفیق نے روضۃ المشد امین یہ حال عینیہ رضا بخاری مذکور کا لکھا ہے اور یہ کہ میں  
امام زہد کا حال اسطرح پر لکھا ہے کہ محرم میں بروز عاشورا امام مظلوم کی عزاداری کرتا تھا اور اورونکو بھی رغبت لانا تھا  
اور سبے ثواب کیا بیان کرتا تھا اور خوشخبری و دخول بہشت اور دخول جنت کی سناتا تھا اور شیخ عبد الحق دہلوی نے  
اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ فاضل شیخ احمد شیبانی خاندان نبوت و نہایت دوستی رکھتا تھا اور اپنے پیر کی وضع اور  
طریق پر دس دن تک محرم میں اور بارہ دن تک بیع الاول میں کپڑے سے سفید ہوئے ہوئے نہ پہنتا تھا اور خاک پر سوتا  
اور قبور سادات پر جلہ کشی کرتا معمول اپنا رکھتا تھا اور جناب سونڈرا اور الہیبت کے نام پر کھانا کھلاتا تھا اور  
کوزے فیض شربت کی پانی سے سر پر رکھ کر سادات کے گھر لیا کرتا تھا اور انکو اور یتیمونکو اور فقیرونکو پلاتا تھا اور حال امام  
حسین کا اسطرح بیان کرتا اور ایسا روٹا کہ گویا واقعہ کہلا اسکے سامنے ہوا ہے اور جب عورتونکی رونے اور پشیمانی کی آواز  
سناتا تھا تو آپ بھی آنکھوں سے خون برساتا تھا اور بھی کتابا جہر العقیدین کی قسم ثانی ذکر چارہ ہم میں لکھا ہے کہ ابن جبر سے  
کی بیٹی نے نقل کی ہے کہ ایک بار ابن البہاد یہ شاعر کہلا پر وارد ہوا قبر خراب امام حسین دیکھا کہ اور مصیبت اُس جناب کی کہ  
کر کہ بہت رویا اور فی البدیہہ چند شعرا اُس جناب کے مرثیہ میں کہے اور اُن شعروں میں اپنے شریکیت نے کا انوس کیا تھا  
اُسی حال میں سو گیا جناب سالت تاب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت فراتے ہیں کہ اسے شخص شوخ ہو کہ خداوند عالم نے  
معرض مرثیہ کے تیرے نام کو اُن لوگوں کے زمرہ میں داخل کیا کہ جو کہلا میں امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے ہیں

اور وہ شہر میں سے احسین للبعو جلدک بالهدی مایکون الحق عنہ بسائل یعنی اچھین  
 آپ کا نام واسطہ ہدایت اُن لوگوں کے کہ خدا کو تالے بروز قیامت اُن سے سوال کر لگا مبعوث ہوئے لوگنت شاہدا  
 بکربلا لبلالت فی سے تفسیر کے ساتھ جہد بذل البازل یعنی اگر میں بھی کربلا میں بروز مکر کی ساتھ ہوں  
 تو بلاشبہ اپنی جان آپ پر تصدق کرتا اور اشرار فجار کو سبھی بازو دفع کرتا و سقیف حد الیسیف صراحتاً انکم  
 غللاً و خلد السعیر اللہ اعلم اور بجا تائین آپ میں شیعہ اعدا تمہارے سے پیاس کو اور آب نہان نیزہ زامن  
 و راز اسکی ہو۔ لکنہ اخذت عنک الشقیف فکای الی علی علیہ السلام لیکن میں اپنی بد قسمتی ہی محروم اور چھپے رہا تجھے پس دنیا  
 میرا درمیان نجف اشرف وربا بکے ہو لہذا حرمۃ النضر من اعدائکم : داخل میں چون و دمع سائل یعنی اے  
 حسین آپ صومریہ اسعاف فرمائیں کہ میں آپ کی یاری و مدد سے محروم ہا پس بہت کم چرخ اور روزنامہ پس اپنی آیت  
 سے کہ فضلہ معتدین فرقتہ اہل تسنن نے ذکر کئے میں ثواب اس قدر کا تحقیق ہوا اور علی بن ابی طالب نہ سبب فقر و محنت شاعشر یہ  
 بھی ثواب اس قدر کا اتفاقی ہے کہ اُسے ہر سے ثواب میں اس قدر کے احادیث اس شریعت مذکور ہیں کہ جو ہر واحد احسان میں نہیں  
 اسکتیں از انجملہ خیال عالم ہام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایما مومن در وقت عیناہ علی مصاب جہا الحسین حتی  
 تسیل علی خدا تبارک اللہ و لکنہ عنہ فاستکنا احتجاباً یعنی جو مومن مصیبت سید الشہداء پر چشم پر آب ہو اور ایک قطرہ  
 بھی روان ہو و خسا رون پر اس کے ثواب اس کا یہ کہ خدا تعالیٰ اُسے بہشت میں جگہ دے لگا کر وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا اور بھی حدیث  
 میں وارد ہے کہ جب جناب رسول خدا نے سیدۃ النساء خرمیمہ آسیا بہترین زنان عالم فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ النسا کو شہادت امام حسین  
 کی خبر دی اور اُس معصومہ نے پہنچا کہ یہ حادثہ کس زمانہ میں ہو گا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اس زمانہ میں ہو گا کہ جب ہم اہلبیت میں کو کوئی  
 نہ ہو گا پس شکر وہ معصومہ بہت رو میں اور پہنچا کہ جب ہم کو کوئی نہ ہو گا تو پھر میرے حسین پر کون روئے گا اور کون تعزیر اری  
 اسکی کر لگا حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ میری امت میں ایک قوم کو پیدا کرے گا کہ وہ اُن کے رو میں گے میری اہلبیت کے  
 مرد و نپہار و عورتیں ان کی رو میں گی میری اہلبیت کی عورتوں پر اور ہر سال سامان عزائیرے جین کا تازہ کرتے رہی گی ایک  
 قوم بعد دوسرے قوم کے دو ستون تیرے سے پر قیامت میں میں اُن کے مرد و ن کی شفاعت کروں گا اور ان کی عورتوں کی شفاعت  
 کرنا اور انوریدہ قیامت کے دن سب کی آنکھیں خوف خدا سے روتی ہوئی مگر آنکھ اس شخص کی کہ جو رویا ہو گا مصیبت پر میر  
 حسین کی پس وہ آنکھ اس روز بہشتی ہوگی اور خوشخبری دی جائے گی ساتھ نعمات جنت کی اور بھی اور طریقہ اہلبیت کو مروی ہے  
 کہ ایک شخص نے جناب امام زین العابدین کو اپنے فرزند کی شادی میں شریک ہونے کی تکلیف دی آپ نے فرمایا کہ بعد مکر کہ بلا اور شہادت  
 اقربا کی ایسی مجلس میں جانے سے عہد کیا ہو مگر یہاں اگر تو مجلس ماتم میرے پدر علیہ القدر کے منع کرے تو اہلبیت میں نہیں شریک  
 ہو سکتا ہوں پس اُس شخص نے حسب مشا د اپنی گھر میں مجلس ماتم برپا کی اور وہ جناب بھی بصورت مصیبت ندون کے  
 چاک گریبان گریہ کنان ماس مجلس میں تشریف لائے اور واقعہ خوان نے منبر پر جا کر واقعہ کربلا شروع کیا اور وصار جناب امام

حسینؑ میں بیان کرنے لگا اہل مجلس کو ان مصائب کے سنے سے اسقدر رقت طاری ہوئی اور جوش گریہ ہوا کہ سب بے ہوش ہو گئے جب صاحبؑ کو ہوش آیا تو امام کو اپنی جگہ پر نہ کیا تھوڑے عرصے میں کہ طرف دیکھنے لگا آخر کو دیکھا کہ وہ جناب قریب دوازہ کے زمین پر کھڑے ہیں اور رو رہے ہیں صاحبؑ نے عرض کی کہ خدا ہوں آپ پر ہوں باپ میری کیا باعث ہے کہ حضرت یہاں آنکر کھڑے ہوئے ہیں اس جناب نے ارشاد کیا کہ اے شخص ادواح طیبہ انبیا اور ادھیا اور ملائکہ مقربین اس مجلس میں اسقدر آنکر جمع ہوئے ہیں کہ جگہ مجلس میں کھڑے رہنے کی ہنیں ہی ہے اس واسطے میں یہاں آنکر کھڑا ہوا ہوں اچھا جان نصف شہادت اور خیال فرمائیں کہ اس مجلس اور اس کی کسی کس قدر توقیر اور فضیلت اور عظمت ہے کہ جس مجلس میں اس قدر کے سنے کو ارواح انبیا کی اور فرشتے تشریف لاتے ہیں پس ان احادیث اور روایات سے استنباط ہے کہ اگر اس منویت اس مجلس کی ثابت ہوئی بلکہ جو تفریہ یعنی نفل ضریح مقدس اور علم شدہ مجلسوں میں رکھنا بھی تحقیق ہوا اول تو اس واسطے کہ سند اس کی کتب فریقین میں موجود ہے سوائے فرقہ شیعہ تو اسکو بنانا ہی ہے مگر اکثر اشخاص فرقہ اجانب بھی اسکو بناتے ہیں پس جو حبسیت اہل تشیعہ لایحییٰ جمع ائمہ علی الضم لا لک کے بنانا تفریہ کا جائز ہوا دوسرے یہ کہ طرفین میں یہ قاعدہ اصول فقہ کا مسلم ثابت ہے کہ مقدمہ مباح کا بھی مباح ہوتا ہے یعنی جو چیز کہ سبب پڑے طاعت اور عبادت کی اور موجب ہو امیر اور نیک کی تو وہ بھی طاعت اور عبادت ہے پس موجب اس قاعدہ مقررہ طرفین کے بنانا تفریہ کا کہ وہ بھی مقدمہ گریہ مستحب ہے شاعر اللہ میں داخل ہو گا اور امور امت مسنونہ میں شمار کیا جائیگا اور اسی جگہ سے ثابت ہوا کہ اہانت اور استخفاف اور بی ادبی ایسی چیزوں کی درحقیقت اہانت شمار اللہ کی ہے کہ جو مستند ہے کفر اور تداؤن کے اہانت کرنیوالے کی اور تعظیم اور تحکیم ان چیزوں کی نفی ہوا اے آدمی ومن یعظم شعائر اللہ فانہما من تقوی القلوب باعث طہارت اور تقویٰ قلوب یعنی فرما تا ہر خدائے تعالیٰ کے جو شخص تعظیم کرے شعائر اللہ کی پس وہ تعظیم موجب طہارت قلب ہے اور مراد شعائر اللہ سے وہ چیزیں ہیں کہ جو واسطہ اور ذریعہ ہیں عبادت معبود بحق کی جیسا کہ جوہری نے صحاح میں اسکی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ الشعائر اعمال الخج کلہا جعلہ علیہ ابطاعہ اللہ یعنی شعائر اعمال حج ہیں اور جو چیزیں کہ گروانی جاوین علامت واسطہ طاعت خدا کے اور صاحب مدارک نے تفسیر کر دیہ ومن یعظم شعائر اللہ میں لکھا ہے کہ لفظ شعائر کے تہک یعنی حرمت اس چیز کو کہتے ہیں کہ جسکی تہک حلال نہ ہو اور ظاہری کہ تہک ان چیزوں کی حلال شدہ ہے اس واسطے کہ تہک ان چیزوں کی درحقیقت ذلت اور بے ادبی ان چیزوں کی درحقیقت ذلت اور بی ادبی اس شخص کی ہے کہ جسکی طرد یہ چیزیں منسوب ہیں پس ان کی تہک حرمت اور نہ تعظیم کرنا ان اشیا مرتبہ کم عنہ کافی نفس الامر ذلت دینا اور بے ادبی کرنا رسول خدا کا اور ان کی نواسہ شہید کر بلا کا ہے اور یہ امر سبب میں حرام ہے پس بے ادبی تفریہ کی ساتھ بھی حرام ہے خود محدث دہلوی مولوی شاہ عبدالغنیز بادجو اس تعصب عناد کے کہ ان کے تحفہ و حروریت اور عناد صاف پکڑتا ہے تحفہ کے باطن طعن کے دوسرے طعن میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی عاشورہ کی دن خوشی کرے اور امام حسینؑ کی اہانت اور فغان

کی حقارت کرے ایسے شخص کو مرتد جانیں تو بہتر ہے جب شخص کو توبہ کی رو سے منع کرتے ہیں اور خوشی کرنا کہ فتوے دیتے ہیں اور رحم  
میں اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ گویا روز عید ہو گویا چاہئے کہ وہ اس قول پر عمل کریں اور بھی حکم سلامت علی خان محروف جو بولی  
سلامت علی نے لکھا کہ اگر برائیت ہو تو ایک اہل علم میں بہت شہور ہو گئی ہے اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس میں  
ہر رشک نہیں کہ امام بارہ اور نقل تربت شریف تیار ہونے کو لائق تعظیم کی ہیں اور بالضرورت اولیائے شایان ایمان ہے  
ماتحت۔ دوسری یہ کہ یہ بھی اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ شے میں اصل اجابت ہو اور عدم تحریم یعنی جب تک شارع کی جانب سے اس کی حرمت  
پر حکم صادر نہ ہوا اور بعد کبھی یہ ثابت نہ ہو جائے کہ شارع نے اس چیز کو حرام کیا تب تک شے مباح ہے اور اگر اس کا درست ہے  
اور یہ بھی قاعدہ اصولی ہے کہ اصل برائت ذمہ کی ہے شغولیت یعنی جب تک شارع کی جانب سے لکھیا اس شے کی ثابت نہ ہو  
تب تک مکلف اس سے بڑی الذمہ پس ان دونوں قاعدہ پر اجابت توفیر کی اور برائت ذمہ توفیر دار کے متفرع ہے اس واسطے  
کہ کہیں کسی جگہ قرآن میں یا حدیث میں یا حدیث میں مانعت توفیر بنانے کی نہیں آئی پس اہل سنت کے نزدیک بھی بنا مانع  
کا مباح اور جائز ہوگا اور مواضع ہمارے اس قول کا مذہب یہی ہے کہ وہ بھی ایک عالم ہے علمائے اہل سنت ہو اور نہایت معتبر شخص  
کا ہے وہ کتاب ہے جو چیز ہے یا وہ واجب ہے یا حرام اور جواز بنانے توفیر کا قواعد اصول فقہ اور کتب احادیث اور اقوال اور افعال علماء  
ثابت ہو تو عدم حرمت اس کی نشینی متیقن ہوگی بلکہ کسی کے نزدیک واجب ہوگی تیسرے یہ کہ دلائل المجتہدات اور دلائل الخیرات  
میں نقشہ روضہ مہر جناب اس قبول اور قبہ انحضرت اور قبہ شمعین کا کھینچا ہوا ہے اور سزا میرا اسکے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ  
هذا آفة الروضة المباركة التي حفر فيها رسول الله وصاحبه يعني نقشہ قبہ روضہ مبارک کے جس میں رسول خدا  
اور دونوں یارانے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مدفون ہیں اور صورت اسکی یہ ہے  جو ہے یہ کہ جناب سب خدا  
نے ایک شخص کو جس نے چوٹی چوٹ بہشت اور جودین کی قسم کھائی تھی اس کو واسطے برائت ذمہ کے قسم و اجازت ہی  
کرمان اور آپ کی قبروں کے نشان بنا اور انکو جو چاہئے یہ قصہ مفصلاً مطالعہ المومنین اور قداے عالم گیر میں اور فیضان  
میں کہ صحاح اہل سنت میں لکھا ہے اور احقر العباد نے وسیلۃ الزائرین میں مفصلاً اسکو نقل کیا ہے پانچویں یہ کہ کتاب دین و دوزخ  
میں کہ معتبرین کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ حقوق مرشد کے مرید پر خارج از حد و احصا میں اور صاحبان عرفان کو نزدیک  
چار ہادی میں ایک کتاب الہی ہے جس میں احکام اور کسب نیان اسلام ہے دوسرا ہادی احادیث بنی خیر الانام ہے کہ مفسر  
احکامات کتاب الہی ہے تیسرا ہادی علماء دین میں کہ رموز داناں احکام الہی اور کتہ سبحان احادیث رسالت پناہی  
میں چوتھا ہادی مرشد ہے کہ جو ہادی پر طریقہ باطنی کا اور مرشد ہے راہ طریقت کا کہ یہ راہ جزو شریعت ہے چھ صاحب دین نے  
حال شیخ عبداللہ بلخی کا بعد اس تمسید کہ لکھا ہے کہ اپنے مرشد شاد احمد بخاری سے اس قدر انتقاد و خصوص ادا کرتا تھا کہ  
ہر سال بلخ سے اون کی زیارت کو بخارا میں جاتا تھا اور جب مرگیا تو عبد اللہ نے ایک پالہ چہرہ پر اپنے چہرے کی تصویر کھینچوائی  
اور سارا نقشہ اس مکان کا کہ جس میں وہ بیٹھا تھا اور نقشہ اس کے مقبرہ کا اور مسجد کا اس پارچہ پر نقش کر لیا اور ہر روز اس کی

زیارت کیا کرتا تھا چھٹے یہ کہ مولوی جامی نے رسالہ فتوح الحرمین میں نقشہ اور صورت مکہ منورہ اور مدینہ طیبہ اور کوہ  
ابو القیس اور روضہ بقیع اور کوہ صفا اور مردہ کی لکھی ہے اور مولوی شاہ عبدالحق دہلوی محدث نے بھی کتاب ثابت بہترین  
تصویر قریباً سب اہل الثقلین مع تصاویر قبور جنین کچھو الیٰ ہر ساتویں یہ کہ صاحب غنۃ الاجابات کی فصل چھٹی باب سے من  
نقشہ ثعلین جناب سے ان خدا کا لکھا ہے اور حال اسکی برکت اور بزرگی کا بہت کچھ بیان کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ثعلین آپ کی پوسٹ  
کا گوشت بھی کہ تمثال اور صورت اسکی نزدیک ہر فقیر کے کاغذ کی کتری ہوئی اس شکل پر بھی اور توحید میں اس نقشہ  
ثعلین کے لکھا ہے کہ اوطال نقشہ ثعلین سے لڑا تو آسمان پر راہ پائی ہے اور حج بنجہن سے بھی کدوئی بھی کھلتے ہے  
اس جوئے کے نقشہ کو سر پر رکھے اور عاجزی کرے اس کا مقصد ہو کہ وہ جو بھیر کترین  
اسکی لکھی ہیں الغرض جب علمائے معتدین نے نقول تقابیر اور ضلیح اور کوہ اور ثعلین



کی لکھی تو بجز نقل صریح جناب الہام حسین کیونکہ درست نہ تھی کہ یہ نقل قبر لہا سہ سول مقبول کی جو حیف ہے موانعین اس نقل پر کہ لوگ باوجود  
حدیث الیٰ اور علیہ کی کے ازراہ اعتقاد اپنے پیروں کی قبور اور قبایل اور مساجد اور مقابر اور ثعلین رسول خدا کی تصویریں اور نقشہ کتابتیں  
اپنی لکھ جائیں بلکہ اور دیکھ دہایت کو جائیں اور رسول خدا کی بھی اجازت واسطے بنانے نقل قبر کے ہو اور فیصلہ خوران زید جگر گوشہ  
رسول کی نقل صریح کو منع کریں اور بت ٹھوڑی اور طرفہ یہ کہ بموجب قول شاعر کے مہ نامہ کہ از قریبان دامن کشان گزشتی  
گو خاک نہ ہم پر باد رفتہ باشد دشمنی اور واردات الہیہ نے دیدہ باطن کو ان کو ردوں کی ایسا ناپنا اور بے بصیرت  
کیا ہے کہ اپنے علماء کو بھی انہوں نے بت پرست ٹھہرایا ہے اس واسطے کہ عیسیٰ تصویر کسی شی کی کاغذ پر کھینچا ہے عیسیٰ ہی کاغذ کی  
کڑیا کاغذ کی بنا ہے اگر یہ بت پرستی ہے تو بلا ریبہ بھی بت پرستی ہے اور جو وہ درست ہے تو یہ بھی درست ہے والا صاف دشمنی  
امام حسین کے ساتھ ان کی ثابت ہوگی علاوہ ازین بت نامہ اس شو کا ہے کہ جو صورت بنی ہوئی ہو ذی روح کی اور تعزیر فقط نقل  
مکان رسول اور نقل قبر جناب الہام حسین ہے کہ واسطے گریہ متحج بنا کر رد و بر داپنی رکھتے ہیں نہ کہ خود جاننے میں نہ اسکی پریش کرتے  
میں مگر چونکہ وہ مشرب امام حسین کی طرف تو البتہ اسکی اہانت اور خفت اور ذلت کو ہم بکفر کا سمجھتے ہیں غرض کہ تصویر ذی روح  
کی بنا محرام ہے اور غیر ذی روح کی نقل بنا محرام نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس فرقہ کو چاہیے کہ بنانے تصویر ذی روح کو بھی حرام کہیں  
اور اس کو حجاب از اوطال جانیز دالا عائشہ صدیقہ اہل تسنن بت پرست ہو جائیں گی اس واسطے کہ وہ گڑبان بنا کر کہ جو تصاویر  
ذی روح کی تصویریں اُنہ کھیل کر تی تصویر بنا چنکت صحیح اس فرقہ میں لکھا ہے کہ عائشہ نے کہا کہ جناب رسول خدا نے جنگ تبوک سے  
مراحت فرمائی اور میرے گھر میں تشریف لائے تو ایک گلہ میرے کھیلنے کی گڑبان رکھی ہوئی تصویریں اور ان کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا  
اتفاقا وہ پردہ ہوا اور اوجہ جناب خدا کی نظر ان گڑبان پر پڑی حضرت نے دیکھا کہ مجھے پوچھا کہ لے عائشہ یہ کیا ہیں میں نے  
عرض کی یہ گڑبان ہیں کہ میں اُنہ کھیل کر تی ہوں ان گڑبان میں ایک گڑبان بھی تھا کہ اُس پر پردہ لگے ہوئے تھے حضرت نے اُس کو دیکھا  
ازراہ تعجب کے پوچھا کہ یہ کیسی نقل ہیں میں نے عرض کی گھڑے کی تصویر ہے آپ نے سنکر فرمایا کہ گھڑا کی پر دہنے کیا نسبت میں نے

عرض کی شاید آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان کے گھوڑے کے برتنے میں حضرت تبسم ہوئے اور جامع الاصول میں عائشہ سے منقول ہے کہ اُسے کہا کہ میں بھولہ کی ساتھ گڑیوں سے کھیلنا کرتی تھی اور جب جناب رسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا تو بھولہ کی طرف سے بے سبب خوف کے چھپتا ہوا مسوت وہ جناب نے اشارہ کرتے ہوئے میرے ساتھ کھیلنے کا پھر وہ میری ساتھ کھیلنے لگی لیکن میں نے روز بہان نے اپنی کتاب الباطل الباطل میں بطور تاویل کی اس حدیث کو لکھا ہے کہ کھیلنا عائشہ کا گڑیوں سے تو صحیح ہے مگر وہ گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ اور تصویریں گھوڑوں کی بنانا حرام نہیں ہے بلکہ انسان کی تصویر بنانا حرام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ انسان جن حیوانات اور ملائکہ کی عبادت اور پرستش کرتے ہیں ان کی تصویریں بنانا حرام ہے یا فاضل غفرلہ نے ہر چند اپنے مذہب پر سے اعتراض اٹھانا چاہا لیکن ائمہ نہ سکا اس واسطے کہ مغربہ بجا الواقع شرح کنز الدقائق اور صحیح اور صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح اہل غلہ میں لکھا ہے کہ تصویر ممنوعہ ہے کہ جو مشابہ مخلوق خدا کے بنائی جائے پس اس پر حرمت عام تصویریں روح کی ثابت ہوتی ہے اور تاویل صاحب الباطل الباطل کی باطل اور یہ تاویل سطح سے بھی باطل ہوتی ہے کہ اس نے جو کہا کہ انسان کی تصویر بنانا حرام ہے موافق قول اسکے بزرگوں کے یہ بھی غلط ہے اس واسطے کہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں ایک حدیث اپنے بزرگان دین سے نقل کی ہے کہ اُس نے بنانا تصادیر انسانات کا بھی جائز معلوم ہوتا ہے یعنی عائشہ

سے روایت ہے کہ ان جاء جبرئیل بصورتی فی خرقۃ حری پر خضر اعلیٰ رسول اللہ ﷺ قال ھذا زوجنا فی الدنیا والاخرۃ یعنی جبرئیل میری تصویر لیکر ایک پلچہ ریشمی سبز رنگ پر اس میں رسول خدا کے آئے اور کہا کہ یہ بی بی تمہاری ہے دنیا اور آخرت میں روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اصحابان عدالت والصفاء گزین ان روایات میں غور و قائل ہوا دین کہ یہ طائفہ کبھیہ بنانا عایدہ صدیقہ اپنی کے خاص خانہ رسول مقبول میں بت پرستی ثابت کریں اور پھر اسکے جواز میں تاویلات رکھیں کہ وہ دو راہ کار پیدا کریں اور حدیث میں اسکی حلت کی بنائیں حرام کو حلال کریں کو کمین اگر کریں کھیلنے کی جناب سے خدا کی طرف سے رخصت اور اجازت ہے چنانچہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اور شارح مشارق الانوار نے شرح مذکور میں لکھا ہے کہ اگر گویوں کی کھیلنے میں رخصت ہے اور سید عبادت جناب اہلیم حسین کے ان کی نقل خیرج کو کہ جو شکل غیری روح کی ہے اور کل فریق میں جاننے ہے اسکو حرام کمین اور بت پرستی محمد بن نقشبند نے رسول مقبول کو کمین کہ سر پر رکھو اور اسکی تعظیم و تکریم کرو اور نقشہ قبر فرزند رسول کو کمین کہ اسکو پاؤں سے روندو اور توڑ کر جلا دو اور تصویر قبور شیخین کو کمین کہ اسکی تکریم اور توقیر کرو اور اسکی امانت اور رخصت کرنیوالے کو کافران میں اور تصویر روضہ منورہ جگہ گوشہ عالی و متوال کی حقارت اور توہین کو جائز رکھیں اور اسکی امانت کرنیوالے کو مشایخ طہانین حالانکہ صاحب مشارق الانوار نے یہ بھی لکھا ہے کہ تصویر بنانی اُس شو کی کہ جو جائز اور مثل درخت وغیرہ کے جائز ہے اور اس میں شارع سے رخصت حاصل ہے پس اسکو ناجائز کریں اور جبکہ بنائیں کی رخصت نہ ہو بلکہ رسول خدا اسکے بنانے پر بدعت کریں اسکو جائز کریں چنانچہ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جناب سے محمد بن محمد بن عثمان بن طلحہ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی

دیوار سے سب تصویروں کو جو کھارنے بنا رکھی ہیں مناد و پس عمر نے سوار تصویر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے اور سب صورتوں کو مٹا دیا جبکہ جناب سولہ ذی الحجہ اپنے اصحاب خاص کے خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور ان دونوں تصویروں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ عمر تو نے انکو کیوں مٹا دیا اس نے عرض کی کہ یہ صورتیں بنیہ بن کی تھیں مجھے ان کے مٹانے کی شرم نہ تھی آئی حضرت نے پس منکر ارشاد کیا کہ ان کو بھی مٹا دے اور پھر فرمایا کہ نعمت خدا کی اس شخص پر اور اس قوم پر کہ تصویر اور شبیہ اس چیز کی بنائے کہ جو پیدائی ہوئی اسکی ہوا اس پر ایت سے کئی فائدے حاصل ہو گئے۔ اول تو البطل تاویل صاحب البطل الباطل کے کہ اس نے کہا ہے کہ گھوڑے کی تصویر بنانا جائز ہے دوسرے داخل ہونا تخت لعن رسول خدا عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا بر اس پر ایت کے کہ اس شخص نے مخلوقات خدا کی تصویر اور شبیہ بنانے والے پر لعنت کی اور عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید انسان اور حیوان کی بنا کر اس نے کھلیتی تھیں اور اس پر ایت میں تخصیص کر لیوں کی کہ میں بنیں ہر کس سے رخصت سمجھی جائے بالخاصہ ان کی عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود مخالفت اس شد و مد کے کہ عقیدہ بعثت ہو تھا وغیرہ فریضہ کی بنا میں تو شبیہ بنا غیر فریضہ کا کہ کسی مذہب اور ملت میں اسکی مخالفت پایہ نبوت کو نہیں پہنچی کیونکہ کبریت پرست ہر کسی سے ہر کس مخالفت اور عداوت اسکی نام پر کیا باعث محبت ام المؤمنین اور سید عیسا و سید عیسیٰ کے گروہ کا کھیلنا جائز رکھا اور جو شے جائز اور مباح اور حلال اور حلال تھی یعنی تزیین امام حسین کا اسکو ناجائز اور غیر مشروع قرار دیا ہے فاعبروا بالاولی الا انصار اور چونکہ عادت اس طائفہ کی ہے کہ جب اپنے اقرضہ کا دندان شکن جواب پاتے ہیں اور عاجز ہوتے ہیں تو وہ پردہ نرم و چمکا کو رخ بھائی ہو اٹھا اور طرح سے طریقہ کید و خدع کا اختیار کرتے ہیں پس بنا برین جبکہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ تصویر غیری روح کی بنا ناجائز نہیں ہے تو پھر کہنے لگے کہ تزیین ناجائز ہے اور بدعت ضلالت ہے پس جواب لیا کہ اول تو یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ تزیین ساتھ کسی معنی کے معانی بدعت ہو بدعت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اگر ما بدعت ہو وہ بدعت ہے کہ جو برخلاف حکم خدا اور رسول خدا ہو یعنی جس چیز کو رسول خدا نے حلال کیا ہو اسکو کوئی شخص حرام کرے اور جبکہ حرام کیا ہو اسکو حلال کرے تو پس ناظرین کتب حدیث و تواریخ پر نظر فرمائیے کہ تزیین ناجائز امام حسین کا کسی حدیث سے کس قدر قس میں حرام تھا کہ جبکہ حلال کیا اور ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ہر جہاں عہدہ اصول کے جس چیز کی مخالفت شارع سے ثابت ہو وہ جائز اور مباح ہے اور جبکہ تزیین کی مخالفت ثابت ہوئی تو وہ بھی مباح ہے اور جو مباح بدعت نہیں ہو سکتی مع ذلک جبکہ ما خدا اسکا حدیث نبوی ہی موجود ہو چنانچہ اوپر حدیث بیان کی کہ حضرت نے واسطے بنا نقل قبر کے اجازت دی تھی پھر اسکو بدعت کہنا فرقہ مبتدعین ترین میں داخل ہوتا ہے چنانچہ پیر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ بدعت اُسے کہتے ہیں کہ جو چیز نئی پیدا ہو اور شرع میں اس کے واسطے ما خدا پائی جائے اور جو چیز ایسی ہو کہ شرع میں اس کے واسطے اصل موجود ہو کہ اس پر وہ اصل دلالت کرتی ہو اسکو عرف شرع میں نہیں کہتے مگر ان کے ستانی مصافح معنی بدعت کہ بدعت حضرات خلفائے ثلاثہ وغیرہ پیشوایان اس فرقہ پر البتہ



آتی ہیں کہ انہوں نے ہزاروں بدعتیں دین میں پیدا کیں جس کو نبی ہاشم سے منع کیا حالانکہ رسول خدا ہمیشہ بموجب آیت  
 وَاَقِمْ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفَ اللّٰہِ ذَکَ الدِّیْنُ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا کہ انکو دیا کرتے تھے آگ لیکر غایب خباب  
 فاطمہ پر چڑھ آئے اور اس گھر کو آگ لگا دی کہ جو بے طہری ہوئی تھی اور رسول خدا اس گھر میں خبابؓ میرا دوست ہیں اور خباب  
 معصوم نہ شریف رکھتے تھے اور بغیر اجازت اس گھر میں گھس گئے کہ جس میں فرشتے بغیر اجازت جاسکتے تھے حالانکہ خدا کو  
 نے منع کیا ہے کہ بلا اجازت اور بے اذن کسی کے گھر میں نہ جاؤ خبابؓ میرا کوٹھنچ کر باہر نکال لئے اور بجرآن ہی بیعت لی حالانکہ  
 حکم خدا اور رسول خبابؓ میری بیعت کرنے کی واسطے صادر ہوا تھا تراویح کو جب حکم خدا اور رسول مقرر کیا اور پھر اس کو منہ  
 کہا جی علی خیر العمل کو اذان سے نکال ڈالا اور الصلوٰۃ میں منہ کو داخل کیا وضمون پاؤں دھونیکا حکم دیا اور مسح  
 کو موقوف کیا حالانکہ حکم خدا واسطے مسح کے ہوا یہی باعث کرمی الدین عربی نے حکم دونوں چیز کا دیا اور کہا کہ دھونا بھی  
 جائز ہے اور مسح کرنا موزون پر بلا ضرورت تجویز کیا باوجود اسکے کہ اسرا اس حکم کا قرآن ہی کہیں ثابت نہیں ہوتا قول اور یہ  
 کو فرائض میں ایجاد کیا حالانکہ وہ باطل ہے جیسا کہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ سلسلہ بدعت حضرت عمرؓ سے ہوا اور اہل یس  
 یہ مور الثبتہ بدعات حضرات خلفا سے برخلاف حکم خدا و رسول ہیں اور اسی قبیل سے حرام کرنا خلیفہ صاحب کمال علیؓ و سید الشہداء  
 کنا لکناک المتعان کانتافی عہد رسول اللہ وَاَخَا احمد مہما یعنی زمانہ رسول خدا میں دونوں مستحلال  
 تھے اور میں اون دونوں کو حرام کرتا ہوں پس بچھو کہ بدعت اسکا نام ہے کہ جس چیز کو خدا اور رسول حلال کرے خلیفہ صاحب  
 اسکو حرام کریں اور کہیں کہ انا احرم ہا سوا سے اسکے ہم پوچھتے ہیں کہ عائشہ صدیقہؓ نے ان کو بلا اجازت بلکہ باوجود  
 ممانعت خدا اور خبابؓ سے لے کر خداوند عالم نے فرمایا تھا کہ قرآن نے بیوت کرے یعنی تم اپنے گھروں میں بیٹھو  
 اور گھروں سے نہ نکلو اور جی خبابؓ رسول خدا نے عائشہ صدیقہ سے کہا تھا کہ خوف کیجو تو اسے عائشہ اس روز سے کہ ایک دفعہ یہ  
 کے محل میں تو ہو اور مکان ہر جواب تیرے ناقہ پر فریاد کریں گھر سے باہر نکلیں اور ابن عمرؓ رسول اور خلیفہ وقت سے کہ خود ان کی گون  
 میں بھی طوق بیعت اس خبا کا پڑا ہوا تھا اڑنے کو جائز اور درست سمجھیں اور بہ بہانہ خون عثمانؓ کہ جسکو غوی کفر کی نسبت  
 دیتی تھیں اور نیشل کے نام پر نام رکھا تھا کہ وہ ایک یہودی ریش دراز مشاہیر حضرت عثمانؓ تھا اور کہتی تھیں کہ اقتلو  
 قتل اللہ نخلانہ قلنا یعنی قتل کرو نخل کو قتل کرے اللہ نخل کو کہ تحقیق اس نے کفر کیا خبابؓ میرے اڑیں اور ہزاروں  
 صحابی کا خون کرادیا جیسا کہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کتب متبرہ اہل تسنن میں ثبت ہے پس بتاؤ کہ یہ کونسی بدعت  
 ہے اور ایسی ہی معاویہ نے جو خبابؓ میری مقابلہ کر کے لاکھوں صحابی کا خون کیا یہ کونسی بدعت میں داخل ہے فرض بدعت اسکا  
 نام ہے کہ جو خلاف خدا اور رسول ہونے تغیر ہے کہ جو موافق حکم خدا اور رسول کے ہوتا ہے پس کیا بے انصافی ہے کہ تغیر کے بدلے کو موجب  
 کفر کا جائیں اور ایسی باتوں کو سبب قتل و کشتار سمجھیں اور اگر مراد بدعت یہ ہے کہ جو کوئی چیز بعد زمانہ نبی کے پیدا ہوا تو  
 معنی پر تغیر کیا بلکہ اکثر چیزیں بدعت ہو جاتی ہیں تو صیح اسکی یہ ہے کہ علمائے اہلسنت نے بدعت کو دو قسم پر منقسم کیا ہے



ایک قبیحہ دوسری حسنہ اول کی مذمت کی ہے دوسری کی مدح اور بعض علمائے اہل سنت نے بدعت حسنہ کو چار قسم پر تقسیم کیا ہے  
ایک بدعت واجبہ یا مذکورہ تعلیم اور تعلیم قواعد علم صرف نحو کلاس میں کلام خدا اور رسول سمجھا جاتا ہے اور سمجھنا انکا واجب ہے اور مستحب  
مقدمہ واجب کما بھی واجب ہے اگرچہ جو بانی انکا شارع سے متعلق نہ ہو اور مانند تشریح الفاظ عربیہ کہ جو قرآن و احادیث میں انکا  
اور مثل تعلیم اور تعلیم اصول فقہ اور سو اس کے دوسری بدعت مندوبہ اور وہ ہے کہ جو زمانہ رسول خدا میں نہ تھی مثل تعمیر درس  
اور کاروان سرالین تیسری بدعت محمودہ مثل انعقاد مجالس بحث و اباحت قرآن الی اللہ جو بھی بدعت مباحہ مثل مصافحہ  
عقیقہ سبیلہ ظہر اور فراخی عیش لذات اور بنا خانہ دلکاح وغیرہ چنانچہ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں اور عبدالحق دہلوی  
نے شرح مشکوٰۃ میں اسی طرح تصریح کی ہے پس اب ہم کہتے ہیں کہ اگر تسلیم کریں کہ تفریہ امام مظلوم کا بایں معنی بدعت ہے تو  
لا اقل بدعت حسنہ میں داخل ہو گا قبیحہ میں اس واسطے کہ یہ تفریہ مقدمہ ہے گریہ تحکام گریان بدعت قبیحہ ہے چیرین ہیں کہ  
جو ہندوستان میں عوام و خواص المہنت میں جاری ہیں مثل اسکے کہ گورستان میں شیعہ پر ہر سال بروز وفات انکے جمع ہو کر  
گاتے اور بجاتے ہیں اور انواع اور اقسام کے لہو و لولہ لہو رات غیر مشرورہ عمل میں لاتے ہیں اور ترک انفعال قبیحہ تیسرہ کہ  
ہوتے ہیں اور نام اسکا عسر رکھا ہے اور یہ جانتے ہیں کہ مردہ اس سے خوش ہوتا ہے پس البتہ یہ امور بدعت قبیحہ میں داخل ہیں اور  
وہ چیزیں بھی بدعت قبیحہ میں داخل ہیں کہ جو ادھر پر ہم بیان کر آئے ہیں مثل تراویح وغیرہ کے اور ابن حجر نے بھی جو معنی بدعت  
کے لکھے ہیں تو ان معنی پر بھی تفریہ اری بدعت نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اس نے لکھا ہے کہ بدعت اسے کہتے ہیں کہ  
جس کو اس واسطے شرع میں اصل نہ ہو اور تفریہ اری کی واسطے تو شرع میں اصل موجود ہے جیسا کہ بیان ہوا اور دشمنی دوسری  
اس فرقہ کی اہلبیت کے ساتھ ہے کہ جو لوگ جناب عرش قبالہ امیر مظلوم پر تو تہین اور تفریہ اری ان کی کرتے ہیں  
ان کو تو فرقہ بہت پرست اور کا فخر ٹھہرتا ہے اور جن لوگوں نے کہ جناب ام حنین کے قبر کو دنیا حکم دیا تھا اور زائرین کو  
زیارت قبور اہل اعراس علی جناب مانع آئے تھے انکو اپنا امام اور پیشوا اور ستون دین جانتے ہیں جیسا کہ جلال الدین سیوطی  
نے متوکل خلیفہ عباسی کے مدح میں کہ جس نے اندام قبر جناب ام حنین کا ارادہ کیا تھا لکھا ہے کہ اس نے ظاہر کیا سنت کو اور  
مدد اور یاری کی اہلبیت کی اور اہلبیت نے بھی مدح اسکی بیان کی ہے بقیہ انکی کمال دشمنی اور عداوت ہے کہ فرزند رسول  
سے الغرض تفریہ اور علم کہ فرقہ محققینا تھے میں نہ وہ صورت انسان کی ہے نہ کسی حیوان کی کہ جو حرام ہو بلکہ مقصود اس سے  
نقص و عین لانا مخرج اقرار کیا ہے کہ جس میں وہ جناب فون ہو تو میں اور خیال کرنا علم لغت شیم لشکر ملائیکہ جناب  
سید الشہداء علیہ التحدید الشنا کا نام نہیں کیواسطے معین ہو اور پرکار مستحب اور علم و نشان ہمیشہ سے شہد کون میں ہوا  
میں فوج نیری میں اس قدر نشان اور علم تھے کہ جن پر سر شہیدوں کے نصب کیے تھے اور جناب سے لڑنے کے بھی لشکر میں  
راہت تھا کہ جنگ خیر میں پہلے وہ راہت شیعین کو دیا گیا تھا اور جبکہ ہماگ کہ جہاد پر سے چلے آئے تھے تو حضرت نے  
فرمایا تھا کہ لا عظیم الوائے هذا اصلاً کما راخبر و کراہ جنانچہ جناب رسول خدا نے دوسرے

وہ راہت جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مرحمت کیا اور اس جناب کی بجا بقوت امامت میں شریک  
 کو سر کیا اور کافرانہ کفر کو زوال و انقار لاکر اور البوار بنجایا سبحان اللہ خداوند عالم نے تو اپنے پیغمبر کے ارشاد کیا کہ ہوا و جمیع  
 اپنی امت سے کہ لا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جَزَاءً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ نہیں جانتا میں تم سے رسالت پر فرووری و مروتی اپنی  
 فو اتفرغے کی اور رسول خدا نے فرمایا کہ اِنَّا نَارِكُمْ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ مَا نَ تَمَسَّكُمْ بِهِمَا لَبِئْسَ مَا لَعَنَ مَسَاحِكَا  
 الْكِبَرِ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَخَيْرُ نَ أَهْلِيَّةٍ لَنَ  
 يَفْتَرِقَا خَتَمٌ يَرَدُّ عَلَى الْخَوْضِ فَانْظُرْ مَا كَيْفَ تَخْلُقُونَ فِيهَا ۱۰ اس فرقہ نے حکم خدا اور فرمودہ  
 رسول پر عمل پر عمل کیا اور یہ دوستی اہلبیت سے خراج کی کہ پہلے تو خلافت کو ان پر چھین لیا حالانکہ جو جب حکم خدا اور حکم رسول کے  
 حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خدا سے لے کر یہ دونوں آیتیں بارض خلافت جناب امیر کے رسول خدا پر نازل کی ایک تو  
 کو نواصع الصّٰلِحِيْنَ اور دوسری اِنَّمَا وَلِيكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
 وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ کہ مفسرین و فقیہین نے لکھا ہے کہ یہ دونوں آیتیں میں جناب امیر کی نازل ہوئی ہیں اور  
 جناب رسول خدا نے بھی حکم خدا اس جناب کی خلافت پر نازل فرمایا اور کہا کہ مَنْ كُنْتُ مُوَلَّاهُ فَقَدْ مَوَّلَاهُ اللَّهُ  
 وَالْمَنْ وَكَاهُ وَعَادَ مِنْ عَدَاةٍ اور خطیفہ صاحب نے مبارکباد دی اور فرمایا اور امام حسن  
 کو معاویہ نے نہ دیکر شہید کیا اور عائشہ نے اس حصص کے بخارہ بر تبر لگوائے اور یزید نے تو ظلم کا تہمت دی کہ کیا کہ تمام خاندان رسول کو  
 برابر کی مگر بنا اور اس میں ہم کی تہمتی اور ظلم دشمنی کے و چنانچہ ملا دی نے کہ اعظم میں شین الہست سے لکھا ہے تَعَاوَدَ بَيْعُ اللَّهِ  
 الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ معاوية امان بعد فقد عظمت  
 الزّوربة وجلت المصيبة وحلت في الاسلام حدث عظيم ولا يوم مكيوم الحسين  
 فكتب اليه يزيد امان بعد يا احمق فانا جئنا الى بيعت متعمدة و فرس مع هذا و وقال  
 متصلة ففاننا غفها فان يكر الحق لنا فخر حقنا فانك وان يكون  
 الحق بغيرنا فابولك اول من سن هذا و انزلوا اسنا ترا الحق على هذا انتهى یعنی حیکہ فرج النہ حسین  
 بن علی عزت شہادت کو فائز ہوئی تعبد اللہ بن عمر نے یزید بن معاویہ کو لکھا کہ امان بتدقیق عظیم ہوئی عزت اور بزرگی سے نبی حبیب  
 اور پیدا ہوا اسلام میں حادثہ اور زمین پر کوئی دن مثل روز شہادت حسین پس اس کے جواب میں یزید علیہ نے لکھا کہ اے حق ہم کو زمین  
 طرف ظنا ہوا و فرشتہ اور دشمنان گسترہ اور راستہ اور ساوہائے تعبد و نمانتہ کے پس قتال کیا سننے اسے پس الحق ہمارا  
 تھا تو ہم اپنے حق پر لڑے اور اگر حق ہمارے غیر کا تھا تو پس پتیرا اول اس شخص کا ہے کہ جس نے نبی ہست کی ہکھی اور حق الہی حق  
 کا جھین لیا اور خدا کو حق نہ دیا پس روایت شاہد عدل ہے کہ اگر ظلم خلافت کو غصب ہوتے اور سلطنت رسول مقبول کو ان کے  
 گھر سے اپنے گھر میں نہ لیا تے اور حق اہلبیت کا انکو دیدیتے تو زینہا کسی کو جرات اس ظلم کی خاندان رسول پہنچے ہوتی پس یہ

حوادث جو حضرت البیہت پر گزری بدولت حضرت خلفا کے گزری او ظلم نرید کا کچھ اور امام حسین پر اور ان کی آل پر ہوا وہ بھی معلوم ہے ظلم اول  
دانی کا اور جو جھگڑے اور جھگڑے کہ امت محمدیہ میں پیدا ہوئے علت ان سب کی وہی خصیہ خلاف کا ہو اور وہی اصل اس فرع کی جو حسین کا  
کہا قتل الحسین یوم السقیفہ پنجہ شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے کہ دفعہ سوال ازدا نامہ کا بگوشہ شد حسین کجا گفت کہ اندر  
سقیفہ اش کشتند + ہر دنیا سے جیفہ اش کشتند + سبقتل ہو بود نرید + این ستم بردے از سقیفہ رسید + ہر مرض را کہ مینود  
لاحق + باشد اسباب اصل از سابق + سبب این است اصل مرض + چارہ اش از طبابت است غرض + اور کچھ کسی شاعر نے  
کہا ہے کہ باسیاف ذاک البغی اول سلھا + اسیب علیا لا بسیف ابن ملجم یعنی ساتھ تلواروں  
اُس نبی کے اول کچھ نے اُسکے کے زخم حضرت علی کے پہنچا نہ اسات تلوار ابن ملجم کے حاصل یہ کہ چونکہ خلافت نرید کی  
فرع ہے خلافت معاویہ کی اور خلافت معاویہ کی فرع ہے خلافت عیین کی تو ظلم نرید بھی فرع ہے خلافت عیین کا اور یہی باعث ہوا  
غزالی اور ابن جریر وغیرہ مانعین کی منع کرنا کہ چونکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ ذکر احوال شہادت جناب سید گلگون قبا باعث تکلف  
حال ظلم حضرت خلفا ہے اور ظلم نرید سبب ترقی ظلم کا جانب الایس سبب انہوں نے چاہا کہ اس کی کو منع کر دیتے تھے تا یہ  
راز طشت از بام افتادہ چھپائے مگر موجب شل شیخ سعدی کہ نہ توان شست از زنگ سیاہی + ظلم کسی کا بھی نہیں  
رہتا ظالم پر آسمان سے لعنت ہستی ہر خصوص ظلم کرنا ایسے بگزیدگان خدا پر ابن جریر وغیرہ نے تو اس کی کو منع ہی کیا ہو فضلار  
ماوراء النہر کو دیکھو کہ انہوں نے تو فتویٰ اس بات کا دیا ہو جبکہ ان میں قدری انجس علی کی طرف سے ہندو سنی نہیں کیونکہ حب  
علی باتسن جمع نہیں ہوتی پس خلیفہ ہرے او کا منع کرنا بجا ہو اور فتویٰ دنیا علماء ماوراء النہر کا بھی درست ہو اس واسطے  
کہ نبی امیہ کے خلیفہ کا رئیس اعظم معاویہ بن ابی سفیان تھا ہمیشہ معیت اور اتفاق خواجہ جناب علی ابن ابیطالب حسنین اور ابن  
عباس اور جلعن بنی ہاشم کو علی رسول اللہ شہاد منابر پر براکت تھے اور یہ سبب شام پیش آتے تھے بلکہ سینت قیدیہ سیتہ کنی خزار  
ہمیں تک جاری رہی اور باوجود ان کے اس حرکت منہج کفر کے پھر ان کو اپنا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہیں بلکہ نرید کو سیف رسول اللہ  
کہتے ہیں اور امام حسین کی طرف نسبت خروج کی دیتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خارجی پر لعنت آتی ہو اس کی معلوم ہو کہ عداوت  
الابیہت کی عین ایمان اس طرف کیسیٹ ہے عبد الملک کے جبکہ خلفا و ائنا عشرین شمار کرتے ہیں اس نے ارادہ کیا تھا کہ خلیفہ ظلم  
کی قبر کا نشان بنائے تاکہ کوئی حضرت کی قبر کی زیارت ہو شرف نہ ملے پھر اور بایں ارادہ پانی دریا کا قبر اہر پر چھوڑا کہ قدرت  
خدا اور عجز سلہ شہد اسودہ پانی حیران ہو کر شل ہو جا چار طرف کھڑا گیا اور قبر نکلتا اور اسی سبب اس کو کعبہ کو حاکم ترین  
سجائے اللہ کیا خوب محبت اس فرقہ کی البیہت کی ساتھ ہو اور کیا خوب ملانی نور محل قول خدا اور قول مول پر ہو خداوند  
عالم تو ان کی دوستی کا حکم دے اور رسولی افلائے کہ دوستی میری سلب البیہت کی عین میری دوستی ہو اور یہ لوگ اس کے حکم کو اور اس کے  
مصائب بیان کرنے کو اور اس کے تعزیر اریکو منع کریں اور حرام کہیں تاکہ ان کی محبوب القلوب نرید پلید اور اس کے مقتدا اور  
تو امین کو کوئی کلمات لایقہ شان او کی سے یاد نہ کرے اس واسطے کہ جتنے ان کے پیشوا ہیں کہ جبکہ انہوں نے مصداق

لیکن بعد اُتے خلیفہ کا گردنا ہو سوا بخوابائے اور سب اُن تجسین اور ذمہ و ملامت میں پس لگا ایک پر  
 ان میں ہر ملامت کو جائز رکھیں تو سب ہر ملامت جائز ہو جائے اور اسی لئے معاویہ کو بچا لنگر میں سب کا مقرر کیا ہو  
 اور کہتے ہیں اگر یہ بچا لنگر نہ تھا تو پھر سب شتم اوپر کو سرایت کریگی تو ضعیف اس مقال کی یہ کہ جب اس فرقہ نے اس حدیث متفق  
 علیہ میں الفریقین کی ن لفظ اُتے خلیفہ کلہم من قریش کو دیکھا اور اعتراض فرقہ کا ملاحظہ کیا کہ یہ لوگ کہتے  
 ہیں کہ یہ حدیث ہمارے مذہب سے مطابقت رکھتی ہے کیونکہ ہم بارہ خلیفہ جانتے ہیں نہ اوپر نہ پہلے نہ آئین کے کہ یہ چالیس  
 سے اور زیادہ نہیں جانتے پس اس اعتراض کے دفع کرنے کو اور اس حدیث کے مطابق کرنا کہ فرقہ مذکورہ نے یہ بارہ خلیفہ مقرر کئے  
 ابو بکر محمد عثمان علی معاویہ زید عبد الملک اور چاروں بیٹے اسکے ایک دوسرے سیلیمان تیسرا شہام چوتھا زید اور یار صولت  
 ولید پس زید سوا احوال خسران مال سب کا سوا بخوابائے یہ کہ کو اقل تو بجز باج آدمیوں کے انہیں کوئی بھائی نہ تھا دوسرے کہ  
 جناب سولت نے معاویہ اور زید ولید پر زبان حق ترجمان ہو گشت کی چنانچہ یہی حق اور خوشتری نے کہ علمائے اہل سنت و جماعت  
 ربیع الاول میں سید ابراہیم ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر و عمر و عبد  
 لیسوق فقال لعن اللہ الماکب والقائد والسائوت یعنی دیکھا رسول اللہ نے ابوسفیان کو کہ گھر میں سو اڑتا ہو اور ساتھ  
 اسکے اسکا بیٹا معاویہ کو کہ گام اس گدھ کی پکڑے آگے کو کھینچتا ہو اور پوتا اسکا زید چھپے ہو اُس گدھ کو ہاتھ پائی دیکھا فرمایا  
 لعنکما اللہ اس شخص سوار اور گدھ کھینچنے والے اور چھپے ہو ہاتھ کو لے کو اب کھیسوے بھائیو یہ ہی معاویہ ہی زید ہے کہ جن کی  
 خاطر یہ لوگ ابوصالح بن حسین کو منع کرتے ہیں غرض کہ ان سب کا حال خیر الال اگر مفصلاً لکھا جاوے تو ایک طویل نو اور سالہ  
 گنجائش اس قدر کی نہیں رکھتا لہذا کچھ کچھ حال بعض کا انہیں سے بطور نمونہ کے تحریر ہوتا ہے مگر پہلے بنا برضایت طبع اور تصنیف خاطر  
 کے دو تین حدیثیں مذمت میں نبی امیہ کی جو جناب سولت قبول سے کہتے صحیحہ معتبرہ اس فرقہ میں واقعہ میں پیش کش جناب  
 صاحبان اس فرقہ کے کرتا ہوں تا دیکھا کہ سب مخطوط ہوں از انجملہ ایک کاتیت حمید البیہ میں مورخ بدایع نگار احمد اعظمی  
 منقول ہے کہ جب کو عالم تحریر فاضل عظیمیہ خاص قلم و فار علم معقول منقول ثناء و بحجرت فروع و اصول فقہ الناس  
 مفتی میر عباس صاحب امت ہایتہ نو جو ہر تقریر فی رد تھنا اثنا عشریہ میں باب نہ گناہ نہ شر و نظم میں رقم فرمایا ترجمہ اس کا  
 یہ کہ خلیفہ ہشام ایک دن ایک ناچہ میں نواحی شام سے ایک جلالت ملازمین و خدام کے ساتھ بالکل عزت و احترام شام  
 گاہ میں شکار کھیلنے میں مصروف تھا ناگاہ ایک جلالت کو دوسرے جات دیکھا ہشام جب تک پاس گیا تو دیکھا کہ ایک کاروان اسباب  
 تجارت کا حدود شام کے بسبت کو فوجا تہو اور کاروان سالار اسکا ایک پیہر ہے کہ انا صفائی ضمیر کی طلعت اسکی ہر ساطع  
 میں ہر لطف فصاحت تقریر اسکی ناہیہ سلاطین شام نے بعد سلام اور استماع جواب کہ پوچھا کہ ایشیہ تم کہاں سے آئے ہو  
 او کہ قبیلہ سے ہو اور یا واجداد کا اعتبار کیا نام پوچھا کہ سب اعتبار کیا ہو اور کہہ کر جاتے ہو اُس ہی سیر و شہر میں نے زبان  
 یلمع ارشاد کیا کہ میں نے کو زمین نشوونما کی ہو اور ابتدا سے اب تک کسی اور شہر میں اتفاق جائینا نہیں ہوا مگر سوال تیرا

احوال باد اجداد و بیجا و از نظر حسب نسب پر خطا اگر میں غریز ترین قبائل عرب بن تو میرے واسطے کچھ سود و منہیں اور اگر کوئی قتل  
 اترا عم مجھ سے ہوں تو تجھ کو کچھ زیاں نہیں ہشام شیکر نہسا اور کہا حقیقت حال کی معلوم ہوئی کہ ظاہر تو بیان کرنے سے  
 شرم کرتا ہو اور اسکو زبان پر نہیں لاسکتا یہ سنکر وہ پیر مرد غصہ ہوا اور کہا کہ تو غلط سمجھا اور مطلب کہ نہیں پہنچا سچ تو یہ ہے  
 کہ کہ است طلعت اور زشتی ہیئت اور اعلیٰ دیدہ اور روئے ترش یعنی بد صورتی اور بد شکل تیری دیکھ کر میں نے جانا  
 کہ تو از لہلہ از لہلہ اور جلف لاجلاف ہے اس واسطے علو خاندان اور سمو و دمان اپنا خیال میں لاکر شکر الہی بجا لایا اور  
 اگر تو جانتا ہو کہ میری قوم و قبیلہ سے آگاہ ہو تو سن کہ میں ایک نئے ہوں تو حکم سے اور مان میری سُلونی اور امین میرے او  
 قبیلہ کے محل کے علاقہ سی ہی ہشام نے نہ کہ کہا کہ تو خوبان کو سیدہ نسب کتا ہے خوب کرتا ہے کہ اصل و نثر اد اپنا کسی کی رو برو  
 بیان نہیں کرتا شیخ نے کہا کہ اے تجھے سزاوار نہیں ہو کہ تو با میں صورت نازیبا اور طلعت بد نما اور قبیح سیرت اور  
 خبث سیرت عیب زد گونا گویا کرے اور ایسی باتیں کرے با این چکا چنہ کفائی + بیجا ست کراف خود خدائی +  
 باز شکی منظر یکداری + این لاف نیست بے حیائی + بارے فرما کہ تیرا حسب نسب کیا ہے اور ناز و افکار کس نسب ہے  
 ہشام نے بالکل طیش و غیظ کھا کر میں ایک نئے ہوں خاندان قریش سے مرد پیر نے پوچھا کہ کونسی طائفہ قریش سے ہے قریش  
 میں تو عظیم و شرفیاء رکھو اور لینم سبط طح کے میں ہشام نے کہا کہ میں بنی امیہ میں سے ہوں کہ اعیان قریش سے ہیں اور  
 علوشان میں سے زیادہ پیر و شرفیاء نہیں ہے کہ تو تمہارا کر سہنا اور کہا کہ مسرجا ملک یا الحلب بنے امیہ الحنفی

---

۱۔ حالی نسب و کالہ  
 حصبہ نظم خباب مدوح ۵ بگفتش مر جا پیر کین سال + کہ بس عالمی  
 نژاد ہے خوشحال + چہا پاک است و پاکیزہ تبارت + ازین اجداد و شمر مت بلو و عارت + معاذ اللہ عجیب و پلیدی +  
 کہ ہر یک پید شاد و شہید + ہم الار جاس و ولد الادیاء + بنو الزقواء و اولاد الزنار + بیجا کار شان بگزیر و بگزیر +  
 و گزشتہ صلح غداران خون ریز + سیر رویانے از قریضطابا + خنامالان زخون آل طابا + امیر شان بگفت تیغ و منان  
 داشت + فقیر شان سنانی از زبان دشت + سپہر دین بجا افتاد زین شان + بنائے شرع شد بر باد زیشان + ہمانا  
 از وفا بونے ندارند + پیر جور و جفا خونے ندارند + بنو آسایشے در دور ایشان + تپہ شد خلق آہ از جور ایشان  
 کیے از قوم ایشان صخر بود است + کہ بپاری و غم غم فخر بود است + ہمیشہ نصرت کفار می کو + بجا رسید ابرامیکرد  
 کیے زین قوم و ان لعین بود + کہ بدخواہ امیر المومنین بود + از دھابہ شد غیر از شقاوت + ندیدند ان بن زوخ و عداوت  
 و گز از بن بوسفیان چہ گویم + و زان بیباکی و طغیان چہ گویم + پدرا منع ان سلام او کرد + بہیدر جنگ ہا و شام کو  
 ہوں خود زہر د کام حق رنجیت + کہ صد لغت بگزود و لکن رنجیت + یکے در یکے ہا شرب پاد + عین تشہ را خونی قبا  
 کرد + ز بے آبی بجا بمل خون شد + لب لبالبان فیرونہ گون شد + پدرا آب گر خون حق خورد + پس کار حنین از  
 تشنگی کرد + یکے مروان این مامت و لیدست + پلیدیست و پلیدیست و پلیدیست + گز افتاد بر بیت الحرامش +

طلب فرمودی بالاس بامش + بگفت انخانه را ویرانه سازند + حریم کعبه امیجانه سازند + یکے عثمان مست پر نشاند + و بنش  
 سمیری در عالم کن + که کان سیم اوی بر جوان را + کشیدی بر کر کوہ گران را + میریان از خود بالانشاندی + حدیث  
 قاعل مفعول خواندی + اگرچه فاعلش مفعول می بود + مفعول مفعول مخصوص فرمود + نگاهش بود بر در کنار + که چشمش  
 بنود اصلا قاری + دلش بود در لیل اشتیاقش + غزل خوان بوده + ایم در فراقش + جوانی لعل کرد از نو جوانان + بر آمد  
 نونہال بچو عثمان + دلیدے دیگرے از قوم شان بود + که او سپهر خان میکشان بود + صباحی مست و لایعش زیاده  
 بحر آب عبادت لیتاده + دماغ از سافو و شینہ چاغش + زیاده صبح ہم رشده دماغش + عقب انہ و افش چند صف بور + و  
 او در سطرینور و دلق + بمستی بار از غزل شناخت + حریم کعبه از دیر شناخت + زب یاری خوشحالی و فرحت + نماز صبح  
 چار رکعت + بگفت لعل روزا نمازہ دارم + نشاط و عیش بے اندازہ دارم + اگر او امیدے یاران دلبنده + بپیشانیہ دیگر کہتے  
 چند + زامون خان برداشت ہر کس + کہ لبر کن بے امام ای پیشوا پس + حکم خود رانده خیر اوری بود + نخواستہ سبطے  
 دوشتر را بود + دو گویا رسول اللہ میرفت + بہستر از دوشخی راہ میرفت + کہ تقلید رفتارش نمودے + کہ تہجی گفتارش نمودے  
 بنی فرمود این بامش نباشد + مدینہ بہر او مسکن نباشد + زاعیان شامعہ المکمل بود + کہ در شہر و غواہیت منمک بود + نہ شہر نباشد  
 نشا کہ لو کہ چند + بلیک فوج سگ لہ چند + بنجیدے ناگے گندہ دہانے + کہ حجاج است از عیش نشانی + زب کے او گمراہی نمیشد  
 بہدش بیج جز سکر نمی شد + گناہو اگر گناہانش بزیادست + سلیمان و ہشام است و لیداست + سلیمان بندہ نوح شک بود  
 برایش غلہ خوراکم بود + صفاقش تا بہ بالاسے تخاری + و خوش طہر را سنگ مزاری + زیک عالم بقولش نشا بود + زبانی  
 دیالیش غذا بود + ز سوان شام الجمیل است + کہ در گلرہی خود میدیال است + بنی تابو داو از داوش + خدا ہنرم کسی  
 نار داوش + و گرنہ جگر خوار از نما بود + کہ راہ بنی و لکین را رہنا بود + یعنی را کشیدہ در بر خویش + با و بخشیدہ مال زویر  
 خویش + بیاری فرستاد انشتی را + کہ تالے جان کند عم ہی را + جگر از سینہ حمزہ کشیدہ + بان بہانے ناپاکش مکیدہ  
 عفاک اللہ ز اقوام کہ داری + نہی آغاز و انجامے کہ داری + شمارا شجرہ ملعون خدا گفت + پیمبر لعل در حق شما گفت +  
 یابن خوری دگرے خوجہ نازی + یابن نام و نسب یکہ چنانازی + اوریشا پوری نے تفسیر من اور رازی نو کہیر من ابن عباس  
 سے روایت کی ہے کہ شجرہ ملعونہ بنی امیہ میں غرض کہ ہشام نے پیر مرد سیئہ سکر شامل کہے سچ و کھجاکر اپنے غلام فہع نام کو کہا کہ تو  
 دیکھ کہ پیر سے مجھے اس وقت کیا رنج پہنچا کہ جان میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا اور میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس مرد نے  
 کیا اثر خوالی کی تو نے بھی کچھ سمجھا کہ اس نے کیا کہا غلام ہوشیار نے کہا کہ میں ایسا بیہوش تھا کہ کوئی بات اسکی مجھے یاد نہیں  
 رہی اس نے کہا کہ اگر یہ تو نہ کہتا تو اس وقت میں تیری گردن مارتا مگر خدا رجو کچھ تجھے یاد بھی رہا ہو تو کسی کی سامنے کہتا اور یہی  
 نے کہ تالیل اللہ بنوت میں بیان کیا ہو کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مشرق قباہی اللعوب منہ اقیۃ و بنو حنیفہ و ثقیف  
 یعنی بدترین اعدا شریترین قباہل عرب تیں قبیلے میں او چونکہ شرارت بنی امیہ کی سب سے زیادہ ہو تو سب سے پہلے اس کا نام

لیا اور بھی کثر العمال اور تاریخ ابن عباس میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اذ بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان  
 دین اللہ وحلاؤ لقطۃ وغلا و مال اللہ دولا و عباد اللہ سخی کا یعنی جبکہ اولاد ابوالعاص کی تیس ہزار  
 تک پہنچی تو دین خدا کو فاسد یا مغشوش اور مال خدا تعالیٰ کو دست بردست اور بندگان خدا کو غلام اور خدا کا شکار کر لیا اور بھی  
 اس خباب نے ان کو حق میں فرمایا لقد راہتم فی منافی یزبون علیہ نزل العسرة یعنی دیکھا میں نے رویا میں نبی اکرم  
 کو کہ میرے پوتے میں مثل کو دے بندہ روئے کے چنانچہ حدیث بخیاوی نے اسرار التریل میں اور نیشاپوری نے تفسیر میں اور  
 سیوطی نے دفتو میں اور رازی نے تفسیر کبیر میں اور مخشری نے کشف میں اور عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اور ابونو  
 نے اورون میں یہ تقاریر عبارت بیان کیا ہو جبکہ شکوہ وہ انکو دیکھ لے پس ان احادیث میں توکل نبی امیہ شریک میں اب  
 سنے کچھ احوال ان کے بعض ائمہ مذکورہ کا از انجیل ایک لید ہو کہ جو انکا بارہواں امام ہو اسکی شان میں احمد جبل نے اپنی سند  
 میں یہ لید بشر سے ایک صحت نقل کی ہے کہ حضرت زفر فرمایا یجد ث فی ہذہ الامۃ رجل یقال لہ الولید لہی شد

علی ہذہ الامۃ من فرعون قال الدامیر بعد نقل ہذا الحدیث قال العلماء بالوائیز  
 یعنی اس امت میں ایک نے ولید نام پیدا ہو گا کہ ظنیان اور عدد انہیں مثل فرعون کے سخت تر ہو گا اور علماء اہلسنت نے اس  
 حدیث کو حق میں ولید کے لکھا ہے اور اوروی نے کتاب البلدین والدینا میں لکھا ہے کہ انہ نقل بالمصحف جو معافرج

واستغفروا و خال جبار عنید فزی المصحف وقال الابی الوعد جبار عنید فہذا اذا کجبار عنید اخاف ربہ یوم حشر  
 قل یا زین علی الولید ولم یلبث لبث لبث الا یا ما قبلہ حق قل شوقہ صلی علی عمرہ علیہ السلام یعنی ایک دن ولید نے کلام پیہ  
 سے تعاول کیا یعنی قل لی یہ آیت اسکی قال میں نکلا واستغفروا و خال جبار عنید یعنی کفار جو بائین  
 اور دھونڈتے ہیں کشمیش کو حالانکہ جبار ان سرکش تمام بے برہہ میں اور رحمت الہی ہو فیض بینین رکھتے ولید نے باوجود اس تنبیہ  
 کے نہایت خشم اور غصہ میں آنکر قرآن کو بھار ڈالا اور یہ کرکفر نہیں کر چکے معنی یہ میں زبان پر طاری کئے کہ اے قرآن آیا تو تجھ پر  
 سرکش کو ڈرتا ہو اور خوف لانا ہو پس میں ہوں تجبار سرکش جو وقت کہ موقف گیر دار میں یعنی قیامت کے دن رو بہ رو درگاہ حق  
 کے حاضر ہو تو کہو کہ ولید نے مجھے پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کیا پس بعد اس واقعہ کے نحوڑی دن گذر کر ولید پلید بہ بدترین وجہ  
 مار گیا اور سر اسکا ایک دفعہ اس کے قصر پر اور دوسری دفعہ شہر کی فیصل پر لٹکا یا گیا اور جو وہ الحیوان میں لکھا ہے کہ ولید ایک  
 حوض شراب سے بھرا ہوا رکھتا تھا اور جبکہ اسکا وقت طربانہ نوشی کا ہوتا تھا تو وہ آپ کو اس شراب کے حوض میں ڈال دیتا تھا  
 اور شراب مہم اس قدر پیتا تھا کہ کئی دفعہ نقصان شراب کا کناروں حوض سے ظاہر ہوتا تھا اور جب اس کے افعال نشت اور  
 انہار کفر اور الحاد نے شہر پایا تو اہل مشقت نے اسکی قتل پر اجتماع کیا اور کہتے ہیں کہ ایک دن حالت سستی میں ولید نے ایک  
 کتیر کے ساتھ دیکھی کی اور جب نماز کے وقت کی اسکو جدوی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ ہی لونڈی نماز سب میونہو جماعت  
 کی پڑھو اے پس اس کتیر نے لباس اید پلید کا پہنا اور شکل و وضع اپنی تبدیل کی اور اللہ تعالیٰ وجہا بت میں امامت جماعت



کی کی وافضیتا منصب پیش نمازی مسلمانان کو کہ بزعم گمان اہلبیت جماعت حق میں خلیفہ اول کے دلیل متحقق خلت  
اور امامت کو جانتے ہیں اسر خلیفہ از اسر اہل اول ولایت کو پہنچا یا کہ ایک گنیز ناپاک شرا نجی رنجس کو سپرد کیا یہ حال ہوا ان کا امر کا کہ  
جنکے واسطے کہتے ہیں کہ ان کو زمانہ میں اسلام نے قوت کچڑی اور مسلمانوں کا ششکیم ہوا اور مخلوقات خدا نے ان کی حیت اور ذل  
بر داری پر اجاع کیا اور بعض انہیں ہو گجان شاہ صبا قابلیت رسالت کبریٰ اور منصب فتویٰ اور اجتہاد کے رکھتے تھے یا بقولہ قلیاج اور  
عیوب بنی امیہ کے استقدرین کہ بیان نہیں ہو سکتے اور کہ اہلبیت ان کو قلیاج سے ملو میں کہ سبک لکھنے کی طاقت نہیں مگر کچھ اول  
بھی لکھا گئے بیان کیا جائیگا غرض بیان کرنے ہوا ان کے قلیاج کی یہ ہو کہ سب پر یہ بات ظاہر ہو جا کر جو لوگوں کو واسطے ذکر مصفا  
اہلبیت کو منع کرتے ہیں اور خباہیام حسین کی شہادت کو باطل وہ بیشک شہن خاندان رسالت امامت ہیں اور دوست  
ہیں نیز وکیل ہرید کی اور یہ جو سائل نے کہا کہ اور قول ابن حجر کی کا کہ جو صواعق میں ہوتا کہتے ہیں آہو اب کیا ہے کہ ابن حجر  
معاندین اہلبیت سے ہو اور نہ ہوا کہ عین شہن خاندان رسالت کی ہو اور یہی باعث ہو کہ اس شرح قصیدہ حمیرہ میں کہ  
جبکو ابو بکر عربی نے کہا ہو لکھا ہو کہ شیخ ابو بکر نے کہا ہو کہ زید نے نہیں مارا حسین کو بلکہ اس کے نانکے تلوار نے اس کو مارا ہے  
اس واسطے کہ زید خلیفہ رسول تھا اور امام حسین اس پر خروج کر نیوالے تھے اور پھر کہتا ہو اپنی شرح میں کہ اول خدا رحی خرچ  
الکلا صیحا ہا ہا علیہ السلام حالانکہ ان کی نزدیک بے ایت مرتضیٰ علی خارجی پر لعنت مآلی ہو میا نصاحب اسو جو کہ جو پھر  
معاذ اللہ امام حسین کو خارجی جانے ایسے بیدین خارجی کے قول پر عمل کرنا زمرہ خوارج میں داخل ہونا ہیامین ہم تکوا راہ اضیعت  
کے کہتے ہیں کہ اصل اسر سب کی ایسی ہی ہو یعنی دشمنی اہلبیت کی تم اسر سب کو چھوڑنا حق جہنم میں نہ پڑو ۔۔۔ بال آل بنی  
ہر کہ بر افتاد و افتاد اور یہ جو غزالی نے کہا کہ عیوم علی الواعظ وعبود زایت قتل الحسن والحسین اور جبکو ابن حجر  
بطور سند لایا ہو دلیل ہو اس کے الحاد کی اس واسطے کہ یہ وہ ذکر ہو کہ جسکی خبر خود خدا تعالیٰ نے دی اور قرآن میں اسکو بیان فرمایا  
کھینٹ کھنٹ میں نے اسکی تفسیر میں لکھا ہو کہ کا فلا شاہ ہو طرف کہلا کے اور با طرف عترت ظاہر ہو کہ اور با طرف زید  
کی اور عین طرف عطل فریت ظاہر ہو کے اور صاد طرف صبر اہلبیت کی پس مگر کہ بلا خداوند عالم نے ان چند حرفوں میں بیان  
فرمایا اور یہ بھی کتبے فین میں لکھا ہو کہ حضرت آدم سے تا خاتم المرسل سب انبیا کو خدا تعالیٰ نے اسر عادت کی خبر دی ہو اور جملہ انبیا اس  
حال کو شکر کرتے ہیں اور خداوند جلیل نے اور تاحی ملا کہ اور انبیا نے زید اور توابعین زید پر لعنت کی ہو اور علمائے طرفین نے بھی  
اسر کر کہ اپنی کتابوں میں لکھا ہو پس سران کو اور ان کتابوں کو سب پر بستے اور پڑھاتے ہیں اور وعظ و درس لکھا کہتے ہیں  
محتاج و قوامہ مبارک میں ترویج میں سبک یہی قرآن سناتے ہیں پس غزالی نے اسر ذکر کو منع کیا حقیقت خدا و رسول اور انبی  
علماء اور خدا و قرآن کو ترک فعل جرم کا جانا اتبع امین ابن حجر اور غزالی وغیرہ امین اسر ذکر کو لازم ہو کہ مثل حضرت عثمان  
محققر القرآن کے قرآن اور کتبیب نہ ہی اپنے کو کہ جنہیں یہ ذکر اور حال ظلم اہلبیت مذکور ہو مگر جو علماء دین اس واسطے کہ ان کے کتاب  
سب ان ظلم صیحا ہوتا ہو اور یہی علت ہو کہ غزالی نے اسر ذکر پر تھنے کی ہو یعنی ہوجان بعض صحابہ ایسے بھی پیدا ہوتا ہو کہ واسطے



کہ ان کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخین یعنی ابو بکر اور عمر نے خلافت کو غصب کیا جس کی اہلیت کا جھین لیا جانا فاطمہ کے گھر کو آگ  
نگاہی اور خیال کیا کہ اس میں جناب امیر اور جناب صورت اور حسینؑ شریفیہ کئے میں جناب مصومہ کے پہلو پر دروازہ گردایا اس کے  
خبر پہنچی پس جناب کی ٹوٹ گئی اور حمل آپ کا قطبہ ابلاغ فدا کر حضرت حسینؑ میں لایا حالانکہ رسول مقبولؐ نے اسکو بموجب حکم کے  
کہ وَاَتِذَا الْقُرْآنُ يُقْرَأُ سَمِعْتُمُ الْمَدِينِ نے اسلام محض ہی قتال و جدال کیا اور جناب اہل حسن کے جنازہ پر تیر لگا  
جبلہ فیلیم ان کی اہلیت پر کہ جسکے حق میں خدا تعالیٰ نے حکم کیا تھا کہ قُلْ لَا اسْتِغْنٰكُمْ عَلٰی اَجْرٍ اِلَّا الْمَوْتُ فِي الْقُرْآنِ  
دیکھی جائیں گی یا سنی جائیں گی تو ان کے دیکھنے والوں اور سنی والوں کو صحابہ کو کیونکر بخش پیدا ہوگا پس انکو چاہیے کہ  
سب اپنے مذہب کی کتاب کو غرق کروادیں یا مثل حضرت محرق القرآن کے طریقہ ضریحاً ہی جلوہ ادین خصوصیت منع ذکر صاحب  
امام حسینؑ کے کیا ہو دوسرے یہ کہ کیا غزالی کا کہ حرام ہے واعطاء وغیرہ اعطاء ذکر قتل حسینؑ بموجب سکولے اور قیاس اور  
اجتناد کی ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور ذکر قتل حسینؑ بموجب حکم خدا و رسول کے ہو کما مر اور اجتہاد مخالف قرآن و حدیث کے  
باطل ہے اور مجتہد کذا و خارج ہو دائرہ اسلام و کما ثبت فی تخلیہ تیسرے یہ کہ بعد ولادت حسینؑ ہر فرشتہ حکم خدا تبت  
اور نذر لایا بلکہ قبل ولادت بھی خداوند عالم نے اپنے صبران سرانیا کو بواسطہ ملائکہ سب اہل شہادت شہزاد ہاؤ فاضلین  
کا سنوایا اور رسول خدا نے بھی اپنی امت کو اس حال کے بیان کرنے اور اُس پر دنیا حکم فرمایا چنانچہ **مَنْ لَعَنَ عَلِيَّ**  
**الْحُسَيْنَ اَوْ ابَا بَكْرٍ وَجَبَتْ لَهَا الْجَنَّةُ ثَابِتًا** اس پر قطع نظر از نبی آدم تا جن و وحش اور طیر اس پر کہ زمین اور  
روئے میں آسمان کے روئیکے علامت کہ شفق ہو اب تک ظاہر ہوتی ہو اور از روز شہادت تا ابد ہم ملائکہ بھی حضرت کی قبر پر گواہ  
ہیں اور سب علماء اور فضلا ان کے اور اہل سب دئے آئے ہیں چنانچہ کتب سیر تواریخ میں یہ سب مذکور ہے اور شیخ فرید اور میرزا یونس  
نظام الدین کہ دونوں سنی اور صوفی مشہور ہیں انہوں نے نقل کی ہو **كَانَ فِي الْبَغْدَادِ رَجُلٌ جَلِيلٌ سَمِعَ**  
**مَصَابِيحَ الْحُسَيْنِ وَابَا بَكْرٍ وَجَبَتْ لَهَا الْجَنَّةُ ثَابِتًا** علی الراس علی الارض حتی سال اللہ منتم عتہ  
علیہ وصف فرمادہ **فِي الْيَلِّ عِنْدَ الْحُسَيْنِ وَيَقُولُ عَنِّي اللَّهُ مِنْ سَلِ الْحُسَيْنِ** یعنی ایک مومن معاشی جناب  
امام حسینؑ نہایت حلیل القدر بغداد میں تھا کہ ہمیشہ وہ دیندار مصائب اہل عام حسینؑ کو دیکھتا تھا خصوصاً ماہ محرم میں پس ایک  
سال بروز عاشورہ مصائب اپنے آقا کے شکل اسقدر رویا اور سر کو اسقدر دیدی ہمارا کہ وہ آخر صہبٹ گیا اور غم اس کے جاری ہوا  
اور بے ہوش ہو گیا اور اسی بی ہوشی میں قضا کر گیا پس گون نے اسی شب کو اسے خواب میں دیکھا کہ وہ مومن حضرت جناب  
امام حسینؑ میں حاضر ہے اور خوش ہو ہو کر کتا ہو مجھے خدا نے نجات دے تصدیق حسینؑ ابن علیؑ بخشا اب بدیدہ موثرن دیکھنا چاہا  
کہ وہ غم ہو کہ جسکی باعث اس شخص نے نجات ہوئی البتہ غم کو شخص ام کتا ہو اور زمین خدا کہ مرست میں منع کی کہ ان شخص  
ہو پس اس شخص نے نہ خدا کو چھوڑا نہ نبی کو نہ ملائکہ کو اور ہم کہتے ہیں کہ غزالی اسلام ربوعہ کو ان کی بڑا زمین ہو جسکے اجساد پر  
ابتداءً نقد فرمیں سب کی ہو وہ تو اس میں مرتبی بیان کر گئے ہیں چنانچہ مرثیہ شافعی کا مشہور ہے اور آگے ہم بھی اس میں

کچھ بیان کریں گے مگر اس قفل غزالی میں کہ فائدہ حاصل ہوئے اول تو یہ معلوم ہو گا کہ میں صحابہ کچھ بھڑی اور قوی واقع ہوئے ہیں کہ یہ کہہ  
تھے واقعی ایسے ناسخ قرین کہ جس کے سنی ہو صحابہ نبض پیدا ہوتا ہو تیسرے یہ کہ شرکت صحابہ کی تباہی خاندان رسول اور شہادت بزرگوں کا  
تولین ثابت ہوتی ہو والا انہیں بعض پیدا ہوئی کیا وجہ پانچواں سیدنا سعد بن معاذ نے لے کر اس کی تصریح کی ہو کہا قال فی شرح القضاہ  
یعنی ان ما وقع بین الصحابة رضوان الله عليهم من المحاربات والمشاخرات على الوجه المسطور في كتب التواريخ  
والمدکور علی السنة التفات بدل بظاہر علی ان بعضہم قد جاز عن طریق الحق وبلغ الحد  
الظلم والفسق وكان الباعث له الحقد والعناد والحسد والذیاد وطلب الملک والعلیہ  
واللیل والذیاد والشہوات اذ لیس کل صحابی محصوماً وکل من لقی النبی بالخیر  
موسوماً الا ان العلماء المحسنین ہم باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکروا الہا اعمالاً و  
تاویلات بہا یلیق وذهبوا الی ان محفوظون عما یوجب التذلیل والنقیص صوان العقاید المسلمین  
عن التبیغ والضلال فی حق کبار الصحابة رضوان الله عليهم سيما المهاجرين بنہم والانصار  
والمبشرین بالثواب فی دار القرار رضوان الله عليهم واما ما جرى بعدہم من الظلم  
علاہیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہور ببحث لا مجال للاحتفاء وصر البشاعة  
ببحث لا استنباء علی الاراء اذ کلوا شہداً للجماد والجماء وتبکک لہ الارض والسماء  
فندھم من الجبال وتنشق منہ الصخور وتبغ سوء عملہ علی کل شہور  
ومر الذہی رفلتہ اللہ علی من بائسوا ورضعوا وسعی ولعدا الاخرة استندوا  
انتہ بعض کلامہ معنی اس کلام کے میں کہ جو کچھ واقع ہو اور میان صحابہ کے محاربات اور منازعات ہو اور اس میں جہ کے کہ کتب  
تواریخ میں مسطور ہو اور زبانہ نے ثقات پر مذکور ہو و دلائل ظاہری کرتا ہو اس امر پر کہ بعض صحابہ بطریق حق سے بھر گئے ہیں اور  
ظلم اور سب پر پہنچی اور تھا سبب کا عداوت اور عداوت بعض حصہ اور طلب کی ریاست اور میل طرف لذات اور شہوات کے  
اس واسطے کہ نہیں ہو پر ایک صحابہ یہ محصوم اور نہ پر ایک ائمین ہو کہ جو طمانی ہو ساتھ خیر کے موسوم مگر یہ کہ علمائے حبیب بن ہون کے  
ان امور کی تاویلات ذکر کی ہیں جو ان کے لائق ہیں اور گئے ہیں طرف اس امر کے کہ وہ تضلیل تفسیق سے بری ہیں تاکہ عقائد  
مسلمین پر بغض و ضلال سے محفوظ رہیں و بیچ حق کیا صحابہ کے خاصہ مہاجر اور انصار کے جو بشارت دی گئی ہیں ساتھ انہیں اب کے  
بیچ و اقرار کے اور جو کچھ واقع ہوا بعد ان کے ظلم اور اہلبیت نبی کے پرور ایسا ظاہر ہو کہ مجال اختلاف نہیں اور اسکی نہایت  
ایسی ہو کہ عقول پر مغنی نہیں اور قریب ہے کہ گواہی دین اسکی جمادات اور حیوانات عجاوب اور روئین ان کے لے کر ارض سما اور ہفت  
جائیں لے پھاڑ اور شرق ہوجائیں تھم لہو باقی نہ رہیگا سوا عمل اسکا ہیثیہ پسنت فعلی اس شخص پر کہ جو ہاشر اسکا ہو اور سی  
اس میں کی ہو ائمین عذاباً عزت شدیدہ تلوار پائیدہ تر ہے پس اس کی ثابت ہو کہ یہ سب علم جو خاندان رسول پر ہو محلت

ان سب کی وہی غصب کرنا خلافت کا ہو جو خنین باوجود عدم استحقاق کو منصب کیا بغلاف پر بھی گئے حالانکہ خدا اور رسول نے ان کی خلافت پر بغیر نافرمانی تھی اور خلافت ان کے نزدیک خصوصی ہوتی نہ جماعی اگر صید عظیم و دخل خباب امی کو نبی ہاشم وغیرہ اس جماع میں یہ اجماع ہو صحیح نہیں سوائے اس کے خلیفہ تو اتنی بھی لیاقت نہ رکھتے تھے کہ جتنی لیاقت ابو حنیفہ افتخار و قصارت کے رکھتا تھا کہ جس کے امام المشککین فخر زاری نے توہین اور تحجین کی ہو اور دلیل ہماری اسپر یہ ہو کہ ابو عمر بن عبد البر صاحب استیعاب نے ترجمہ عبدالرحمان بن ہبل الانصاری میں قاسم بن محمد سے نقل کی ہو کہ اس نے کہا ایک زایش شخص متوفی کی نانی اور داوی حضرت ابو بکر کے پاس کے کچھ گڑا کرتی ہوئی امین اس ابو بکر نے جدہ مادی یعنی نانی متوفی کو متروکات اس کے کچھ حصہ دیا اور جدہ ماجدہ پیری یعنی داوی کو اس کے کچھ دیا عبدالرحمان حارثے بدری نے شکر ابو بکر سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ جدہ مادی کو اگر وہ پہلے متوفی کے مرہباتی تو تو اس اسکا اسکی میراث نہ پاتا تو نے سدرن یا اور جدیدری کو اگر وہ پہلے متوفی کے مرہباتی تو پتا اسکا میراث اسکی لیتا تو نے کچھ دیا حضرت ابو بکر یہ سنکر متنبہ ہوئے اور متوفی کے مال کو ان دونوں میں برابر تقسیم کیا پس اس حدیث پر کسی اور تفرع ہوئے ایک کہ خلیفہ دوسے زمین ایسے مسئلہ متعارفین نادا قف ہو دوسری یہ کہ ترجیح مرجوح کی کماؤ عبدالرحمان یا ترجیح مرجوح کس سبب انکی خاطر میں گزری تیسری یہ کہ عبدالرحمان کے حالانکہ علیہ السلام نے اپنی طرف سے یہ بات بیان کی اس سے صحافظا ہر سے کہ حکم خلافت مابین اوپر زبان یادہ گوؤں کے تھا نہ تھا و کما ضیہ اور ش سنت رسول سے اور نامہ اپنی اجتہاد سے والا پہلے عبدالرحمان ہی اس بات میں گفتگو کرنی تھی اور کہنا تھا کہ تو یہ کہان ہو کہتا ہو اگر کہنا اسکا صحیح ہوتا تو اپنی حکم سے رجوع کرنی تھی مگر یہ یہ ہو کہ کہ خلیفہ صاحب کو اپنے کہنے کی صحت کا علم و یقین ہوتا اور بہت ہی نے خالفش کنز العمال میں عبدالرحمن سے اور اس نے اپنے پاس روایت کی ہو کہ اس نے کہا کہ میں ایک مذہب ضرورت ابو بکر کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ میں دوست رکھتا تھا اس بات کو کہ میراث عمر اور خالد کے جہا خاتم الرسل سے دریافت کرتا اور حلال کرتا سید بنی القنان کی نوع سیوم و شوم میں لکھا ہو کہ ایک ز ابو بکر سے معنی آیہ وفا کفہ و ابّا کے بھی کہا کہ آئے سماء نطلت و آئے ارض نطلت ان انا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلکم یعنی اگر معنی کتاب خدا میں کہوں میں اس پر جو کہ نہیں جانتا میں تو کو نہ آسمان مجھ پر سایہ الیگا اور کو نہی زمین مجھے اٹھائیگی اگر کہوں میں کتاب خدا میں اس پر جو کہ نہیں جانتا میں اسکو نہ آئے اور ظاہر ہے کہ معنی اب کے تعلق رکھتے ہیں ساتھ انت عرب کے یعنی یہ ایک لغت عربی ہو کہ جس کے معنی سب سے عربیہ رجوع کرنے کی طرف تفسیر و حدیث کی سمجھتے ہیں پس جبکہ حال خلافت پناہ کا زبان دانی میں ایسا ہو تو لیاقت فتویٰ اور اجتہاد کی علاوہ علم تفسیر وغیرہ سے ملکہ سیدہ اور قوت قویہ چاہتا ہو ان صاحب کی یہ قوت کہان میں تھی اور بھی حال لغت الی خلیفہ صاحب کی توشیح بخاری کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اپنی صحیح میں لکھا ہو

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اخي نوحا لما اذاه السقطن فسمع بكاء عواض فخرج منه سقم فقال ابو بکر يا رسول الله ما السقطن وما العواض وما السقم فقال السقطن الزبابة والعواض الوزد

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی فیہ صلا اذہ السقط فسیح علیہ عریاض فخر حنہ سمسم فقال ابو بکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما السقط  
وما العریاض ما سمسم فقال م السقط الزبابة والبرص والورد الخیط والسمسم العثم فقال ابو بکر ما الناطقة  
فین لنا فقال الزبابة القریب والورد والعثم الضبون فقال ابو بکر ما الناطق فین لنا فقال السقط والزبابة والبرص  
الغدا والمعرای فی الورد والخیط الاسد والسمسم العثم والضبون السور الخیل خلاصتی ینین کہ ینین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی  
کو سقط نہ سنا یا اور لذت دی تو اتھ اپنا عریاض پر پھیر لیں اس کے جسم کو سمسم ماہر یا پس ابو بکر نے معنی ان تینوں لفظوں کے پوچھے فرمایا  
سقط زبابة کہو کہتے ہیں اور عریاض و رد کو اور سمسم شتم کو حضرت ابو بکر نے کہا کہ مجھ کو ان کے معنی معلوم نہیں فرمایا کہ زبابة قرب  
کا نام ہے اور رد خطیل کا اور سمسم ضیون کا ابو بکر نے پھر کہا کہ یا حضرت مجھ کو طاقت ان کے سمجھنے کی نہیں ہے آپ ان لفظوں  
کے معنی ارشاد فرمائیں اس خطاب نے ارشاد فرمایا کہ سقط اور زبابة اور قریب کے معنی موش کے ہیں اور عریاض اور ورد اور خطیل  
کے معنی شیر کے ہیں اور سمسم اور عثم اور ضبون نام ہیں تہی یعنی گریہ کے پس یننت خلافت ماب کے ذہن عالی میں نہ آتی حالانکہ  
یننت عربی تھی پھر باوجود اس علم فضل کے مسند آ رہوئے خلافت اشرف الامیاء کے اور بھی فضائل اور حامد ابو بکر میں لکھا ہے  
کہ چند یہود خدمت خلافت ماب میں حاضر ہوئے اور کہا کہ تم اپنے نبی کے اوصاف بیان کر دو ابو بکر نے کہا کہ قوم یہود تین  
کہ میں اس خطاب کے ساتھ غار میں مثل ان دو انگشت کو نزدیک لے متصل تھا اور پھر اس کے کوہ تراپ گیا اور اس وقت انگلیاں  
میری حضرت کی انگلیوں میں تھیں لیکن بیان کرنا اور کچھ حال کا، ورنہ کے اوصاف کا عجیب بہت مشکل ہے یہ کیا اشارہ کیا طرف  
علی ابن ابیطالب پس یہود اس خطاب کی خدمت کثیر الافادت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لے ابو الحسن جال خبہ مال بن عم  
اپنے کامیان کرو پس اس خطاب نے سب اہل بیان فرمایا عرض کر اس کلام خلیفہ صاحب ظاہر ہو کہ جو فضیلت کا اتباع خلیفہ  
صاحب خلیفہ جی کی واسطے سبب صحبت غار کے ثابت کرتے ہیں وہ کچھ فضیلت انگوڑی واسطے غایت میں فقط حضرت کی ملازمت  
اور ملافت ہی اتصال جسمانی اور محبت مکانی ان کو حاصل ہوا نہ تقریبیانی اور فیوض یزدانی اور اس سے اور کیا زیادہ ہوگا  
کہ باوجود مصاحبت اس قبلہ اہل نیاز کی تھیب و فرامین کمالیہ بصیرتی سے اوصاف اس خطاب کے نہ پہچانے اور نہ بیان کر  
ہم نہیں جانتے کہ صاحب ظاہر جو اس حدیث کو بافضائل ابو بکر میں لایا ہے کونسی فضیلت حضرت ابو بکر کی اس میں قرار دی ہے  
سو کجبل اور عدم توارف کے نسبت ہو لڑائے ثابت ہو اور اسی سبب ان سے صحابہ نے جواب الی میں کہا تھا کہ میں خلیفہ نہیں  
ہوں بلکہ خلیفہ ہوں اور یہی باعث تھا کہ اقبلونی فلست بخیر کم وعلا فیکم کہا تھا اور اسی جہت سے وہ عظیم ثانی  
عمر بن الخطاب نے کہا تھا کہ ان مبعوث ابوبکر کے کانت قلنت وقلے اللہ شہا میں عاد الی مثلھا فاقولہ ۛ  
یعنی سمیت ابی بکر کی تھی بے اصل اور سو تدبیر سے خدا نے اس کے شر سے بچایا پس جو شخص کا اعادہ کرے مثل اس  
سمیت کی پس قتل کو تم سکوا اور یہی مہبت کہنا لینے کنت سالت رسول اللہ ہل الانصار فی هذا الامر حق  
یعنی کاش کہ میں رسول خدا سے پوچھتا کہ آیا واسطے انصار کے بھی اس خلافت میں حق ہے پس اگر خلیفہ صاحب سابقیت خلافت

کی اور قابلیت یا ست کبریٰ کی رکبتے اور جناب رسول خدا بحکم خدا اور بواسطہ وحی کے انکو خلیفہ کہلاتے تو پھر اپنی خلافت میں خلافت مآب تک کیوں فرماتے اور خلیفہ ثانی اس خلافت کو بے اصل کیوں ٹھراتے اور ایسا ہی حال تھا علم و دانش اور فہم و فراست حضرت فاروق کا کہ فرزاری نے تفسیر آیہ آرائت الذی ینصی علی عبدہ الخا صلی علیہ وسلم ہی بروی فی ہذا المعنی ات یودیامن فضلاء الیہو دحبوا الی عمر فایلم خلافتہ و قال اجر لے عن اخلاق رسولکم فقال عمر اطلبہ من بلا یں فہو بہ اعلم منی ثم ات بال لا و لہ علی فاطمہ ثم ان فاطمہ دلتہ علی علی فلما سأل عنہ قال صف لی متاع الدنیا حقہ اصف لک اخلاقہ فقال الرجل لا ینسب لک فقال علی عجزت عن وصف الدنیا وقد شهد اللہ علی قلۃ حیث قال فل متاع الدنیا قلیل فکیف اصف لک اخلاقہ وقد شهد اللہ بانہ اعظم حیث قال اللہ علی خلق عظیم یعنی کہ بزرگان یہودیہ و خلیفہ ثانی کے پاس ان کے ایام خلافت میں آیا اور کہا کہ اے خلیفہ خلق اور اوصاف اپنی پیغمبر کے مجھے بیان کر خلیفہ صاحب نے عاجز ہو کر کہا کہ اسکو بلا لے دو پھر کہ وہ مجھے زیادہ جاننا سے لگا ہی پڑتا ہے پس ملائے نے جناب سیدہ النساء فاطمہ الزہرا کی طرف اشارہ کیا کہ اسکو بلا لے دو پھر کہ وہ مجھے زیادہ جاننا کی طرف ملامت کی جب یہودی اس جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مطلب کی استدعا کی تو اس جناب نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی اقل تو اسباب متاع دنیا کی تفصیل بیان کر تا کہ میں اخلاق محمدی کی تفصیل تجھے بیان کروں یہودی نے کہا کہ یہ میرے جیٹ اختیار و اقتدار سے باہر ہے جناب ٹیڑھے فرمایا کہ اے تجھ پر تو شرح کوئے و حال دنیا کے عاجز ہے حال کھنڈا تھا نے اسکی قلت اور کمی کی گواہی دی ہے اور فرمایا کہ قل متاع الدنیا قلیل یعنی متاع دنیا بہت قلیل اور کم ہے پس میں اخلاق نبوی کو کوئی نکیر بیان کر دوں حالانکہ اسکی عظمت اور کثرت پر خدا و عزوجل نے گواہی دی اور فرمایا کہ تو اے محمد صاحب خلق عظیم اس روایت سے کہے فائدے حاصل ہو ایک نے ناوقتیت خلیفہ صاحب کی حال خوش آئی یہ خبر اعر الزمان سے دو سہ پہلو باقرار خلیفہ صاحب حضرت بلال حال رسول اللہ جل جلالہ سے بنسبت خلیفہ حیو کے زیادہ تر واقف اور آگاہی تھی اور پھر ماہ و جو اسکے لیاقت منہ خلافت کی نہ کہتے تھے پس حضرت عمر کو نہ کہ قابل اس منصب بیل کے ہوئے تیسری یہ کہ کلام باغت نظام معجز انجام جناب امیر علیہ السلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاص وہی جناب امین منصب بیل کی لیاقت رکھتے تھے نہ اور کوئی اور صحیح ہے کہ غیر اس منصب بیل کی کہ یہ کوئی لیاقت رکھی جب کہ علم خدا و رسول اسکو حاصل نہ ہو چاہے کتب صحیحہ اہل تسنن میں لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی اکثر لوگوں نے الزام پاتے تھے یہاں تک کہ عورات پر وہ نشین بھی ان کو لازم کرتیں تھیں اور بار بار جناب امیر نے ان مسائل میں ہدایت کی اور خلیفہ حیو نے ہر بار لولہ لکھ لکھتے تھے زبان پر جاری کیا پر فاضل پر مفضل کو ترجیح دینا خلاف عقل و نقل ہے اور یہ جو مسائل نے خلاصہ قول مولوی اسماعیل لکھا ہے کہ جو جنسین مرتبہ شہادت کو پہنچے داخل حنیت ہوئے پھر غشی کی ہے جو فعل غم کا ہے یہ قول مولوی مذکور کہ ہر از مکر و زور سے مردود ہے اس واسطے کہ یہ جو علت خوش ہونے کی نہایت

حضرت امام حسینؑ پر دخولِ حُبّت اور علوِ مرتبت کو گردانا ہی فقط ازراہِ تلبیسِ امّ تنذویر کی بخوفِ شیطانِ خاصِ سین کی ہی  
والادِ حقیقتِ علتِ اُسکی اُن کے نزدیک ہی خوشی کرنا اور شاد ہونا اور منہانا اُن کے ظریفانہ ادبِ نیرید میں معاویہؓ کی  
اتباع کا ہر کج سہرا شہداء کے اوصارِ اہلبیتؑ رسولِ مقبولؐ پر باریزید میں آئی تو اود کو دیکھ کر زید اور یاسی ہالہج رہا خوش  
ہوئے اور ہنسے اور بہت شادی کی پس اس علت کو بخوفِ فوقِ محققہ علتِ مذکورہ بالا کے ساتھ بد لادِ اَلَا اَنْرَ حالِ شہداء  
قابلِ شادی اور خوشی ہوتا تو چاہے تھا کہ جنابِ سالتِ آبِ طابِ شہدِ پرفروش ہوئے اور نہتے حالانکہ اُس جناب سے خلافِ اُس کا  
ظہور میں آیا ہو جیسا کہ شکوۃ میں کہ صحاحِ کتب اہل سنت میں لکھا ہے لَعَنَ اللّٰہُ زیدًا و جعفرًا و ابیہ

راحۃ للآسرفین ان یا تیمم خیر ہم فقہال اخذ الترتیب زید  
خاصیثے اخذ ابی راحۃ فاصیب عیناہ نذارینی خبر پہنچائی کہ حضرت نے مرنے زید اور جعفرؓ اور ابنِ راحۃ کی پہلے  
اس کے کہ او سے لوگوں کو خبر دینا مرنے کی نہیں سہرایا اُس جناب سے کہ کیا نیزہ زید نے پس شہید کے گو پھر کیا نیزہ جعفر نے  
پس شہید کئے گئے پھر کیا نیزہ عبد اللہ نے پس شہید کے گو یہ حال فرماتے تھے وہ جنابِ زید روتے جلتے تھے پس اُن کا حال شہداء  
محلِ سرور شادی ہوتا تو جنابِ رسولؐ خدا کیوں روتے بلکہ خوش ہو ہو کر سیاں کتے اور بھی صحیح بخاری میں لکھا ہے اور اُس کو  
روضۃ الاحباب نے بھی نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ زید اور جعفرؓ اور ابنِ راحہ کو مینی تختِ زرین پر بربشت میں دیکھا  
کہ مثلِ فرشتوں کے پرواز کرتے تھے پس ابوجہول اس مرتبہ نقلِ بعدِ بربشت کی اسامیتِ عیسٰی سے اسی کتاب میں  
نقل کی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ جنابِ رسولؐ خدا خبر شہادتِ جعفرؓ یا رُسکر میری گھیر میں تشریف لائے اور فرزندِ ان جعفر کو ہلا کر  
اپنے پاس بٹھلایا اور دستِ حق پرست اُن کے سر پر پھیرتی تھے اور روتے تھے پس اس سے ثابت ہوا کہ گریہ و بکا حالِ شہداء  
پر اسوۃ اور پیروی رسولؐ خدا کی ہے اور عینِ عبادت ہے اور اس کا جیسا جب قصہ نے داد انصاف کی دی اور کہا ہے کہ تیرہ از  
صمن خبر جعفر و خزن رسولؐ خدا بموت او معلوم میشود کہ شخصِ معصیت مجر و بکا و خزن از دائرہ صابران و راضیان  
بقضائے حق تھائے بیرونِ نمیر و زیرِ اگر اُن حال اثر سے است از آثارِ رحمت و روقیۃ کہ خداوند تعالیٰ در دلِ نجدہ  
مومن ایجاد فرمودہ بلکہ تو ان گفت کہ شخص اگر از مصیبت متاثر گردد و معاویہ نفس خویش بصبر و رضا کند رتبہ و از رفیع  
تر ہو بود اوسے کہا کہ ندارد از وقوعِ مصیبت و متخرج مگردد از ان زیر اگر اُن علامت قساوتِ قلب است و اللہ  
اعلم اور بھی علی محمد خان مراد آبادی غار و فی حنفی نے اپنے رسالہ میں کہ جب کا نام عکلمہ رکھا ہے مفتاح الجنان اور جامع الجنات  
وغیرہ سے نقل کی کہ طراح نے ابنِ عدی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ جب فوجِ اشتران بکارِ زید علیہ علیہ کی کہ بلا سو  
اروانہ ہوئی تو میں لاشہاؤ شہداء میں حالتِ غش میں پڑا ہوا تھا بعدِ دیر کے جب ہوش میں آیا تو دیکھا میں کہ مہرِ سحر  
بلباسِ سفید کہ پونہ اور شک کی مائیں سے آتی تھی اُن کو اپنے گھوڑوں سے اتارے اور اُن میں سے ایک شخص نے لاشہ  
کو اٹھا کر بٹھلایا اور کوفہ کی طرف اشارہ کیا کہ سر امام حسینؑ کا جلدِ قدس سے آنکر لٹی ہوا جب میں نے بنور دیکھا تو وہ

بزرگ خاتون حضرت ام و ابنیاس کی ہمراہ حضرت کے تھے کہ کاتھنہ دیکھا کہ میری امت نے میری آل سے کیا سلوک کیا اور یہ فوکار سب سے اورو بھی رسالہ تحریر شدہ تین میں لکھا ہے کہ جفا فہ البلیت کا مدنیہ میں پہنچا تو اہل مدنیہ کو دیکھ کر روئے اور بیٹے اور اسقدر اونپر لشکر غم نے جو کم کیا کہ بیان ہی باہر ہے اور ایسا شور و فغان اُن میں بلند ہوا کہ شور قیامت کو یاد دلوا دیا اور ام سلمہ کو روتے روتے غش آ گیا اور منقول ہے کہ حلیج ہری اسقدر ٹہسٹا کر بلا پر رو یا کہ خیرا بن میں غم ہو گئے تھے حضرت آدم حضرت ہابیل پر کہ جب قایل نے اُن کو شہید کیا اسقدر رو گئے کہ جب کا بیان نہیں ہو سکتا اور جناب امام زین العابدین کا رونا تو مشہور ہے کہ چالیس برس اپنی پدر بزرگوار شہید دشت کر بلا کو روئے سوائے اسکے جناب خیرا کو شہادت حضرت امیر حمزہ پر نہایت حزن و ملال عارض ہوا اور سب سے رو اس جنابت ہوا کہ حال شہد قایل گریہ و بکا ہوئے جائے شادی و سرور و بے غمت خوشی اور شادی اس قدر تھی کہ وہی پیر دی معاویہ اور زید اور اسکی اتباع ع کی ہے نہ حصول مراتب و ادراج جنابی دوسرے یہ کہ قول مولوی اسماعیل کا نیا لفظ ہے قول رسول مقبول کی کہ اس جناب نے فرمایا کہ من یکے علی الحین اوابکی و جبکہ اللجنہ واہ کیا خوب ہے اس فرقہ کا جناب نے لئی ا تو حکم دین اس جناب پر رو نیکا اور مولوی اسماعیل حکم سے اس جناب پر خوش ہو نیکا اور منہ سے کا واقعی اگر جناب الیام حسین زندہ ہوتے تو بیشک مولوی اسماعیل پہلے سب اس جناب پر جہاد کو چڑھتا اور پیچھے سکھونپر جاتا اور یہ تو لاچار ہونگے مین کہ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ کو قرآن مجید میں نجاتم البنین ملے کیا ہے ورنہ یہ کون عوی نبوت کا کرتے جیسا کہ امید کذائبے کیا تھا مگر اس فرقہ کی عداوت کو البلیت رسول کی ساتھ دیکھنا چاہئے کہ ایسے شخص کو شہید کہیں اور جناب الیام حسین کو خارجی مقرر کریں اور کہیں کہ **خَرَجَ الْحُسَيْنُ بِجَدَّةٍ قَتَلَ بِسَيْفٍ حَبَدًا** اور لفظ شہادت کو اس جناب کے نام پر سے موقوف کریں اور لفظ قتل کا بجائے لفظ شہادت کو اطلاق کریں جیسا کہ غزالی کی روایت میں وارد ہے کہ بحرم علی الواعظ وغیرہ **قَتَلَ الْحُسَيْنُ الْحُسَيْنَ** اور یہ جو مولوی اسماعیل نے کہا ہے کہ اقربا ہمارے ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہوں الہم کافی ہے اس قول کے رد کو احادیث نبوی کہ جن میں حکم ہے اس جناب کی مصائب کے ذکر کر نیکا اور اس پر رونے رولانیکا پس حکم جناب سے لئی اور علی مرتضیٰ خود حکم کو تم ہم سال بلکہ ہر وقت اس جناب کی مصائب بیان کر کے روؤ اور ہکھو پر سادو تو بھیر مولوی اسماعیل کون ہے جو جمع کرتا ہے اور جو بے صاحبصیبت کی یہ رضی ہو کہ میری مصیبت کو بیان کیا کرو تو منع کرنا مولوی اسماعیل کا باعث اسکی عداوت کا رسول خدا کی ساتھ مگر ان مولوی اسماعیل کے نزدیک مثل خلفائے فاصبین تا بجا داری حکم رسول کی جائز نہیں تو التبیہ یہ قول مولوی مذکور کا اس فرقہ کے نزدیک مست ہوگا مگر خراج ہوگا اسکو دائرہ ایمان سے اسطر پر بھی اب ہم مولوی اصحاب کے تو ابعین سے پوچھتے ہیں کہ جبکہ خداوند عالم نے ہجرت و کراہہ بواسطہ ملائکہ مقربین اپنی حبیب کو اس حادثہ کی خبر دی اور فرشتوں حکم کیا کہ جا کر انحضرت اس جناب کی کرد اور آج تک نہ شتر اس جناب کی قبر پر روتے مین اور آسمان کی رونے کی علت آج تک ہر روز ظاہر ہوتی ہے یعنی شفق اسکا کیا جواب ہیں گے بجز اس کے کہ مین کہ مولوی صاحب کو بھی ثانی عالم ملکوت



بلکہ شاہ معلم المملکت تھے اور یہ جو سائل نے لکھا ہے کہ اور بھی کہتے ہیں کہ کتاب سیر الشہادتین شاہ عبدالغفر کی ہدایت سے  
 حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کو ایسی کیا غرض ہے کہ جو محنت کر کر کتاب لکھیں اور اس کو منسوب کریں کسی غیر مذہب کی طرف  
 یہ امر تو ان لوگوں کو چاہئے کہ جب تک کہ مذہب میں کچھ خلل ہو اور جب کا مذہب علی بن خلفہ ثانی نے اصل ناشی سو مرتبہ سے ہوا ہو تو  
 البتہ ان کو لازم ہے کہ اپنے مذہب کے اصل بنائے کو ایسی باتیں کریں اور شیعوں کو کیا غرض ہے جو جھوٹ بولیں اس واسطے کہ  
 ان کا مذہب تو بے فضل خراسی سے ایسا درست اور صحیح غدا سے اور سالم عیسے ہے کہ کچھ ان کو احتیاج اس بات کی نہیں اور سوائے  
 اسکے اہلسنت کے مذہب کے بے اصلیت پر ایک ہی قوی دلیل یہ ہے کہ جس کتاب میں مرجع یا صفت اہلسنت کی یا کوئی  
 دلیل اپنے مذہب کے بطلان کی دیکھتے ہیں تو سراسیمہ ہو کر اپنا بیچھا چھوڑا نیکو اس کتاب سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ یہ کتاب سی را فضی کی کہی ہوئی ہے پس باوجودیکہ شاہ عبدالغفر کو بہت زمانہ نہیں گزرا اور دیکھنے والے ابھی تک موجود  
 ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کو لکھا ہے یا اور ان کی زمانہ میں چھپ چکی تھی اور ہر گلی کو پنجہ میں پڑی پھرتی تھی شیعوں کی  
 طرف نسبت دیدی فقط اس واسطے کہ اس میں بعض حق باتیں لکھیں ہیں کہ جس سے ان کی دین کی خرابی ہوتی ہے اور اس کی  
 پر صحت اقوال مولوی عبدالغفر صاحب کی جو بڑی معتبر گنتی جاتی ہیں قیاس کرنا چاہئے اپنے کیا نسبت و یکم باقی مضمون  
 اثنا عشر میں انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ علی ہذا القیاس کہ بے بیار تصنیف نمودہ اندوہر یک از معتبرین اہلسنت نسبت  
 نمودہ یہ حال ہے اہل اس مذہب کا اور چاہتے ہیں کہ سیطح سے اہلسنت کے فضائل مٹ جائیں اور کوئی ان کا نام نہ لینے پائے  
 واللہ متم نودہ ولو کرہ الک اکثرین یہاں تک کہ جو انتقا سوال مذکور کا اور طریقہ اہل تشیع کے اس نئی جوابات  
 امتات نذیر حسین شیخ نجدی صاحب کا اور من بعد رد جواب کے درگوش گزار کر بیجا قال فی جواب جواب بصورت قور  
 راج در قصہ کہ بلا امتناع و حرمت است چنانچہ صاحب اعق و مولوی اسماعیل شہید مرحوم افادہ فرمودہ صورت  
 مرقومہ میں ہاج قصہ کہ بلا میں امتناع اور حرمت ہے جیسا کہ صاحب اعق اور مولوی اسماعیل شہید نے افادہ فرمایا ہے  
 اقول و بے استعین جواب ناصواب محیب غیر مصیبت کا کہ ان کی بلاست اور سخاوت پر با علانے صوت ندادیم کا  
 مخدوش اور منقوض ہے اس وجہ سے کہ چونکہ مجیب صاحب نے اپنے اس دعویٰ کو بلا مینہ و برمان بیان کیا اور کوئی دلیل  
 اور کوئی سند رجحان حرمت اس پر آیات اور احادیث سے قائم نہیں کی لہذا قابل سماعت صاحبان عقل سلیم  
 طالبان حق و یقین کی نہیں ہو سکتا اور اوپر ہم جواب ناصواب میں ابھی احتجاج اس پر کرنا اور سنوئیت اس پر بار کی  
 بوجہ حسن احادیث آیات و نایب کلامی ہیں پس شیخ صاحب کا یہ تعادل قول اور رسول کے قابل منہ و نہ لائق سمع ثم قال فی جواب  
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رد قول جلیل الشاد نمودہ عبارتہ کہ اس طرح اور بھی جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نقل جمیل میں ارشاد کیا ہے عبادت  
 اسکی پیروی رعینا فی منن ابن ہاجہ و غیر ان القصص لم تکن فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ولا فی زمان ابی بکر و عمرو و بنا الصحنی کا نئی ایچر حبان اللہ صامن المساجد فقلنا ان القصص غیس



موصیة وانه موصوم وانه محمودة واما الافات التي نعتبها الوعاظ في زماننا فما عدم  
 تمیزہم بین الموضوعات وغیرہا بل غالب کلامہم الموضوعات والمحرفات و ذکرہم اصلی  
 والدعوات التي عدھا الحمد ثون من الموضوعات ومنها قصصہم قصتہ کربلا والوقاة وغیر  
 ذلک خطبہم انتہی ما فی القی الجلیل یعنی روایت کی گئی ہم سنن ابن ماجہ وغیرہ میں یہ کہ قصہ خوالو کو مسجد میں  
 زمانہ رسول خدا میں اور نہ تھی زمانہ ابوبکر اور عمر میں اور روایت کی گئی ہم کہ صحابہ کرام نکال بیٹے تھے قصہ خوالو کو مسجد میں  
 سے تو جمعے ہاں کہ قصہ کوئی غیر ہے وعظ و نصیحت کی اور یہ قصہ کوئی مذمت کی گئی ہے اور وعظ و نصیحت پسندیدہ  
 چیز ہے یعنی شیخ میں اور پھر آفتیں جو پیش آتی ہیں واعظوں کو ہمارے زمانہ میں سوائے میں سے ایک علم تمیز ہر آدمی  
 درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ عالم کلام انکا موضوعات اور حرفات ہیں اور ذکر کرنا انکا ان نمازون  
 اور دعاؤ کو جو کچھ ثون نے موضوعات میں گناہ اور ازاجملہ بیان کرنا انکا قصہ کربلا اور وفات کی اور سوائے اسکے یعنی  
 اور موسوعین قصہ کوئی کرنے اور انہیں خلیفہ خانی کرنا تمام ہوا مضمون جو قول میں ہے، اقول ولست عین یقول مثل قول  
 شاہ ولی اللہ کا کہ زمانہ رسول خدا میں قصہ صرف تھے اور زمانہ ابی بکر و عمر میں اور قصہ خوالو کو صحابہ نکلا دیا کرتے تھے مردود  
 منقوص ہی کہ جو سہ اول تو یہ کہ شیخ ولی اللہ نے جمال کی اضلاع گراہی کیو اسطے حکم خاص کی پیرایہ عام میں جلوادیاہو  
 اور ہوا نفسانی داغوا شیطان حکم ربانی اور امر محسوس بجان کا ابطال چاہا تو ضیع اسکی یہ کہ قصے دو طرح پر ہیں ایک  
 جہول مثل قصہ میر خروہ وغیرہ کہ جسے کتاب میں جہول قصوں کی حملہ اور شون ہیں اور دوسرے سچے مانند حوادث اور  
 سوامحات واقعیہ مرآت اور محاللات نفس لامر یہ کی کہ جو وقوع میں آئے ہیں اور صادق ہیں کی طرح کاربہ شک اور  
 جھوٹ اور بناوٹ کو انہیں راہ و دخل نہیں اور وہ وقصہ میں کہ جبکو خدا تعالیٰ نے جس القصاص تعیر کیاہو اور او  
 قصے غزوات جناب اس قبول اور حال فراری بعض صحابہ بہاد سے اور فتح قلاع بردست حیدر کرار غیر فرار کئے ہیں  
 ذکر کرنا اور ستنا اور پھر ضا اور دیکھنا اور کہنا جھوٹے قصوں کا تو لایب حرام ہے اور ہمارے ائمہ سے بھی مذمت میں  
 لایب قصوں کی بہت سی حدیثیں وارد ہیں چنانچہ عین الحیات میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام منقول ہے کہ جناب  
 رسول خدا نے فرمایا کہ فکر علی بن ابیطالب عبادۃ ومن صلا ما المناق ان بتقر عن ذکرہ وغیر

ستماع القصص الکاذبۃ واساطیر الجحس علی استماع فضائلہ ثم قراءہ واذا ذکرہ  
 وصلہ التعانف قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرۃ واذا ذکر الذین من دونہا خاہم  
 یتسمعون فسنئل من نفسہا قال اما تدرون ان رسول اللہ کان یقول اذکر والعلی  
 ابن ابیطالب فی مجالسکم فان ذکرہ ذکرہ و ذکرہ ذکرہ فالذین استماع قلوبہم  
 من ذکرہ واستبشروا عن ذکرہ اولئک الذین لا یؤمنون بالآخرۃ ولہم عذاب مبین

یعنی یاد کرنا علی ابن ابیطالب کا عبادت پر اور علامات منافق سے متفرک کرنا اور بھاگنا ہے اسکے ذکر سے اور اختیار کرنا اور ترجیح دینا ہے جسے قصوں دروغ اور جھوٹ کو اسکے فضائل کی سنے پر اور ان سے بچوس کی بچھڑس خواب سے یہ آید و اسے ہر ایہ تلاوت فرمایا کہ اذاکر اللہ وحده الخ پس پوچھی آنحضرت سے تفسیر کسی فرمایا کہ آیا نہیں جانتے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یاد کر علی ابن ابیطالب کو اپنی مجلسوں میں پس بدستی کر یاد کرنا علی ابن ابیطالب کی یاد کرنا میل و اور یاد کرنا میرا یاد کرنا خدا کا ہی پس لوگ کہہ گئے میں (اور ان کی یاد کرنے علی ابن ابیطالب اور خوش اور شاد ہوتے میں ذکر کرنے غیر ان کی سے بہت وہ لوگ ہیں کہ ایمان نہیں رکھتے ساتھ آخرت کی اور خاص ان کے واسطے عذاب ناک خواہ کرنا والا اور ابن بابویہ نے کتاب عقائد میں بیان کیا جو کہ سئل الصادق ع عن الفضائل الجلیل الاستماع لهم فقال

لا وقال من اصنع الناطق فقد عبده فان كان الناطق عن الله فقد عبد الله وان كان الناطق عن ابليس فقد عبد ابليس یعنی پوچھا جناب صادق سے حال قصہ غوث کا کہ یا سنا ان کے قصوں اور کتابوں کا حلال ہے یا نہیں فرمایا کہ جو شخص کہنے کسی کی بات کو پس تحقیق اس سے تو لے لے اس سے کہنے والے کی پرستش کی پس اگر کہنے والے نے خدا کی بات کی یعنی حق اور سچ کہا تو اسے خدا کی پرستش کی اور جو شیطان کی بات کی یعنی جھوٹ اور باطل کہا تو اس نے شیطان کی پرستش کی اور اس کو پوچھا پس ان دونوں حدیثوں سے ثواب ہو اگر جو کہنے قصے کہنے حرام ہیں اور سچے قصے کہنے درست اور جائز اور اگر مطلق قصے یعنی جھوٹے اور سچے دونوں حرام ہوں تو اولاد ان کا پڑھنا ہی چاہئے کہ حرام ہو جائے کہ اس میں بھی بہت قصے خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں دوسرے کتاب میں طرفین کی کہ قصوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا دیکھنا اور پڑھنا حرام ہو جائے دیکھو کتب صحیحہ و مستند

کو اور میں لکھا ہے زید بن اوفی سے کہ اس نے کہا دخلت علی رسول اللہ فی المسجد فذکر

قصہ مولات رسول اللہ صلعم بین الصحابة فقال علی للنبی لقد ذهبت

روحی وانقطع ظہری حین رأیتک فخلت ما فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان

كان هذا من سخط علی فذلك العتبه والكرامة فقال رسول الله صلعم والذي بعثت بالحق

ما اخبركم الا ليقصه فانتم عنه بمنزلة هارون من موسى الا انه لا يئنه بعد وانت احمى وواد یعنی زید کہتے

ہیں کہ حاضر ہوا میں خدمت میں جناب رسول خدا کے اس حال میں کہ وہ جناب مسجد میں تشریف رکھتے تھے پس پوچھا کیا گیا

قصہ مولات کا کہ رسول خدا نے ما میں مجھ کے عقد مواتات و برادری کیا پس عرض کیا جناب علی نے خدمت جناب رسول خدا

میں کہ پروان کیا روح نے میری اور ٹوٹ گئی پشت میری جو وقت کہ دیکھا میں نے آپ کو کیا اپنے جو کہ کیا اپنے

اصحاب کے ساتھ سوائے میرے یعنی ایک صحابی کا دوسرے صحابی کی ساتھ عقد مواتات باندا صا اور میرا عقد مواتات کسی

کے ساتھ نہ کیا پس یہ امر اگر ازراہ غصہ کہے تو پس واسطے آپ کے کرامت اور بزرگی ہی رسول مقبول نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے

اُس شخص کی کہ جس نے مجھے معوث کیا ہو راستی کہ نہیں اختیار کیا میں نے تجھے مگر واسطے نفس اپنے کے تو میرا بھائی ہے میں تجھے عقد اخوت باندھوں گا پھر تو مجھے بمنزل ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ نہیں ہے کوئی نبی بعد میرے اور تو بھائی میرا ہے اور وارث میرا ہے انتہی انتہی مقام غور ہے کہ یہ صاحب کیا بہادری سے فوٹے ہیں کہ قصہ خوانوں کو مسی سے نکال دیتے تھے حالانکہ یہ قصہ مسجد میں بیان کیا گیا اور کسی نے قصہ خوانوں کو نکال نہ یا سوار اسکے بعد زمانہ رسول مقبول کے آج تک کسی عالم فاضل کو یہ معلوم ہوا کہ جو اس شیخ بخدی کو معلوم ہوا کہ پیش ان قصوں کو کہ جو قرآن میں ہیں اور کتب تواریخ و تفاسیر میں بیان کرتے رہے اور اپنی تالیفات اور تصنیفات میں ان کو نقل فرماتے ہو چنانچہ کچھ تو اوپر مذکور ہوئے اور دو چار اور اسے یقین خاطر ناظرین کی ذریعہ مطاسع ہوتے ہیں اولاً دیکھو ملا جامی نے کہ اتنی بڑے فاضل اور عالم اسل سب کے ہیں حضرت یہ ہنس انداز لیا کہ قصہ کو نظم کیا ہے اور ان کے علمانی غزوات جناب بخدی اور علی مرتضیٰ اور شیخین کو اور ان کے مناقشات اور شجرات کو جو فامین واقع ہوئے ہیں اپنی سب کتابوں میں لکھا ہے یہاں تک کہ علاج النبوة میں کہ ان کے عالم تخریفات معین کی تصنیف ہے یہ قصہ مضمون غلیظ اقل کو ایسی شرح و بسط کی ساتھ لکھا ہے کہ جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے نرمی آتی ہے یعنی لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول قبل ہجرت امر دعوت کو بہت مخفی رکھتے تھے پس جبکہ منہیں آدمی اسلام لائے تو ابو بکر نے رسول خدا سے کہا کہ اب آپ اسلام کو ظاہر کریں اور کفار کو دعوت کریں طرف اسلام کی آپ نے فرمایا کہ ای ابو بکر ابھی ہم بہت قلیل ہیں اور کفار کثیر آئے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے میں ابو بکر نے حضرت کا کہنا مانا اور بہت اصرار کیا لاچار ہو کر جناب خدا سے تین شریف لائے اور حضرت ابو بکر کو اجازت دی خطبہ غوانی کی پس جو ہیں حضرت ابو بکر میرے گئے اور خطبہ پڑھنے لگے کفار عر جا پون طرف سے ان پر ہجوم لائے اور خلیفہ صاحب کو گھیر لیا پھر طرف سے ان پر مار پڑنے لگے عقب بن ربیعہ نے تو وہ غلام جو کرک پادوں سے جو تیان اوتا کہ جناب خلافت کے مومنہ بڑا تر اس فر سے لگائیں کہ خضارے اور بنی حضرت کی بجائی لکھا ہے کہ ان حضرت خلیفہ صاحب کی سو جگر گال کی برابر آگئی تھی اور دونوں چیزوں میں کو تمیز جاتی رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان حضرت کی کوئی ہے اور خضارے کو نہ ہیں اور ریاض النخست میں بھی اس قصہ کو اسی طرح

پڑ لکھا ہے عن عائشہ قالت لما اجتمع اصحاب رسول الله صلعم وكانوا تسعة وثلاثين رجلا اتى ابو بكر على رسول الله صلعم في العلم ورفال يا ابا بكر انا قليل فلم يزل يلح على رسول الله صلعم حتى ظهر رسول الله ونظر في المسلمين في نوحى السجود وقام ابو بكر في الناس خطيباً و رسول الله صلعم جالس وكان اول خطيب عى الى رسول الله وثار المشركون على ابو بكر و على المسلمين فصر بومهم في نوحى ضربوا شديداً وادلى منه الفاسق عقب بن ربیعہ فجعل يضرب بمغلاين مضمون فاق ويحرقها بوجه وانزلت حقا ما يقرب الفاعل عن وجهه انتهى اور ترجمہ کا بعینہ ملازمین کی عبارت ہی او باوجود اسکے ان مسلمانوں نے اس کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب گان ان کتابوں کو پڑھتے

میں اور اس قصہ کو بیان کرتے ہیں پس اگر یہ بات کہ قصہ حقہ واقعہ کے کہنے سے آدمی مردود ہوتا ہو تو یہ علم پہلے  
 مردود ہوئے حالانکہ اس قصہ میں کسی اہانت اور ذلت خلیفہ صاحب کی ہو پس اس کا بیان کرنیوالا تو مردود و دین داخل نہ ہو  
 اور کسی نے اسے قصہ کو کو مسجد کو نکال نہ دیا اور منہ نکلیا اور ذکر خباہت میں مردود و دین داخل ہو حالانکہ اس خباہت کے  
 ذکر میں کسی طرح کی اس خباہت کی اہانت اور ذلت نہیں ہو اس واسطے کہ اس خباہت کے قصہ میں  
 اس خباہت کی شجاعت اور ہجو کا اور پیاس اور صبر کا حال بیان ہوتا ہے کہ تین دن کی ہجو کے پیاس میں ایسے لڑے اور  
 اعجاز دکھایا کہ ہزار ہا مرد و نیکو بگایا اور کئی ہزار آدمیوں کو ذوالفقار حیدری سے اس غضب پر مدیہ شجاعت و بطالت نے قتل  
 کر کر دیا البتہ اور بھی آیا اور انیس سو زخم بن اظہر پر کھائے اور پھر باوجود اس زور و شجاعت اور اعجاز کی اس قدر صبر کیا کہ اس  
 فرزندوں اور عزیزوں کو زخم کھاتے سر کٹانے دیکھا حالانکہ طاقت خیر شکنی کی رکھتے تھے باوجود اس زور و خداداد کے سب  
 ظلم اعدا کے اٹھائے پس اگر حکم خدا نہ ہوتا تو کسی طاقت تھی جو اس خباہت کو شہید کرتا غرض یہ کہ اس خباہت نے ذلت سے  
 سر نہیں دیا بلکہ ببادری اور شجاعت سے شہید ہوئے تھے کہ انیسائے سابقین حال شہادت حضرت کا سنہ عشر  
 کرتے تھے اور حیرت میں رہتے تھے اب تک یہ شہادت اور انعمین نے کر آنحضرت اپنے دل میں غور و فکر کریں کہ یہ امور اتنے عجیب  
 اعجاز کے اور کس سے ہو سکتے ہیں کوئی صاحب میں بتائے کہ ہزار ہا آدمی کسی نے ایسی شدت کی ہجو کے پیاس اور صبر  
 اور کثرت زخم میں مارتے ہیں اور انیس سو زخم کس سہادۂ تعین رو میں بدن کھائیں ہیں انسان کے اسطے نہایت  
 دو جا زخم کاری کافی ہیں کسی فرد بشر کی طاقت نہیں ہے کہ اتنے زخم کھا کر اور ہمدرد جیسا رہے پھر اس پر اس خباہت یہ حال تھا  
 کہ جب کوئی عزیز یا رفیق شہادت پاتا تھا تو وہ خباہت اور کفار سے جدا کر کے اس کی نفس اٹھا کر لاتے تھے پس اعجاز نہیں  
 تو اور کیا ہے بہر حال بیان میں ان امور کی کمال مدح اور توصیف اس حضرت کی ہو جان البتہ تو ہیں اور تذلیل بیان  
 کرنے میں قصہ سقیفہ بنی ساعدہ کی ہے کہ جس شخص کو ان غلامانے آل طہار اور عترت اختیار پر اس شخص  
 کی کہ جس سے یہ لوگ ظاہر دایہ تلافی ہوئے تھے وہ ظلم و ستم کی کہ جس کی بدولت کی بشر کو تا و طاقت نہیں کہ ان جہر و ن کا  
 خلاصہ یہ کہ سلطنت محمدی کو ان کے خاندانے نکال کر اپنے گھر میں لے گئے خباہت کی گردن میں رسن ڈال کر کھینچتے  
 ہوئے نکال لائے کہ جب کو خدا نے نفس نبی قرار دیا تھا خباہت یہ تہ النساء فاطمہ زہرا بضعہ رسول خدا سے کہ جب کو خداوند  
 نے بلطف انسان کی تعمیر کیا تھا حق اولاد کو باغ فدک تھا اور حکم خداوند جلیل رسول خدا نے ان کو اذکی وجہ معاش میں عطا  
 کیا تھا چھین لیا اور اس خباہت کی گھر پر آگ لیکر چڑھا آئے کہ جو خانہ فیض کا شانہ رسول اور مبطوحی الہی تھا اس کو آگ لگا دی  
 پس کس قدر اس میں ذلت ان کی ہو یا ذلت ان کے بیان کرنے میں قصہ قطاس کی ہے کہ جس سے یہ صاف ہویدا اور  
 روشن ہے کہ خباہت سے ان کو نسبت نہ بیان اور ہجو کی دی اور کہا کہ ان هذا الرجل یجھجج اور یہ وہ کلمہ ہے کہ  
 عرب کو دشنام جانتے ہیں پس دشنام دینا رسول خدا کو مسلمان کہا کہ اس قدر اہانت انکی اسمیں ہو اور سب سے زیادہ

موسویٰ فیضت خلیفہ ثانی صاحب کی اونکی توابعین اور مقتداؤں کی ہاتھ سے یہ ہوئی کہ امام سیوطی نے حاشیہ  
 قاموس میں وہ بات لکھی ہے کہ جب تک لکھنے سے یقین ہے کہ توابعین خلیفہ کو کمال شرم و حیا آتی ہوگی گو وہ مرض اکثر بزرگ  
 مشایخ کو ایام طفولیت میں عارض ہو جاتا ہے کہ جانا اسکا بہت دشوار ہو جاتا ہے مگر ظن غالب ہے کہ خلافت مارکا  
 وہ مرض کہ جسکو امام سیوطی نے لکھا ہے جو بجز خلافت کے ہو گیا ہوگا گو برارت بالکل حاصل نہ ہوئی ہو اور اس میں کو حضرت  
 ارفع صاحب کے جو خدمت گزار خاص تھے خوب چانتے ہوں گے اگر ہم میں سے کوئی لکھتا تو اسکو محمول بافتر اور عداوت کرتے  
 اور جبکہ دست خاص لڑن کو امام سیوطی نے لکھا ہے تو اب کیا کہہ سکتے ہیں اور شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں خلیفہ  
 صاحب کے کھڑے ہو کر شایب کرنے کی علت اسی امر کو گردانا ہے اور ایسا ہی قیصر خلیفہ صاحب کی شکرت کیا کہ بروز حدیث  
 جناب ہالت مابین ثعلبی نے لکھا ہے کہ صاحب کے کہہنا اشککت ضد اسلمت الا یوں ہی دیکھنا یعنی کہا  
 عمر نے کبھی مجھے ایسا شکایت میں نہیں ہوا جیسے کہ اسلام لایا جیسا شکایت بنی من بنی و فرید میہ ہو اور خزانہ نے  
 احیاء العلوم کی فصل چہارم کے جزو اول میں لکھا ہے کہ عمر فاروق ایک روز خلیفہ سے پوچھتے تھے کہ رسول اللہ نے تجھے سب  
 نام منافقوں کے بتائے ہیں کیا ان میں میرا نام بھی تھا یا نہیں؟ جان اللہ ان حالوں کے بیان کرنے میں تو ذلت اور اہانت  
 خلفا کی نہوا اور جناب امام حسینؑ پر جو ظلم گزرے جسکو خدا اور رسول اور ملائکت بیان کیا ہے ان کے بیان کرنے میں اس  
 جناب کی ذلت اور اہانت ہو عرض کہ اگر قصہ نکا بیان کرنا مطلق ممنوع ہوتا تو یہ لوگ ایسے قصے اپنی کتابوں میں کیوں  
 لکھتے اس سے معلوم ہوا کہ یہ قول اس شیخ نجدی کا بالکل باطل اور ضلیہ صدق و صداقی عاقل ہے فقط اس کہنے سے اس کو  
 یہ منظور ہے کہ در خواجہ امام حسینؑ موقوف ہو جائے و عجا قصہ حبش اسامہ کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تخلصین حبش فرمود  
 پر خراب سوئی نے سنت کی اور فرمایا کہ لعن اللہ من خلف عن حبش اسامہ حالانکہ حضرت خلفا بھی حبش کر میں داخل تھے  
 اور خلفا ان سب کتب طرفین سے ثابت ہے اور ایسے ہی قصہ زکوہ کو حضرت ابانہ زحراری کا کہ حضرت عمرؓ ان الخطاب  
 کے ہاتھ سے ہوا کہ حبلی تو لعلہ و فضائل میں بے عدد و احادیث کتب البیہت میں لکھی ہوئی ہیں اور بھی قصہ حضرت عائشہ  
 صدیقہؓ سنیہ کا کہ جن میں لکھا ہے کہ امام المؤمنینؑ عثمان کو ہمیشہ نعل کے ساتھ تشبیہ دیا کرتی تھی اور کتنی ہی اقلو لغلا  
 قل الله لغلا فانه قد كفر هكذا في جميع المحاروف في روضه الصفاد وفي تاليف اغصان الکنی ہے  
 اور یہ بھی لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر قتل عثمان میں شریک تھے کہ جبکہ عشرہ مبشرہ میں گنا ہے اور پھر عائشہ کے ساتھ متفق ہو کر جناب  
 امیر علیہ السلام سے لڑی اور اسی جناب کے ہاتھ سے مارے گئے الحاصل اسی قبیل کے ہزاروں قصہ خلفاء اور تابعین اور تبع تابعین  
 کی کتب صحیحہ اہل علم میں لکھے ہوئے ہیں اور سب لوگ ان کتابوں کو پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں اور نہیں کتابوں کا درس  
 فرماتے ہیں اور کوئی ان پڑھنے و ان کو مسجدوں سے باہر نہیں نکال دیتا پیش کرتا ہے کہ جن قصوں کی ممانعت ہی ہے  
 قصہ جھوٹے ہیں کہ جن کے کہنے والے مسجدوں سے نکالے جاتے تھے نہ قصہ حقہ مگر مثل شہود ہے کہ حب الشیء بھی بیہم

یزید کی محبت نے اس قدر کور باطن کیا کہ خیال قرآن کا بھی جاتا رہا اور یہ خیال میں نہ رہا کہ قرآن میں کتنے قصے مذکور ہیں اور نہ خیال اخبار و احادیث اور علماء کا رہا دیکھو کہ مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے کتاب اخبار الاخیار و التلخیص الاثر صرف بیان قصص اولیاء ہی میں تصنیف کی ہے اور یہ جو تفریع اسپر کی اور کہا کہ کہنے جانا کہ قصہ گوئی غیر ہے و غلط و نصیحت کی اور یہ کہ قصہ گوئی مذمت کی گئی ہے اور غلط و نصیحت پسندیدہ چیز ہے یہ تفریع اُسکی غلط محض ہے اور ذی فہم مقدمے باطل میں بدیل اس کے کہ اکثر قصے مثل حبلہ قصص قرآن اور اکثر حکایات عارفان و زائدان عین پسند نصیحت ہیں خصوصاً قصہ انبیاء کے کہ نہایت عبرت آموز ہیں واسطے اولی الاالباب کے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کان فی قصص عبرت لاولی الاالباب : : : فی الحقیقت جو شخص مثلاً حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصہ کو دیکھے گا کہ فرعون بسبب نافرمانی خدا اور رسول کے ہلاک ہوا تو وہ شخص بلاشبہ اس سے پسند پذیر ہوگا اور جائزہ گا کہ نافرمانی خدا اور رسول کی اور شرک کرنا اُس کے ساتھ یا دعویٰ کرنا خدائی کا باعث ہلاکت اور وجہ خسارن میں کا ہوتا ہو اور اسی جگہ سے بھی منکشف ہوا کہ کل قصے قابل مذمت کے نہیں ہیں اور یہ جو اُس نے کہا کہ آفتین جو پیش آتی ہیں واعظونکو ہماری زمانے میں ائمہ اقوال یہ قول مدعی صاحب کا کہ بلا مینہ و برہان ہے اور تمہید ہے واسطے داخل کرنے قصہ کہ ہلاک موضوعات میں اگر تسلیم کیا جائے یعنی اسکی مذہب کی مثلاً غلطونکو ایسا ہی تصور کیا جائے کہ وہ سب کی سب تیز بین اور سیکو اتنی لیاقت حاصل نہیں کہ اپنی صوفی و غیر موضوعات کی تمیز کریں تو بھی بیان کرنا خاص کر امام حسینؑ کا اُن واعظین پر حرام نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ حال مصائب الہیہ اور جنین علیہم السلام کتب معتبرہ الہیہ میں مذکور ہے اور شیعہ تحفہ اثنا عشریہ میں اس صحت کی ساتھ مذکور ہے اور ایسا حد استفاضہ اور شہرت کو پہنچا ہے کہ گنجائش کذب اور عدم مطابقت ساتھ واقع کی اُن میں کی طرح سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ مثلاً واعظ نے بیان کیا کہ مولا نے جناب الیوم حسن کو عہد ملعونہ سے زہر دیا کہ شہید کر دیا چنانچہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور روضۃ الشہداء کتب معتبرہ اہل خلاف میں مذکور ہے یا اوس نے بیان کیا کہ یزید پلید بن معاویہ غاویہ خال المؤمنین سینہ نے جناب الیوم حسین کو مع فرزدان و عزیزان و رفیقان تین دن کی جھوک اور پیاس میں فوج کیا اور انکا مال و منال لوٹ لیا اور اُنکے حرم محترم کو باصدا گونہ ذلت و خواری اسیر کر کر لیا اُسے عالم میں پھرایا تو فرماتے کہ واعظ نے اس بیان میں کیا غلط کہا اگر یہ بہتان بندی اُن کی واعظین پر فقط اس واسطے ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ اس ذکر میں حال خلعا کا کھلتا ہو اور ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر بولنا غفلت جابجائی یا بابت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت پر اتفاق کرتے اور

من کنت مولاً کا فعل مولاہ اور کی نفاصہ الصادقین اور والکھوامع الولکھین اور عالم الیکم اللہ کو فراموش نہ کرتے اور اُن سے سمیت کر لیتے اور اپنا مولا اور پیشوا جانتے تو کسی کو خاندان رسول مسلم پر جرات نہوتی پس اس واسطے یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ذکر نبد ہو جائے تو حال دشمنان خاندان رسول مسلم کا پوشیدہ رہی جیسا کہ خدائی

نے بیان کیا ہو گریہ انکی حماقت ہو اس واسطے کہ جو شوشت از نام افتاده ہو وہ مخفی کیونکر ہو سکتی ہو بلکہ اور باعث نکستہ اور اظہار ادوں کے حال کا ہوتا ہو اس واسطے کہ عاقل فہم ضرور سمجھے گا اس ذال میں کچھ کالا ہو کہ جو ایسے امر علی کو منع کرتے ہیں الحاصل حال شہادت سبطین رسول الثقلین صلعم سید مخالف و مؤلفین بروایات صحیحہ السی تو ضیح اور تنقیح اور صحت کے ساتھ لکھا ہوا ہو اور مطابق کتب کورہ کی ایسا زبان زد خلافت سے کہ جہاں اہلسنت کو بھی حاجت تمیز کی اسباب میں باقی نہیں رہی فضلا عن العالم پس برین تقدیر داخل کرنا قصہ کر بلا کو موضوعات میں شمار کرنا انکا واقعی خارج ہونا سے حیط اسلام اور دائرہ ایمان سے ہاں البتہ بے تمیزی و عطفین کی انہیں سرقہ کے بیان کرنے میں احادیث موضوعہ فی مدائح الخلفاء مسلمہ کی سبب ان احادیث کے کثرت سے یہ بیچارے کہانہ تک تمیز یا میں موضوعات اور غیر موضوعات کی کریم جیسا کہ آگے بیان ہو گا کہ انکے علماء معتبر نے خود اعتراف اس امر کا کیا ہو کہ جملہ احادیث مدائح خلفائے ثلاثہ موضوع میں احقر اعباء بھی چند حدیث موضوعہ ان کے واسطے تھن خاطر احباب کے لکھتا ہے کہ معلوم ہو کہ موضوعات ان کا نام ہے از انجملہ ایک بھی کہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا لوضعت فی کفہ المیزان و وضعت فی کفہ النحر فحبت ثم وضع مکانی البکر فوج ہم ثم وضع عجم فوج ہم ثم رفع الذین خلاصہ ہو کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر ایک مینان میں مجھے رکھیں اور دوسرے کفہ میں ان میں تمام امت کو رکھیں تو میں سب امت پر راجع اور غالب ان اور جب میری جگہ البکر کو تو لیتا تو وہ بھی سب امت پر غالب ہے اور جب اسکی جگہ عمر کو رکھیں تو وہ بھی سب پر غالب ہے پھر بعد اس کی میزان کو اٹھالیں اور یہ حدیث وضع کی ہو مقابل اس حدیث کے کہ جو جناب تیر کے حق میں وارد ہو اور اوپر بیان ہو اگر عمر نے خود کہا کہ اسے علی اگر ہمتاری اعمال کو ایک کفہ میں ان میں رکھیں اور تمام امت کے اعمال کو دوسرے کفہ میں رکھیں تو ہمتاری اعمال کا کفہ سبب گران سنگی کے زمین ہو نہ اٹھ سکے اور دوسرے کفہ سبب بکری کے آسمان پر جا لے اعلیٰ اوت کو اس وقت کی ملاحظہ کرنا چاہئے کہ جناب تیر کے نام کو بھی اس حدیث میں نہ لکھا اور ایسی ہی حدیث الحسن والحسین سید استیاب الہی الخبہ کی مقابل الشیخان سید اکو الہی الخبہ وضع کیا ہو مگر واضع یہ نہ سمجھا کہ جنت میں کہول کہاں ہونگے کہ جہنم کے سردار نہیں گے اور جو اگر کہول سے کھوان نیام لاد ہوں تو چاہئے کہ معاویہ اور زید و سردار پیرون کے ہوں والا بڑھوں پیار و نہا لیا تصور کریہ بے سردار کے میں اور ایسے ہی یہ حدیث جملہ موضوعات سے ہو جناب سونڈا دیکھتے تھے کہ نزول وحی کو دیر ہوئی تو حضرت کارنگ سبک متغیر ہو جاتا تھا اور خوف اسبات کا طاری ہوتا تھا کہ مبادا میں نبوت سے مفرد ہو ہوں اور عمر منصوب ہوا ہو اور وحی اسپر نازل ہوئی ہو سچاں اللہ ان کو اتنا خیال نہ آیا کہ اس صورت میں عمر جناب سونڈا کو ہر وقت غار معلوم ہوتا ہوگا اور ہمیشہ وہ جناب اس سے کھٹکتے رہتے ہوں گے اور ہر گھڑی اس امر کا خوف لگتا رہتا ہوگا مگر جائے تعجب ہے کہ جناب سونڈا کو شاید اس امر کا خیال نہ آیا کہ ان خاتم الرسل ہوں نبوت مجھ پر ختم ہوئی ہے غرضیکہ اس قبیل کی ہزاروں حدیثیں مع میں خلفاء کی وضائع و



کذا میں نے وضع کی ہیں کہ بٹہ اور صبیان بھی جنکو دیکھ کر موضوع بیان میں اور مواضع ہمارے اس قول کا قول فرما رہا ہے  
 کا پوچھو بلقیث بنی الدین ہی اس نے اپنی کتاب سطر السواد میں لکھا ہے کہ **کتاب** اور فی شان ابی ہریرہ سے منقول ہے  
**لَمْ تَسْهَدْ بَدَہُ بَدَہُ الْعَقْلُ لَمْ يَهْأَ كُلُّ أَحَادِيثَ** جو حضرت ابو بکر کی شان میں وارد ہے یعنی وہ مفتریات  
 سے میں نے گواہی دیتے ہی اسپر بدہ عقل اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی کچھ خصوصیت ہمیں خلفائے ثلاثہ کی طرح  
 میں تھیں حدیث میں ہیں وہ سب موضوعات ہیں جیسا کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ معاویہ نے بہت سی دوسرے  
 خراج کر کے خلفائے ثلاثہ کی شان میں اور ان کی طرح اور فضائل میں ہزاروں حدیثیں وضع کر لیں اور انکو شہرت  
 دی اور ایسا ہی حال عبدالملک لکھا ہے کہ اُس نے بھی ہزاروں حدیثیں اُن کی تہنیتی میں وضع کر لیں اور خیاب  
 امیر کی خدمت میں اور ایک شبی و ہنچ میں سے ان کے ابو ہریرہ میں کہ وضع کرنے میں احادیث کی کچھ خوشگونی  
 تھے جیسا کہ جمع بین الصحیحین اور کنز العمال میں بھی تہنیتی اُن کی لکھی ہے پس جبکہ یہ حال ان کی مذہب کی احادیث  
 کا ہو تو پھر واعظین بچا رہے کیا کریں اور احادیث سچے کہ انہی لاوین جو بیان کریں اور یہ جو کہا و ضہا قصہ ہم  
 قصہ کسرا الخ ظاہر سیاق و سباق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ من کا منسا میں قبیصہ ہے اور ضمیر  
 مونث راجع ہے طرف موضوعات کی جیسا کہ ترجمہ رسالہ ہڈانے ترجمہ میں اس قول کی لکھا ہے کہ از انجملہ بیان  
 کرنا اور انکا قصہ کہ بلا کا اور قصہ خوانی وفات کی اور سوانے اسکے یعنی او مومنین کے قصے بیان کرنے اور اُن میں  
 انجملہ انکی کرنا تھے پس حاصل اسکا یہ ہوا کہ جملہ موضوعات جو قصہ کہ بلا کا ہے اور قصہ وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ قصص شہداء و انصاف  
 آدم تا خاتم رسل میں برحق قول اسکا منجر ہے اس کے کفر و ارتداد اور عداوت بالاہلبیت اختیار کا اور دلیل ہے اسکی مخالفت  
 کی ساتھ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال یعنی اب ہم پوچھتے ہیں کہ قصہ کہ بلا میں کوئی چیز موضوعات سے ہے یا شہید ہونا  
 اس خباکیا قتل و زنج کرنا شہر کا یا فوجیں لیکر آنا شہام خلیفہ ثانی کا کہ بلا میں واسطے تاراجی خاندان رسول کے یا قتل کرنا  
 نیز یا کا امام مظلوم کو یا ظلم و ستم کرنا اہلبیت پر یا بانی مہونا خلفا کا اس ظلم پر غرض کسی شے کو اس شخص نے مختص کیا  
 تاکہ معلوم ہو کہ کوئی شے اس میں موضوع ہے بہر حال صحت وقوع جملہ کورات بالا کی بدلائل مذکورہ مثل روز روشن میں  
 اہل مینائی میں سے اور مختلف شے کو کہ رابطن کو نزدیک مثل روز غیم و غلام تیرہ قرار ہو۔ گردید بروز شہر جہنم چہشتہ آفتاب  
 راجہ گناہ + تم قال فی الواقع ذکر قصہ صحابہ و ملا وفات ایشان رہم موجب آفات پر آفات از ارتکاب معیضہ منہما منہ  
 نوہ و شیون و ماتم و شور و غریزاری و فغان و بیقراری و دران لازم می آید شائع است کہ بیان این قصہ لاجالہ و مدی ہو  
 امور مکرر مذکور میشود و قاعدہ مطرہ فقہا کہ مایودوی الی مالا یجوز لایحوز مقتضی و باعث بر منہج است کہ لایغنی علی الملأ  
 المتامل المنصف و ازین سبب بیان مایں قصہ باوجود فوط محبت بالاہلبیت بنوت و درقون ثلاثہ در میان سلف اختیار  
 و علما و ثقات متبہان انار سید ابرار رواج نیافتہ آری استرجاع و دعا و غیر از ایشان مروی شدہ کہ لایغنی علی الملأ



بالاخبار و الانار ترجمہ عبارت فی الواقع قصہ کہلا اور وفات کا اونکی موجبات پر اوقات ارتکاب مع مشہی عنہا سے مانند لوحہ و شینوں اور ماتم اور شور اور گریہ اور زاری اور فغان اور بے قراری کی اٹھین لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ بیان اس قصہ کا ضرور مؤدی طرف امور و مکر و کور کے ہونا ہے اور قاعدہ مستقیمہ ہا ہا کہ جو چیز کہ پہنچا نیوا الا طرف اس چیز کے ہو کہ نہیں جائز ہوتی ہے مقتضی اور باعث شکی امتناع کا ہے جیسے کہ پوشیدہ نہیں ہے اور پر متامل منصف کی اور اسکی سب سے بیان اس قصہ کے ہے باوجود زیادتی محبت کے ساتھ اہلبیت نبوت کی قدرون ثلثہ میں درمیان سلف اختیار اور علماء ثقات متجان انار سید ابرار کے رواج نہیں پایا ہے ہاں انالہ انالہ ایہ اجوں کہنا اور دعا خیر لے لے البتہ مروی ہوا ہے جیسے کہ نہیں پوشیدہ مہر اخبار و انار پر اقوال و بیستین قصہ پر غصہ کہ بلا کو پُر آفت کہنا اور لوحہ و شینوں وغیرہ کو امور مشہی عنہا میں داخل کرنا ستم تازہ اور بجران اسلام و ایمان کی کرنا ہے اور یاد اذیرہ ایمان ہو و کلام سے قدم باہر کرنا اس لئے کہ یہ وہ قصہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اور ملائکہ نے بیان کیا اور سب فضل آج تک بیان کرتے آئے ہیں کتابین طرفین کی اس قصہ سے معلوم اور شہون ہیں پس جس قصہ پر اجماع انبیاء اور فرشتوں اور جنات کا ہوا اور کس پر آفت کہنا اور امورات مشہی عنہا میں گناہ و اشتقاوت اور کفر و ارتداد کی دینا ہے خدا تعالیٰ و تائہ الخیقاۃ الخیقاۃ الخیقاۃ کہ جبکہ تفسیر اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے بڑی باتوں کے ساتھ کی ہے اور کہا ہے کہ معنی اس کے یہ ہے کہ بڑی باتوں کے ساتھ بڑی باتوں کے میں پس اگر قصہ معاذ اللہ امورات منکر و منیہ عنہا کی اقسام ہو تو عیاد انا ہذا اللہ اور رسول اللہ و عالم فاضل کہ جنہوں نے اس قصہ کو بیان کیا ہے اس شے بخدی کے نزدیک بڑی باتوں کے کہنے والے ہوں گے سبحان اللہ کیا اسلام و ایمان ان تو نہیں بزرگ کہا ہے کہ خدا سے شرم نہ رسول سے آرم نہ کسی عالم فاضل کا کچھ پاس نہ لحاظ ہمہ اہل بین کہ بروز جزا رسول ہذا کو یا نہیں کیا جواب دینے کے جبکہ جناب الہیے پوچھیں گے کہ کس علت سے تم نے اس قصہ کو پُر آفت کہا تھا حق تو یہ ہے کہ شاعر نے ناحق شعر عین کے حق میں شعر کہا ہے ہزار اصحف مسلمان کیوں ہوا تھا شعر و عین نے نام بھی اسلام کا خراب کیا اگر ایسے لوگوں کے حق میں کہتا تو بجا تھا اس واسطے کہ شعر ملعون تو دعویٰ محبت اہلبیت کا نہ کرتا تھا اور یہ لوگ تو دعویٰ محبت اہلبیت کا کر رہے ہیں و دشمنی ظاہر کرتے ہیں درحقیقت اسلام کا نام انہوں نے خراب کیا ہے اور مدلول احزاب و الاخرۃ کا بنی بین خدا لہم اللہ فی الدارین سبحان اللہ رسول اللہ و توفائین من احبہ و احب الحسن و الحسن و اباباھا کان معی فی الحیۃ یوم القیۃ یعنی جو شخص کہ دوست رکھے مجھ کو اور دوست رکھے حسن و حسین کو اور ماں باب کو ان کے ہنگام میری ساتھ جنت میں اور بھی فرمایا ہے کہ حسین مجھے ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہوں اس شخص کو جو دوست رکھے میں کو اور یہ انہیں یہ دعویٰ خج کرتے ہیں کہ اسکی قصہ پر غصہ کہ بیان کو مانع آتے ہیں اور شہادت کو اسکی چھپاتی ہیں اور امام زاری نے اپنی تفسیر میں کہ مقبب کبیر ہے یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جبکہ اپنی حبیب سے یہ فرمایا فلا اسئلکم علیہ اجر الا الملوۃ فی القبر لے تو صحابہ نے خدمت بابرکت رسول مقبول میں عرض کی کہ

یا رسول اللہ من قرأ بآیات اللہ وحبت علیہ مودّ لہم۔ یعنی آپ کو جسے قرآن میں کچھ کی دوستی خدا تعالیٰ نے محبوب واجب کی ہو فقال علی وفاطمة وابناہما حضرت نے فرمایا کہ علیؑ اور دو نوں بیٹے اُس کے حسن و عیث اور یوں کہ مودہ خدا پر اس طرح عمل کریں کہ ان کی مودت کو عداوت کو ساتھ بدیلین اور ان کی ذکر کو امور مہنی عتہ میں داخل کریں اور یہ جو اُس نے موجبات حرمت اس قسّمہ کی نوحہ و رشویوں کو قرار دیا ہو اور بھران کو امورات مہنی عتہ اور آفت ٹھہرایا یہ کیا لال بی بی مینی اس شیخ بخدی کی ہو توضیح اس مقال کی یہ ہو کہ نوحہ و طرح پر ہو ایک کہ مسیت کیواسطے وہ اوصاف بیان کئے جائیں کہ جو اُس میں حال حیات میں نہ ہوں جیسے کہ کفار کی عورتیں ملحقہ بانہا کو کفندہ کو بیچ میں لیکر نوحہ کرتے ہیں اور وہ نایم امور غیر واقعیہ اور اوصاف فرضیہ کہ جو اس میں نہ تھو اُس کے حق میں بیان کر کے عورات کفار کو نوحہ کراتی ہیں پس ایسا نوحہ بلا شاک ناجائز اور ممنوع اور امور مہنی عتہ میں داخل ہے اور حدیث میں بھی جو جانت توحہ کی آئی ہے وہ اسی نوحہ کی آئی ہو اور مؤید ہمارے اس قول کی دو حدیثیں ہیں ایک یہ کہ نبیؐ نے فرمایا کہ لعن اللہ السّاحۃ و المسّتمعة یعنی لعنت کرے اللہ نوحہ کر نیوالے کو اور اُس کے نوحہ

والنکو اور دوسرے حدیث یہ ہو کہ یخرج النّاحیۃ من قبرہا سحّاء عذراء و علیہا مقفحة مروت اللّخت یعنی نکلی گی نوحہ کر نیوالی عورت اپنی قبر پر لٹان اور غبار آلودہ اور اوپر اُس کے بقعہ لعنت کا ہوگا پس ان حدیثوں میں کہ لفظ نایم کا کہ صیغہ نوحہ کا ہو مذکور ہو کہ مراد ان ہو عورتیں کفار کی بیٹھنے والی ہیں جو مدح اور نواہین و تمنان خدا کی کرتی ہیں اور جو اگر مطلق نوحہ منع ہوتا تو حدیثوں میں تخصیص عورتوں کی نہ ہوتی اور قسم دوسری نوحہ کی یہ ہو کہ مسیت کے اوصاف اقصیہ فرضیہ حقہ خالی کہ از بہرستان و افراسے بیان کئے جائیں اور ان اوصاف کو اس کے بیان کر کے اس پر تہذیب اور نوحہ کیا جائے یا جو کوئی آپس میں مصیبت پڑی ہو اور ظلم ہوا ہو اُس کو نوحہ اور مرثیہ میں بیان کر کے اُس پر تہذیب کیا جائے پس اس طرح کا نوحہ بالاتفاق جائز اور مباح ہے پس اب ہم کہتے ہیں کہ نوحہ اور مرثیہ جناب ابیہم حسین کا اسی قبیل سے ہے کہ ان میں بیان ان مصیبتوں کا ہوتا ہے کہ جو اُس جناب پر لو اس کی اپنی عیال پر ابادی ظلم و کفر و دشت ماریہ میں واقع ہوئی ہیں اور کہ تب طوفان سے وہ سب بے ثبوت کو پہنچے ہیں اور سند ایسے نوحہ کی صحیح ہونے کی نوحہ اور مرثیہ کہنا حضرت آدم ابو البشر علی نبیہما و علیہ السلام کا ہوا اپنے فرزند ہابیل کے غم میں اور اپنے فرزند نوح کو وصیت کی کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ میراث تعلیم کرتے رہیں چنانچہ جب نبیؐ بن یعرب بن قحطان بن یهودی کی پہنچی جو ابوالعرب ہیں اور زبان عربی انہیں سے شروع ہوئی ہے تو انہوں نے اُس مرثیہ کو عربی زبان میں نظم کیا چنانچہ شتر اُس مرثیہ کا یہ ہے

لعبت البلاد و من علیہا + فوجہ الارض مغیر قبیح اور ایسے ہی نوحہ اور مرثیہ کہنا ابو بکر اور صفیہ بنت عبد المطلب اور صفیہ کا نام میں جناب رسول خدا کی اور صاحبہ حضرتہ الاحباب نے اس کتاب میں جناب سیدہ کا مرثیہ کیا ہوا تھا کیا ہو دکھتا ہو کہ غافلہ زہرا شفیقہ روز جزا کیلئے واسطے زیارت قبر امیر جناب رسول خدا کی تشریف لائیں اور

ایک شت خاک قی شاہ لولاک سے اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور یہ شہر نشا کئی اُس حال میں کر اشک خانی دیدہ ہائے نور آگین سے جاری تھے **ع** مَا ذَا عَلَیْهِ لَمْ یَسْتَمِمْ تَنْبُتِ أَحْمَدُ + انْ لَا یَسْتَمِمْ مَدَّی الْقَمَانِ عَوَالِیَا + صَبَّ عَلَیْهِ مَصَابِیْ لَوْلَا تَهَاءُ صَبَّتْ عَلَیْهَا بَامْ صَرَکْ لَیَالِیَا + الْفَوْجُ وَاشْکُ مَدَالِکَ حَاجِرْ بَے اَزْ شَدَّ شَدَّ نَفْتِ قَبْرْکَ بَاکِیْلَہُ اَوْرَیجِی نَوْحْ کَہَا ہُوَ اجَابِ سَیْلِکَ اَکْ غَمِّ مِیْنِ اِیْزِوْ فَرْزِ ذَا بَرِ اِیْمِ کِ کِ جُو شَکْوَہُ مِیْنِ لَکِیَا ہُوَ اِیْزِوْہِ یَہِ ہُوَ اِنِ الْعَیْنِ نَدَمِ عِ وَالْقَلْبِ تَحْزَنْ + بِفِرَاقِکَ یَا اَبْرَہِیْمَ لَحْزَوْنِ اَوْرَیجِی فِیضَہُ لَیَالِیَا مِیْنِ جَلْدِ اِنِ مَرَاتِیْ سَے کُزْ جَابِ سَیْدَہُ النَّسَا کِ یُطْرَفْ نَوْبِ مِیْنِ یَہِ دَوْبِیْتِ مِیْنِ نَفْسِہُ عَلَیْ رَفْلِ لَیْفَا عَجَبْ جَابِ + بِالْیَہَا خَرَجَتْ مَعَ الزَّوْجَاتِ + لَا خَیْرَ بَعْدَکَ فِی الدُّنْیَا وَآرَآءَا + مَخَافَتَا اَنْ تَطْلُوَ حِیْلَہُ لَے اَوْرَیجِی حَاکِمِ نَے سَدْرِ کِ مِیْنِ رَوَا یَتِ عَبْدِ اللّٰہِ مِیْنِ مَحْزَنْ مَعْقِلِ کَ لَکْھَا ہُوَ کِ جَبْوَ قَتْ جَابِیْ لَیْزَا نَے صَدْرَتْ لَیْزِیْ جَزْہِ کِ پِشَانِیْ جُورِجِی دِیکِہِ تَوْبِیْتِ رَوَے جَابِ کِ کُو مِثْلَہُ دِیکِہَا تَوْنِ اَیْتِ مِیْقَرَارِ ہُوَ اِیْزِوْ جَحِیْنِ مَارِیْنِ خِیَا نِجْہِ عِبَارَتِ اُسْکِیْ ہِے فَلَمَّا رَا یَ حَنِیْبَہُ کِ وَلَمْ اَرَا یَ مَا مِثْلَہُ بَہُ شَہَقْ اِسْرَ حَیْثِ سَوْنِ اَیْتِ ہُوَ اِکْرُوزَا اَوْرِیجِی رَیْ کَرْنَا اَوْرِیجِی رَوْنِخَانِ پُجَا نَدْرَسَتْ ہُوَ کُو فُتِیْ لَے کِیَا پُھَرِ اِسْہِ زَیَادَہُ کِیَا سَہِ ہُوَ کِیَا اِسْہِ مَحْلُومِ ہُوَ اِکْرُوزَا حَضْرَتِ لَے جُو نَوْحْ مِیْنِ کِیَا ہُوَ یَہِ وَہِیْ نَوْحْہُ مَہْمُ اَوَّلِ کَا ہُوَ کِ شِیْخِیْنِ سَیْیَہِیْنِ خَاطِرِ اِنِیْ ہُوَ اَکْ اُسْکُو عَاکِمِ کَرْنَا ہُوَ حَالَا کِہُ سَیْنُوْنِ کَ پِیْرُوْنِ مَحْیِیْ غَمِّ مِیْنِ جَابِ اِیْمِ حِیْنِ کَ مَرِثَہُ اَوْرُفُجِ کِ ہُوَ مِیْنِ اَوْرَاقِرَارِ اَوْرَا قَرَا فِیْ لَے ہُوَ اُسْہِ ثَوَابِ عَظِیْمِ اَوْرَا جِ فِیْمِ مَہْمُ ہُوَ خِیَا نِجْہِ کِ تَا جَابِ اَلْعَظِیْمِ مِیْنِ سَہْمُ ہُوَ یَہِ نَے شَا فِیْ کَ مَرِثَہُ کِ ہُوَ کِیَا نَقْلِ کِ ہُوَ اَوْرُہِ یَہِ ہُوَ تَا وَبْ کَہْمِیْ وَالْفَوَادِ کِ سَیْبِ + دَارَقْ عَیْنِہُ وَالزَّوْجَاتِ غَیْرُ نَبِیْ مَزَلْ لَے لَے الدُّنْیَا کُلَّہُ أَحْمَدُ + وَکَا دَتْ لَمْ صُمِّ الْجِبَالُ تَدْوُ فِتْیَلِ بِلَا جَرَمِ کَانَ قَبِیْصَہُ صَنِیْعِ بَاکِ اَرْجَا نِ خَضِیْبِ یُضِکَ عَلَی الْخُتَارِ مِیْنِ اَلْہَا شَمِ وَا یَعِزْہُ مَہْمُ اِنِ وَالْجِیْبِ لَے کَانَ دِیْنِ حَبِّ اَلْجِیْبِ فَلَا کَلَّ لَے لَے لَے مِیْنِہُ اَلْوَبِ ہُمْ شَفْعَا یِیْمُ خُزْیِ وَہِیْ جِہَنَّمَ لَے لَے دُوبْ اَوْرِیجِی اَلْمَوْئِنِ عَلَی اِبْرَہِیْمَ سَے جَابِ صَوْرِ سَیْدَہُ النَّسَا کَ غَمِّ مِیْنِ مَرِثَہُ کَہَا کَکُفْ بَدِہِہُ نَمَا غَلِقْ بَاہِہُ + وَالْیَقِیْنِ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَا فِیْلِ + لَکُلِّ اِجْتِمَاعِ مِیْنِ خَلِیْلِیْنِ فَرْقَہُ + وَکُلِّ اَلْسَدِ ذِی الْفَرْقِ قَلِیْلُ + وَا نِ اِنْفِقَادِیْ فَا طَمَہُ لَے لَے اَحْمَدُ دَلِیْلُ عَلَی اَنْ کَا مَدُومِ خَلِیْلُ + اَوْرِیجِی رَوْضَہُ اَلْاِجَابِ مِیْنِ اَلْوَبِ کِ مَرِثَہُ کَہَا ہُوَ کِیَا نَقْلِ مَوْجُودِ ہُوَ کِیَا تِ الْقِیْمَہُ قَامَہُ عِنْدَ مَعْلُکَہُ کِیَا لَے لَے لَے بَعْدَہُ مَالَا وَکَاہُ لَے لَے + وَاللّٰہُ اُنْہِ عَلَی شَہَقْ لُحُوتِہُ بَہُ + مِیْنِ اَلْبَرِیْہِ حَتّٰی اَدْخَلَ اللّٰہُ اَوْرِیجِی اِسْہِیْ کِیَا مِیْنِ جَلْدِ اِنِ اَخْبَا کِ مَرِثَہُ کِیَا نَقْلِ کَہْمِیْ ہُوَ یَہِ کِ جَہَنَّمَ شَرَا اُسْہِ کِ یَہِ مِیْنِ **ع** مَا زِلْتُ مَدَّ وَضِعَ الْفَرَاشِ بِجَنِّہِہُ وَلَوْ ہِے مَرِیضًا خَائِفًا اَلْوَقْعَ + شَفْعَا عَلَیْہِ اِنِ یَزُولُ مَکَا نَہُ + عِنَا قَبِیْ اَلْبَعْدَہُ تَفْجِی +

اور بھی حسان بن ثابت کو مرثیہ کی کہ جو اس جناب پر کہا ہو اس کتاب میں نقل لکھی ہوئی ہے مابال غنیہ کا نام لکھا  
 کلمۃ صافیہ کجی لکھ لکھ اور قوم بنی جان نے بھی جناب الیام حسین پر شیشہ شاد مرثیہ کہا ہو اور وہ یہ ہی مَسْنَعُ الرَّسُولِ  
 جَنَیْہِ : وَالْمَلِیْقِیْنَ فِی الْحَدِیْدِ : ابواہ علیا قرہیں + جہدہ خیر الحدود : والا بالافادہ لکن جہلا  
 حَیْنَمَا ابْشَرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّکْلِیْمِ قَدْ لَغْنَمَ عَلَیْهِمْ لِسَانُ دَاوُدَ + وہی سنے و حاصل لا بخیر  
 اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اور شیخ عبدالحق دہلوی نے احوال روایات مشکوٰۃ میں اور ابن حجر بن  
 مین اور ازدی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ شب قبل الیام مظلوم سے نو صغیرات کا ثنا الغرض کہان تک لکھو اور مرثیہ  
 لوگوں کے کہ ہو و کجی نقل کیا ہے کہ طویل سا کہو ہوتا ہو مگر ہم جانتے ہیں کہ اس نے قصیدہ انہیں کو سب عیادت دلی کے  
 کچھ اثر نہ ہوگا اگر یہ صاحبان نصف شاعر کے نزدیک قوال ان کا باطل ہے اور سند ہائے مذکورہ لکن کے اسل اعتقاد کرنا ہم  
 و دافع پس یہ قاعدہ مستقیمہ جو اس نے لکھا ہے کہ جو چیز پہنچانے والی طرف نہ آجائے کہ یہ ہونا جائز ہوتی ہے اس جگہ اس  
 قاعدہ کا جاری کرنا دلیل ہے اسکی جمالت اور غیابت اور سفاست پر بلکہ قاعدہ مطرود فقہا کا کہ جو اس جگہ جاری ہوتا ہے  
 وہ یہ ہے کہ اگر قصیدہ اصحاب کر بلا مقدمہ ہو مگر مستحق اور مقدمہ مستحق کہ ثابت فی محلہ فی قصیدہ اصحاب کر بلا مستحق  
 اور یہ جو اس شیخ نجدی نے اسل بنی قول پر حاشیہ لکھا ہے کہ سب اسکی یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث ہی سند نہیں کیا  
 اور شوق ہوا و غلط کہنے کا جو قصہ اور روایت کسی کتاب حدیث میں دیکھی ہو سکوبے تیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ صحیح حدیث  
 میں آیا ہو کہ جو عمدہ آنحضرت پر جھوٹ بانڈی وہ مجھے نہیں ہواستے **اقول** کل مضمون اسل شیعہ کا اس شیخ نجدی  
 پر صادق آتا ہو اسواسطے کہ اس شیخ موصوف نے بلا تحقیق اور دقیق موضوعات مذہبی اپنے کو دیکھ کر بغیر اسکی کہیں  
 اور ستم اور بغیافت ان کی قرآن اور احادیث صحاح بنی النور جان سے دریافت کرے واسطے فریب سے عوام کے یہ  
 رسالہ مثل نامہ بد اعمال اپنی کی سیاہ کر چھپو ادا اور خدا و رسول پر عداوت جھوٹ بانڈیا اور صدق حدیث مذکور کا  
 ہوا اب ہم اس شیخ مذکور سے پوچھتے ہیں کہ یہ جو کہاتے کہ کتاب الیام فریب میں پایا اسکو بے تمیزی ہی بیان کیا آیا سب  
 کتاب میں ہمتاری مذہب کی مثل بخاری اور مشکوٰۃ اور صواعق اور روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کی کہ میں  
 قصہ شہادت جناب الیام مظلوم شہید دشت لاکا لکھا ہو ہے یہ جھوٹے عام فریب میں اور ہمتاری عالم جھوٹ میں کہ جو قصیدہ  
 اپنی کتابوں میں لکھ گزیر کیا ہو اسواسطے کہ کچھ انہیں لکھا ہو اسی کو تو سب گمان کرتے ہیں نہ خلاف اس کے اور شاہ عبدالغنی  
 صاحب نے جو سرالشیخات میں میں لکھا ہے انہیں کتابوں نے لکھا ہے پس یا تو تم اپنے مذہب کی کتابوں کو جھوٹ ہونیکا اقرار  
 کرو یا اپنی عداوت کا اہلیت کہ ساتھ اور یہ جو کہا کہ میان اس قصیدہ نے باوجود زیادتی محبت و ساتھ اہلیت نبوت کے  
 قرن ثلثہ میں درمیان سلفا اختیار اور علمائے ثقات متبہان آثار سید ابراہیم کے رواج نہیں پایا **اقول** سچ ہونا نہ  
 خلفائے ثلاثہ بلکہ زامانہ سلاطین عباسیہ امویہ میں امن کو خوف خلفاء مذکورہ کوئی شخص بان پر نہ لاسکتا تھا اور کیا

مقدور تھا کسی کا ذکر شہادت امام یام حسین ابن علی کو بیان کرنے پاتا اور سبب اس کی عداوت خلفا وغیرہ کی بھی تھی  
 کے ساتھ کہ غصہ طلباقت اور اخذ فداک اور احرار نماز کا شانہ رسول مقبول اور اولاد اہل بیت و قتل و قمع مساوات عظیم  
 نشان ہو ظاہر اور باہر ہر پہل ایسی اور ظلم میں عدم رواج اس کی باعث استعجاب سیدنا زمین سے ہر تابعین  
 اور تبع تابعین پس اولایہ کہ وہ سبب تھے خلفا و ثلثہ کی سبب ان کے بیعت کے ان کے زمانہ میں بھی عدم رواج اس  
 کے کا اعلیٰ استعجاب نہیں اور ثانیاً یہ کہ اسی تابعی کے سبب ان لوگوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا پھر وہ اسی کو  
 رواج کیونکر دیتے مگر ان جانے تعجب و استعجاب یہ کہ زمانہ حضرت آدم ہی تاحضرت خاتمہ لایک انبیاء اور اوصیاء اور ائمہ  
 اور لاحقہ میں بلکہ ایک یہ کہ شائع اور رواج رہا ہوا اور وجود اسکے یہ رواج تو سند واسطے جواز ذکر اس قصہ کے نہوا  
 اور عدم رواج فی قرون الثلثہ باعث عداوت اہل بیت واسطہ عدم جواز اور شہرت اس کی کہ اس فرقہ کے  
 نزدیک اور یہ جو قید فرط محبت کی لگائی یہ بھی اغضا خبیاطہ کہ وہ فرقہ معصومہ مدوحہ سے وقت شبانہ رمانت ہو  
 جناب سیدہ کیواسطے ان کے احضار کے جواز ہر ظاہر اور باہر ہے کہ حاجت بیان کی نہیں اور اس شیخ نجدی و جواس  
 قول پر حاشیہ لکھا اس واسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون الثلثہ مشہورہ و لہم بالخیر میں نہ تھا اور جو چیز ایسی ہوتی ہو کہ  
 تخریج ہوتی ہو اور یہ امر علماء حدیث و فقہ و اصول پر پوشیدہ نہیں انتہا قول یہ قول اس کی دلیل ہے اس پر  
 اس فرقہ کے نزدیک حکم خلفا و ثلثہ حکم خدا و رسول سے افضل و بہتر ہے اس واسطے کہ جس امر کو خدا و رسول اور ملائکہ نے رواج  
 دیا اور خلفا نے اسکو سبب عداوت ملی اور دشمنی قلبی کے منع کیا اور توابعین نے ان کی اس حکم کو کہہ کر حکم خدا و رسول کے  
 ہر مان لیا اور تبعالبت ان کے اس شہر و ج خدا و رسول کے مٹانے میں سعی و سرگرم ہوئے تو پس معلوم ہوا کہ انہوں نے حکم  
 شیخین اور ذوالنورین کو بہتر اور افضل حکم خدا سے جاننا مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر خلافت خلفا کی و حقیقت ثابت و متحقق  
 بھی ہوتی تو بھی حکم ان کا نام حکم خدا و رسول کو نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ خلافت ان کی نصاً اور اجماعاً کسی طرح ہو ثابت  
 ہی نہیں تو حکم ان کا نام خدا و رسول کو چھوڑنا خارج ہونا ہوا ایمان ہوا اور یہ جو ہم نے کہا کہ خلافت ان کی نصاً اور اجماعاً ثابت  
 نہیں وہاں اسکی یہ کہ خلافت خلفا و ثلثہ کی ان کے نزدیک اعلیٰ ہے جو منصوصی اور معنی اجماع کو بنا یا بغیر علیہ ہر تقدیر میں  
 علامہ توسیخ وغیرہ کے یہ کہ ایک امر جزئی ہے ان داعین حیثیت واحدہ ہی سبب امت محمدی کا اتفاق ہوا اور ظاہر ہے کہ  
 ایسا اجماع خلافت خلیفہ اول پر ثابت اور متحقق نہیں ہوا اس واسطے کہ قطع نظر کل امت کے کل مردمان اہل مدینہ کبھی  
 اتفاق اس پر نہیں ہوا دیکھو کہ جناب امیر نے کہ اس میں رئیس امت محمدی تھے اور تمامی نبی ہاشم اور بعض انصار نے بھی  
 اسیہ بیت نہ کی تھی اور خلافت پر راضی نہ ہو تھے چنانچہ خطبہ مشفقہ کہ منجملہ تصنیفات جناب امیر سرور اور اس حضرت کے  
 اقوال مثل بَارکَ اللہ فی ماسأنی و سرگم جو کہ تب اہل تسنن میں حد و اثر کو پہنچی ہیں اور خود قول  
 نسیفانی کہ کانت بیعة ابوبکر فلتتہ فی اللہ شہاقتن عادلی شہاقتن فاقتلوہ معین اور محمد

ہمارے اس دور کے کاہل ہیں صورتیکہ خلافت ہی انکی صحیح نہیں تو امورات مروجہ خدا اور رسول سبب ہم پر ان ازبہ ثناء کی اہمیت  
 نہیں ہو سکتی اب اس جرات کو اسطرح کبیرہ کے ملاحظہ کرنا چاہئے کہ ایسے لمہ رات کو بیا بعد شجبت یزید و معاویہ نے باہمت  
 خلفاء غاصبہ کو وہ تحریریں دیاں کی اور یہ جو بعض اُن کے مقتدا و متاخرین نے اسلجام کی خرابی پر وقوف کیا ہے جنہیں  
 اور کہا کہ سببت ایک شخص کی بھی کافی دیکھتے کہ سببت عمر کیو اسطرح ابوبکر کے یہ زیادہ باعث اُن کو مذہب کی خرابی کا  
 اسوا اسطرح کہ اس صورت میں ملازمہ آنا ہی کہ یزید بھی غایب نہ تھے انکا ہو جاوے کہ اسکی خلافت پر بھی اکثر آدمیوں سے معاویہ نے سببت  
 کی تھی لیکن جو بعض نے اسکی خلافت سے انکار کرتے ہیں اور اس پر ہمت کرتے ہیں وہ منہ صحت میں گرفتار ہونگے اور اگر کوئی کہے کہ یزید فاسق  
 اور ظالم تھا اس سبب خلافت اسکی درست نہیں ہو سکتی تو ہم کہتے ہیں کہ خلیفہ سبب فتنہ و فحشاء کی ان کی نزدیک  
 معزول نہیں ہو سکتا اور خلافت اسکی بایں سبب باطل نہیں ہو سکتی ہے چنانچہ شراح مقاصد نے کہا ہے کہ امامت منقطعہ  
 ہوتی ہے کسی طریق سے ایکنے ساتھ سببت حل عقد کے علما اور رؤسا اور وجوہ فاسق کے جبکہ حضور آسان ہو غیر اشتراط  
 عدسے اور نہ اتفاق کرنے سائر ملائکہ کے بلکہ اگر متعلق ہو جو حل عقد ساتھ ایک شخص کے تو ہو جائیگی سببت اسکی بھی درست  
 دوسری اختلاف امام کا اور ولید کرنا اسکا اور چھوڑنا اسکی امر خلافت کو شورہ پر کہ یہ بھی ہنر استہانہ ہے اور یہ  
 قہر غالب ہے جو قوت کہ جوابے امام اور مقصدی ہو امامت کا وہ شخص کہ جامع ہو شرائط امامت کا غیر سببت اور اختلاف  
 کے یعنی کسی نے اس سے سببت مکی ہو اگر کسی نے اسکو خلیفہ کیا ہو اور آدمیوں کو وہ مقہور اور منلو کے اپنی شوکت کو سبب  
 تو خلافت اسکی منع ہو جائیگی اور ایسی ہی وہ اگر فاسق یا جاہل ہو علی الاظہار یہ جو کہا کہ ہان انا لدہ وانا الیہ راجعون  
 کہنا مردی ہے اقول اوپر بنام ثابت کر چکے ہیں کہ گریہ و لکا اور نوحہ و شین جناب امام حسین پر بھی مدعی ہو فقط استرجاع  
 ہی مردی نہیں تو پس اس سے ثابت ہو کہ اگر استرجاع مانع گریہ لکا کا نہیں ہے اور اسی سبب سے عزاداران امام مظلوم  
 مصیبت اس جناب کے منکر استرجاع بھی کرتے ہیں اور روتے بھی ہیں الحاصل ان دونوں میں باہم اگر مخالفت نہیں  
 جیسا کہ تجربہ طبری میں مرقوم ہے کہ جلالہام حسین کہ بلا میں پہنچے تو اپنے خواب میں دیکھا کہ جناب سے لڑا یا گروہ ملا کہ شہادت  
 لائے میں اور حضرت امام حسین کو قبل میں لیا اور سنیہ دنگایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند گرامی میں جو جانتا ہوں کہ یہ  
 دشمنان دین و بدین تیرے دشمن ہیں اور بروز قیامت میری شفاعت اُن کو نصیب نہوگی اور قریب ہے کہ خدا ان کا بدلہ  
 تجھ کو درجہ شہادت عطا کرے اور بہشت تیرے اسطرح آراستہ ہو اے اور الہ دین تیرے منتظر ہیں یہ فرما کر دست حق پرست سے  
 صفا گنجینہ امام حسین پر پھیرا اور یہ دعا کی کہ اللہم اعطِ الحسین صبرا و اجرا یعنی اسے خدا حسین کہنا اور صبر و اجر  
 صبر اور اجر عطا کرے و جناب خواب میں انکا دیکھ کر بیدار ہوئے اور اہمیت سے بیان کیا کہ وہ سبب منکر انکو مذہب و دین اور انا  
 للہ وانا الیہ راجعون زبان پر جاری کیا پس اس روایت سے ثابت ہو کہ اگر استرجاع مانع گریہ نہیں ہے اور بھی تفسیر شہادت  
 میں لکھا ہے کہ بعض روایات میں دارد ہے کہ جناب میں ارضیاریہ میں در ضمیمہ پر پیچھے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور منہ

اون کے رخساروں پر بہہ رہے تھے ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا کہ یا بن رسول اللہ آپ اس ادنیٰ پر غور پر کیوں وارد ہوئے فرمایا  
 کہ کو فیانِ غدار نے نامائے بشیارت بھیج دی تھی بلایا اور اب جو میں آیا تو سب مجھ پر پھرنے لگے اور میرے قتل کے حربے ہوئے حاصل یہ کہ  
 اگر وہ علامتِ با صبری کی ہو تو وہ جنابِ سلطانِ الصابریں تم پر گزرتوئے فقط استرجاع ہی فرماتا وہ بھی واقعی نے اپنی لہجہ  
 میں لکھا ہے کہ جب البیت رسالت و مدینہ طیبہ صاحت کی اور دریں شب پہر پہنچے تو اہل شہر نے خبر نہ لی تھی کی منکر استقبال  
 کیا اور جیلے اُن کی قافلہ البیت پر پڑی تو شور و غل و نہ پٹنے کا چایا زینب بنت عقیل نے اتفاقاً ک پر پھینک دی اور بالکل  
 کھو لڑی اور کہتے تھے و احسینا و انھما و اولادنا و الحمد البتہ امر قابلِ فخر و غور ہے کہ اس شیخ نجدی صاحبِ یاد کو تو یہ بات معلوم  
 ہوئی کہ جنابِ کربلا نے چاہے بلکہ استرجاع کرنا چاہے اور البیت اور اہل مدینہ کو معلوم نہ ہوا اسے برین عقل انش باید گزشت  
 پس اگر استرجاع ہی مروی ہو تا اور روڈ کی مخالفت ہوتی تو یہ اصحابِ ہدیٰ کہ جو صحبت رسول پر مشرف ہوئے تھے اس ممانعت  
 کو روکتا سو کیا نہ سنتے اس واسطے کہ ہر جہاد و موضوعہ اہل خلاف کے اصحابی کا لجنہ م باہم اللہ تیم اھدیہم حد۔ موضوعہ  
 سے وضع کیا ہے صحابی و خلاف حکم خدا و رسول متصور نہیں ہو سکتا اور یہ جواب الہامی تو اس صورت میں ہے کہ کہ جب حدیث مروی باب  
 ثواب گریہ کا علی ہمال الشہداء وغیرہ میں کریں اور انکی طرف التفات نہ فرمائیں والا یہی حدیث واسطے صغیر شکنی اور سرکشی ہے  
 شیخ نجدی کے کافی اور دافی ہے چنانچہ البکر بخاری نے کہا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ومن دعیت دعتہ فاحدا  
 وقطرت عینا قطرة نواه اللہ فی الجنۃ یعنی جو شخص کہ زمین آنکھیں ملے اور نکلا اسکا آنکھ سے ایک قطرہ اُنکو  
 جگہ دیکھا اُنکو بیچ جنت کہ اور بھی بریج بن خدر سے اسی مضمون کی حدیث لکھی ہوئی ہے اور کہو جناب الباع حسیں سے نقل کیا ہے سو  
 اسکے اوپر ثابت ہو کہ وہ صحابی شہداء پر حروف پر و اور زمان قریش کی اس جناب کے رونے پر مدح اور ثناء کی پس  
 اسے ثابت ہو کہ وہ صحابی شہداء پر موافق شرح شریفی کہ ہے اور بات باع رسول قبول اور شل استرجاع مروی اس جناب سے ہو غم  
 قال المجیب قال التی شہاد اللہ ان رجحہ البیت الکر فی الصواعق المحرقة اعلہ ان ما احب  
 بہ الحسین و عاسق نا ماھن الشہادۃ الہ علی من ید خطرتہ و رافعة درجہ عند  
 ربہ و الحاقہ بدجات اہلبیت الطاہرین فمن ذکر فی لک الیوم مصائبہ لا ینفع  
 ان یشغل لاک بالاسترجاع امتنا اللہ من خیر انما رتبہ اللہ تعالیٰ بقولہ اولئک علیم  
 صلوات من ربہم ورحمۃ و اولئک ہم المہتدون و لا ینفع لہم بیداع الوافضیہ و یحییہم  
 من الندی و التیاحۃ و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاف المؤمنین حالاً لکان یوم  
 وفاتہ رسول اللہ صلی علیہ و آلہ و سلم اولئک بذلک و آخری ان بیداع الناصبۃ المتعصبین  
 اقول یہ جو اس شیخ مدوح نے اپنے دعوے کا ذریعہ صوابی اعمی کے قول کو شاید عدل اور گواہ صادق جانکر نقل کیا ہے  
 اس کے نزدیک یہ تفسیق کیواسطے نقطہ ہے اور دافی ہے کہ حصولِ ہدایہ علیہ اور مراتبِ فیض شہداء کہ جو انکو عرض شہادت



کے نصیب ہوئی مانع گرہ بکا ہوتے تو لاکھ اور دنیا کے جو مخزن علوم الہی اور معدن احکامات لاتنا ہی بین اس نصیب غلٹی  
پابند گرہ دیکھا نہ ہوتے حالانکہ اسلام گرہ بکا جناب ہوئی لاکھ اس نصیب میں اور حکم دینا اس حضرت کا اپنی امت کو واسطے دینے  
روایت کے اس غم میں بود جس کہ فیقین سے ثابت ہو یہ کہ اوپر گزرا تھے کہ اس خبا کے بعد وفات بھی لوگوں کو خواب میں آئے ہو  
دیکھا چنانچہ اسی صاحب احق نے اسی اپنی کتاب میں جس کے اس معنی جہانے نقل کیا ہے لکھا ہے کہ اخرج القماری  
انہ ام سلمہ رات البتہ باکیا و براسہ و لحيۃ التراب فسلۃ فقال قل الحسین الفداء کک  
لہ ابن عباس نصف النہار اشعت اغری بیدہ فاروۃ فیہا دم بلنقطہ فقال  
حم الحسین اصحابہ ازل البعۃ منذ البعۃ فظنوا فوجدا و اذ قد قتل ذالک الیوم یعنی بیان کیا ترمذی نے  
گرام سلمہ نے خواب میں دیکھا سو خدا کو کہتے ہیں اور سروریش مبارک پر گرد و غبار نہ پا رہی اور سر مبارک کو دودھی اس دم کے تہی میں  
کرتین پوچھا کر کیا حال ہے پکا ہے سو خدا فرمایا کہ حسین میرا چہ شہادت کو فائز ہوا اور ابن عباس نے بھی اس نیک عالم کو بیان  
دو پہر کو دیکھا کہ ایک شیشہ خون ہو بھرا ہوا ہاتھ میں ہے اور جب اس خبا کے پوچھا کہ یہ خون کس کا ہے سو خدا فرمایا کہ یہ خون حسین  
اور اصحاب حسین کا پس ان روایات کو تکریر صاحب احق کو قول کی واضح ہوئی اور جب اہ جھوٹے ہوئے تو دعویٰ مدعی صبا کا بھی  
جھوٹا اور باطل اور غیر صحیح ہو گا کہ ہم بالغویا می صاحب احق سے عجیب شد اور حیران میں کہ کاخ و دماغ صاحب صوفی کی بجات  
منظمہ سودانی خام نے اس طرح تیرہ و تار کیا ہے کہ مثل ہما کلام مخطدہ سیوہ اپنے زبان پر جاری کئے اور مثل مجاہدین سخاں مشور  
بیان فرمائے ہیں یعنی کسی تو بسبب عبادت و دشمنی کے جب کہ عرق تعصبت کی میں آتے ہی تو اس کو کو منع کرنے لگتا ہے تو  
حرام ٹھہراتا ہے اور جب کچھ جو ش سینہ فرو ہوتا ہو تو حق بولنے لگتا ہے چنانچہ ایک نے ایت تو اوپر گزری کہ جو اس شخص اپنی کتاب میں  
لکھی ہے اور دوسری روایت یہ لکھی ہے کہ ابن عباس نے غمی سے روایت کی ہے کہ ایک جہنمیان میں جناب علی متوجہ طرف صغیر کے ہوئے اور پہنچے  
تین کربلا پر تو پر ایشیو ان کے جو بر لڑتے تھے ہو کھڑے ہو کر نام اس میں کہا بوجھا لوگوں کو شغرض کی کہ اس کا نام کربلا ہے یا م سندرہ  
جناب ہر قدر کہ خاک اس جگہ کی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا کہ میں جو ایک نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس خبا کے  
مشغول گرہ پایا اور میں نے سبب گرہ کا دریافت کیا تو فرمایا کہ ابھی مجھے جبریل نے خبر دی کہ حسین فرزند ہمتارا زمین کے بلایا  
بر لڑتے قتل کیا جائیگا اور پھر ایک شیشہ خاں اٹھا کر اس جگہ کی مجھے سونگھائی کہ اس کے سونگھنے سے مجھے تاب نہ ہی اور بدشتیا  
آنسو میری نکل پڑے پس ابن عباس نے خود ہی توبہ ایات لکھیں اور پھر گرہ کو آپ ہی منہ کرتا ہے پس غبطہ و ظلم اس کل عین کو کیا ہے  
غرض کہ ان احادیث عدیدہ متکاثرہ سوثابت ہو کر دونا اس خبا پر اسوۂ حسنہ ہے ساتھ سو خدا کے صبا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے  
کہ انکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ و راسی جگہ ہو یہ بھی ثابت ہو کر دلالت یہ اولیٰ علیہم کی کہ عسکویہ اپنے  
اثبات مدعا بدلیل لایا ہے ساتھ کسی دلالت کو دلالت ثلثہ سے اس کے مطلب پر دال نہیں ہے اس واسطے کہ اگر استرجاع مانع  
گرہ بکا ہوتا تو یہ حضرت فقط استرجاع ہی کرتے اور گرہ دیکھا نہ ہوتا اور یہ صاحب احق نے کہا کہ وہ کایست تغیر



سیدنا الزین العابدین علیہ السلام کی مدین بھی اُسکی عداوت اور دشمنی کی جو اس واسطے کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ شیعیانِ اہلبیت کا  
 محسبِ خردنِ رسول پر بتاسی اور متابعت اور پیروی جنابِ رسول مقبولِ صلعم کی ہونہ بدعتِ شیعیانِ اہلبیت ہو دیکھو  
 تو اس فرقہ کے اسلام و ایمان کو کہ سنتِ رسول خدا اور متابعت اور اسوۂ کو اُس جناب کی بدعت اور ضلالت قرار دیتے ہیں اور  
 چہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں غنیمتیں یہ دستگیر نے اونکی لکھا ہے کہ روزِ قتل امام حسین ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور قیامت تک  
 اُس جناب پر زمین کا اور پھل و باوجود اسکے یہ لوگ اسے نیکو بدعت کہتے ہیں یہ کیا طرفہ بات ہے انسان تو ان فرقہ کے نزدیک عتیقی  
 فرشتہ بھی بدعتی ہو گئے بلکہ آسمان و زمین اور پہاڑ اور چوٹی جو ان سب عتیقی ہو گئے کہ سب اس جناب پر شکر ہیں جیسا کہ  
 خود بھی جیسا صواعق نے بولیں ہم حافظہ کی کہ اس نے کتابِ لیل النبوت میں لکھا ہے روایت کی کہ اس غمِ غمِ آسمان و زمین برسیا اور سیام  
 ہو گیا اور ستارے دکھائی دینے لگے اور پتھر و کچنچر کی بچھری ہوئی تازہ اور ہلکا تھا اور شکر میں جبردرس تھا کہ وہ ایک نکتہِ سرخ پر راد  
 ا و خاکستہ ہو گئی اور ملک میں ایک شتر کو بڑھایا تو اسکے گوشت میں شعلہ لگتا تھا اور جب اُس کو پکایا تو مثلِ علقم کے ہو گیا اور آفتاب  
 منکشف ہوا یہاں تک کہ نصف النہار میں شام و نظر نہ لگے اور آدمیوں کو گمان ہوا یہاں ہونے قیامت کا اور ستارے آپس میں  
 ٹکراتے تھے اور تحریرِ الشاد میں لکھا ہے کہ روزِ قتل امام حسین جو درخت کی شاخ قطع کی جاتی تھی اُس سے خون تازہ نکلتا تھا اور  
 بر زمین پر میخِ خیمہ برپا کرنے کے لئے ٹھوکی جاتی تھی خون اُس جگہ سے نکل کر بہنے لگتا تھا اور ابنِ جوزی نے ابنِ سیرین سے روایت  
 کی کہ تین دن تک نوسایا رہی پھر سرخی ظاہر ہوئی آسمان میں غرض کہ اس قبیل سے بہت سی عجائبات بروز شہادت آنحضرتؐ میں  
 پر پیدا ہوئی کہ غالبی غیہ ان کے علماء اور لوگوں کو لکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں تفسیر یہ کہا کہ علیہ السلام کی وصیت لکھا ہے کہ جیسا کہ حسین  
 علیہ السلام قتل ہوئے تو آسمان اُس جناب پر رویا اور گریہ اسکا سرخ ہونا اُسکی ہے اور شاہ عبدالغفر صاحب نے اپنے رسالہ صغیر میں  
 اس حدیث کا اعتراف اور ذکر کیا ہے پس ابنِ احادیث سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک جو جنابِ امام حسین علیہ السلام پر رویا  
 ہے جن یا انسان یا ملک سب افضی بدعتی تھی غرض کہ خود ہی تو بیان کیا کہ انبیا اور ائمہ ہمارے خیمہ اس محسبِ عین رکھو اور پ  
 ہی اسے نیکو بدعت قرار دیتا ہے حالانکہ بدعت نام ہی خلافِ بقیہ رسول خدا کا نہ فعل اور اسوۂ اور متابعت رسول مقبول کا ہمہ ہیں  
 کرتے ہیں کہ رسولی اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مانعین بکامہ کلانہ ہونگی جیسا کہ قاتل حضرت خمرہ سے بیزار ہونے چاہیاجن جو نبی  
 لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ کی نالہ و فریاد یہ جبکہ وہ بدر میں قید تھے رسولی اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا اور تمام شب بیدار رکھا پس کچل کھتا  
 ہوا کا نامہ حسینؓ کا اور جبکہ اسلام لایا وحشی قاتل حضرت خمرہ رضی اللہ عنہ کا تو پتھر چلانے فرمایا کہ تو منہ نہ پانچھے دکھلا کہ میں دوست  
 نہیں رکھتا کہ اپنی جو کسے قاتل کو دیکھوں حالانکہ یہ بھی فرمایا کہ لبیبِ لعم کے بخشے جلتے ہیں گناہ پہلے پس کیونکر گوارا کرتے خاطر  
 سب سے بے خبر کی کہ دیکھتے اس شخص کو کہ جس نے ذبح کیا اون کے نواسہ کو اور ماکہ اس کے قتل کا اور سواریا اونکی اہلبیت کے شتران  
 پر نہ پائے پے کر ان کو روکے نہیں کیفہ سے وہ جنابِ نبیرا تھے اسی طرح اونکی منہ دیکھنے سے بھی بیزار ہونگی کہ جو منہ کر تو ہیں  
 اگر یہ زاری اور رزانہ و تیراری کو محسبِ عین جاگڑ شہدائے حضرت کی اور بھی ماوردی نے اپنی سیر میں بیچ بیان غزوہ احد کو کیا

کہ لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الى المدینہ من بابل من دار الکاظمین انصار قسّمہم  
 بکاء النواضح علی قتلہم فرزت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکلی ثم قال لکن الخضر لا یوالی  
 لا والی وسعد بن معاذ واسد بن حصہ یسألانہم ان ینخرین ثم یندیلن و تنکبن علی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم فلما سمع رسول اللہ بکائہن علی الخضر خرج الیہن وحس علی بادی مسجدہ فقال  
 ارجعن ینحرن کمن وللہ فقد استنبت بالفک کون اور بھی جمال الحدیثین باروضۃ العجا  
 میں بیچ ترجمہ غزوہ احد کی روایت کی ہے کہ جناب سیدنا رسول مقبول مدینہ میں پہنچے اور اکثر گھروں سے عورتوں کو روٹکی اور سنی گھر  
 کے گھر سے آواز دینے کی نہ آتی تھی فرمایا کہ لو کہ جنہو لاجب کو لکھنا یعنی حمزہ عورتیں رونے والی نہیں رکھتا مگر سپرد میں  
 انصار سیکھنا اپنے اپنے گھروں میں آئی اور اپنی عورتوں کو کہا کہ تم پہلے حمزہ کو گھر میں جا کر اس علم رسول پر نوحہ مذہب و گریہ کر دو  
 اور بعد اس کے کاپی پڑھیں تاکہ اپنے مقتولوں کو رو نہا سنا بیان انصار جمع ہو کر مابین عثمانین حمزہ کے گھر میں آئیں اور تا  
 یصف شب قبر پر رہیں اور جناب سیدنا رسول خدا سو گئی تھی جب بیدار ہوئے تو آواز گریہ عورتوں کی سنی تو پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے اور یہی  
 آواز ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ آواز زمان انصاری کی ہے کہ تمہارے علم متوجہ ہو رہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ  
 عنکس من اولاد کون وعن اولاد کون ای کون تہا پس کل غور ذکر ہو جناب سیدنا رسول خدا کی سبب اس کے  
 کہ ایہ حمزہ چھوڑتیں روئیں اُن کے حق میں دعا بخیر کی اپنے فرزند کے رونے والوں کیونکر خوشنود اور راضی ہونے کے اور کھجور  
 کو روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ غیب تیرے ہو کہ بغض بلادِ روم میں ایک بیٹا پر صورت شیر کی چھری تراشی ہوئی ہے پس ہر سال  
 روز عاشورہ اس صورت کی دودھ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتی ہیں اور صبح سے شام تک شیر رویا کرتا ہے اور اس نونو کو  
 آدمی وہاں کے جمع کرتے ہیں اور بطور تبرک اس میں نیکی پڑتی ہیں پھر اپنے گھروں میں لیا جاتا ہے کہ وہ از حسرت آن تشہد لبان  
 می اگر نیدہ بحر از غربت آن تشہد لبان می جو شہدہ پس معلوم ہو کہ صاحب صواعق کے نزدیک شیر چھری کا بھی راضی ہو کر اس  
 جناب پر ہر سال دعا ہو کہ اگرین مانعین کیہ بھرت بھی بہترین شواہد میں مذکور ہے کہ زنجیری نے کتاب بیج الابریہ میں روایت  
 کی ہے کہ زینبیؓ ہر روز ہفتہ کے ہیں کہ ایک مذہب سیدنا امیر بخیر میں سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو پانی دھو کر طلب کیا اور ایک  
 لکھنا نبیؐ خیمہ تھا اب مضطر اسکی چڑھیں اس جناب نے ڈالا صبح کو میں نے دیکھا کہ اس غار میں سے ایک خست عظیم پیدا ہوا اور وہ  
 امین خیمہ بودا غریب زاد پیدا ہوا کہ طعم اسکی شہدہ بہتر گرسنہ کو سیر اور شہدہ کو سیر اب باریا کو صحیح اور گوسفند کشمیر کو پیر شیر کرتا  
 تھا ہم نے نام اسکا شہوہ مبارک رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو شہوہ اسکا جانا ہوا اور جناب امیرؓ کی شہادت ہو جا پیدا کر لایا  
 اور جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو فرخاں سے خون اس کے جلدی ہو بلور برگ اس کے پیر مرد ہو گئے اور وقت شہدہ  
 اس کے سے کو آواز زاری کی آتی تھی اور کوئی دکھائی نہ دیتا تھا اور یہ جو صاحب اعوان نے برخلاف قاضی میں لکھا اصل مذہب ہی اپنے کے  
 اجتہاد کیا اور کہا کہ اسکا ساتھ بدعتوں کو اصبت صعب کر عیوان کی مودہ ہوئی وہ جو اعلیٰ سیکھ صاف احادیث خیر الانام واللہ العزیز

شب بابل الجنتہ کے دو ٹوکل ریحان رسول تبرمین جن جمیع الوجہ سو بزرگی اور نوروی اور تقدیم تاخرتی الامامت کی باقی  
 امور میں مثل لہر مانا تھے پس جب کلام پیغمبنت معاویہ غاویہ داخل اللہ فی المنار نے دبا انظار فرج اور سرد اور پیر شہادت بھر گوسو  
 رسول مقبول ہار دہر بزرگ عالم مقبول نور دیدہ بعلہم حسن کی جیتا دیکھا تو پس منع کرنا صاحب امتیاع کا شادی و سر در کو اوپر  
 شہادت عالم سبک خیز اختلاف اجتہاد خلیفہ پیغمبر فرما کر ہو گا اور شاید کہ اسرا اجتہاد میں روح خلیفہ نہ کوئی سبب مخالفت کذا علی کی ہوتی  
 شیخ شاکلین سے ہر شہادت اور کد کو بین ہوگی اور تو ابین طر فین کا تو یہ حال معلوم نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے  
 ششم ان کو زیندہ پید کی بھی ناگوار ہوگی کہ وہ بھی جناب عالم مظالم کر بلا کوشید کر کر بہت خوش ہوا تھا تفصیل اس جلال کی یہ ہو کہ  
 کو جبار اللہ زمر شہری نے بیع الارابین لکھا ہے کہ جعل معاویہ لجلد قہبت الاستعانت امراتہ الحسن صانۃ الف

درہم حتہ سمیۃ و مکث شہرین و اذہ لیرفع من تحتہ کذا طستام دم و کان یقول اسقیت  
 السسم مرا ما صابنی فیہا ما صابنی فی ہذہ المرۃ لقد نظفت کبدی و یویدہ ما فی

الاستیعاب قال قتادہ ہاوی بکے حصص سم الحسن بن علی سمۃ امراتہ جعدہ بنت

اشعث بن قیس الکندی و قالت طائفۃ کان ذلک منہا تبد سیس معاویۃ الیہا و صابد لہا

فی ذلک و کان ضرارہ اللہ علم خلاصا س کا یہ ہے معاویہ باغیہ نے جعدہ بنت اشعث زوجہ امام حسن کے پاس ایک لاکھ درہم  
 بھیجے تا نیکہ طبع تمام دینی اس ملعونہ دشمن خدا نے اس امام دوسر کو زہر ملا بل پلایا کہ اس خباثت کو جگر لٹھ کر دی ہو گیا اور شہ  
 بھر ہر کون حضرت کو منہ سوتی کی راہ نکلتا تھا اور وہ جناب مرقا تھے کہ میں نے اگرچہ کئی دفعہ ہر پاسیہ مگر جو صدر نجلی سباز تھا  
 اور دفعہ ایسا صدر زمین ہوا اور موند اسکے وہ روایت ہے کہ جو سستیاب میں مذکور ہے کہ کہا قتادہ بن ابی بکر بن حفص نے کہ

امام حسن کو جعدہ زہر دیا اور ایک طاعت نہ کہا ہے کہ معاویہ نے زہر خطیر جعدہ کو دیکر امام مسموم کو زہر دلوایا اور تاریخ الفی میں مذکور ہے کہ جعدہ  
 نے روان بن حکم کو کہ طریدہ سل خدا تھا یعنی نکلوا یا ہوا اس جگہ مدینہ سے حاکم کیا اور پھر اسکے پاس ایک مال نہر آورد بھیجا کہ لڑا کو

جعدہ کو دے اور کہو کہ جعدہ باشرت و امام حسن کو اس مال سے پاک کر کے بجز دوسرے نے اس مال کے وہ حضرت سبب سرامیت کے لئے  
 زہر کے عالم تقا کو ارتحال کر جائیں گے اور میں تجھے اسکے جلد و میں پچاس ہزار درہم دے گا اور زیندہ پید کے ساتھ تیرا کالج کر دوں گا کہ تو

شاہزادی اور ملکہ تمام عالم کی کہلا دی گی عرض جعدہ نے باغوا و مروان ایسا ہی کچھ کیا اور آخر وہ جناب سید ہو وراقضی البین  
 حنفی نے کتاب فیوض المناظر فی علم الاولاد میں اور اسمیل بن محمود بن محمد بن عمر بن شمشادہ و کتاب فی خبر اخبار اللہ میں ابیہ

اور گوگون نے جلی سبط لکھا ہے کہ جبکہ اس شانزادہ کو میں نے اس زنا پائیدار سے بدالقرار حالت فرطے اور معاویہ باغیہ کو پہلی  
 حادثہ کی خبر پہنچی تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر کا بجالایا اور جشن شامانہ کیا چنانچہ میری شافعی نے حیوۃ الیوم انہیں لکھا ہے

لما بلغ معاویہ ص تہ سمع تکبیرۃ من الحضراء فکبر اھل الشام لذلك التکبیر فقالت فاحۃ بنت

توطہ معاویہ اقر الله عینک ما الذی کبرت لاجلہ فقال ما ف الحسن فقال علی موت الحسن

بن فاطمہ تکبر فقال ما کبرت شمائہ بموتہ ولا کلبت راح قلبہ وقد دخل علیہ ابن عباس فقال  
 لہ یا بن عباس ہل تدری ما حدث فی اہلبیت قال لا اورے ما حدث الا فی ارالہ مستبشر  
 وقد بلغے تکبر فقال ان الحسن علیہ السلام لیس فی عینہ کبریا وید باغہ کو خبر شہادت خلیفہ حسن علیہ السلام پہنچی تو اس نے ایسی آواز بلند کر دی  
 کہ جس کی سب سے پہلی خبر ہوئی کہ کبر کو سنا اور بتا دیا کہ اس کے سب سے پہلے شہادت ہوئی تھی تیر کی فاختہ بنت قوط نے عادیہ سے کہا کہ شکم و التیر کی آنکھ کو  
 کیا سب سے پہلے اس وقت تکیر کی عادیہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ اس نے وفات پائی فاختہ بنت قوط نے کہا کیا تو نے ابن فاطمہ کے مرنے پر تکیر  
 عادیہ نے کہا کہ میں نے اس وقت شہادت کے انکی موت پر تکیر نہیں کی بلکہ اس واسطے تکیر کی کہ میرے دل کو راحت حاصل ہوئی اس میں ابن  
 عباس شریف لائے عادیہ نے دیکھ کر کہا کہ اسے ابن عباس میں بھی کچھ معلوم ہو گا کہ تیری اہلیت میں کیا حادثہ واقع ہوا ابن  
 عباس نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں مگر میں اس وقت تھے کمال خوش حال اور مسرور رہا تاہون اور تیری تکیر کرنے کی مجھے بھی خبر پہنچی  
 ہے عادیہ نے کہا کہ حسن ابن علی نے انتقال کیا الی آخر الروایت اور زنجیری نے ربیع الاخر میں لکھا ہے جبکہ عادیہ کو خبر پہنچی کہ  
 امام حسن مسموم ہو کر اور جام شہادت نوش کیا تو اس نے سجدہ شکر کیا اور حاضرین مجلس نے بھی بخاطر اس کے سجدہ شکر کیا پس ابن  
 عباس اس کے پاس آئے عادیہ نے پوچھا کہ ابن عباس کیا امام حسن نے وفات پائی ابن عباس نے کہا کہ ہاں اور مجھے تیری تلخیر  
 کہنے کی بھی خبر پہنچی واللہ ایسے جگر خوارہ اور اسے ابن اکتہ الاکباد نے بددیگاری تیرا حسرت خراب تیری قبر کو اور زیادہ  
 کر لیا اور نکام تیری عمر کو اتنے اب ہم کہتے ہیں کہ جس صورت میں عادیہ علیہ السلام کی شہادت ہو خوش ہوا اور سجدہ  
 شکر کیا یا تو اپنی جان بچا لیا حسین علیہ السلام کی شہادت پر خوش نہ ہونے سے روح غل اس کی اپنے توابین کے آرزو ہو گئی اس واسطے  
 کہ وہ فعل اس کا تھا اور فیصل زید اس کے بیٹے کا اور کمال تعجب اس فرقہ کی اون لوگوں کو کہ جو زید کو برا کہتے ہیں اور عادیہ کی بیچ  
 کرتے ہیں ہم حیران ہیں کہ بروز سرفیض یا بمقام اسفل السافلین جبکہ عادیہ و زید کی ملاقات کر گئے اور اس وقت وہاں تو چھوٹا  
 لڑکا کہ جسے میرزا نور العین زید پید ہو بعد میرزا نے کہیں ملو کی کیون کی اور زبان حق وطن کی اس پر کہیں کھولی کہ وہ تو میرزا شکیب  
 چلن پر تھا اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں نواسختی ایک میں شہید کیا دوسرے کو میرزا بیٹے نے پس  
 ہم دونوں نے محمد رسول مقبول کا خوب صاف کیا اور ہم جلو قدم بقدم شیعین کے اس واسطے کہ بنا خرابی خاندان رسول کی اول کسی ہوئی  
 شیعین کی تھی تو اس کو کیا جواب میں گے بخیر خیر مندی گھینچنے اور افعال اٹھانے کی اس نے تو ضیح اس بنا کی کہ جو شیعین نے ملکی  
 وہ یہ کہ اول تو مجرد انتقال فرمانے خرابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے پہلی اہلبیت کو پھر گئے اور شیعین نے وقت پا کر خلافت  
 اپنی طرف گھینچی پہلی بابو بکر خلیفہ ہوا بعد اسکے عمر و خاندان رسول کو دلیل و خوار کیا اور جبکہ شکم مبارک سے صبا کا بول بول کر  
 ہاتھ سے بچا نا گیا اور زندگی اپنی ہو یا یوں ہو تو خلافت کو اور پر شورہ چہ آدمیوں نے چھوڑا اور ان میں سے کو منحصر کیا کہ بعد میرزا  
 یا کا خلیفہ ہونا ان میں سے چاہئے مگر جو کہ میں ان سب میں ایک ایک عید پاتا ہوں اور اس سے کسی کو قابل خلافت کی  
 نہیں دیکھتا لہذا باوجود ہونے علی و انہیں کی خاطر میں نہیں کر سکتا ہاں اگر ابو عبیدہ جراح یا سالم مولائے خلیفہ زندہ

ہوتا تو البتہ ان دو میں سے ایک کے اس منصب علیہ کی واسطے مقرر کرنا اور زمین چاہتا میں زندگی میں یا بعد موت کے عہدہ انکی خلافت  
 کامیری کی گردن پر بچاؤ پھر یہ کہ خلیفہ جی نے ہر ایک کا یہ مطلب ہر کرنا شروع کیا پہلے عثمان کا عیسائی کیا اور کہا کہ عثمان میں عیسائی  
 کہ وہ اپنی بیگنوں اور خوشو کو بہت دوست رکھتا ہے پس اس سے کہتی تھیں کہ تو انکا ضائع اور برباد کر دینا اور بیت المال اپنے اقدار  
 کو دینا اور انکو اور آل الہی میں خطہ کو گردن مردم پر بٹھلا دینا اور علی بن عیسیٰ کہ وہ مزاج اور خوش طبی کو دوست رکھتا ہے اور خطرات  
 کو رتی اور تنق اور فتن اور دلاو چاہئے اور عبدالرحمان خلیفہ کے سزاؤ کی اسکی عقل میں کہاں قصور ہے اور اسکی مزاج میں بہت اور استبداد  
 ہے اور خوشنیت داری رکھتا ہے اور کہاں عیسیٰ اور خلافت کو رازی باصوابی ہے اور سعد وقاص میں نامردی اور جس اور بزدلی ہے  
 اور خلافت کو شجاعت چاہئے کہ خلافت میں ہر فیض ہے ناگزیر ہے اسباب جان و دین و دلاور و شایان اخبار حال خلفا انصاف  
 کو کار فرما میں اور فطرت شیعہ صاحب کی ملاحظہ کریں کہ باوجود اس کے کہ عبدالرحمان کی ہمدست بیان کی اور عیسیٰ میں نکالا پھر اس میں  
 میں جی کو سر بیخ مقرر کیا اور کہا کہ اِذَا جُمِعَ خَلْفَ وَعُثْمَانُ فَأَقُولُ مَا قَالَهُ فَإِذَا أَصْبَحَ ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقُولُ  
 فِي الدِّينِ فَيَقُولُ عِدْلُو عِثْمَانَ یعنی جو وقت جمع ہو میں علی عثمان پر قیام لیں دو نو نکاہے اور اگر تین شخص ایک طرف ہوں اور  
 تین شخص ایک طرف ہوں تو ایک شخص میں عبدالرحمان ہو اور یہ انہی کی تینیم خلیفہ صاحب کی اس واسطے تھی کہ یہ جانتے تھے کہ  
 جناب علی عثمان کی رائے سے اتفاق فرمائیں گے اور بلا شک و شبہ مخالفت کریں گے اور عبدالرحمان دلاور و عثمان کا چاہے  
 مصاہرت کر عثمان سے مخالفت نہ کرے گا تو طرح سے خلافت جناب میر کو پہنچے گی اور جو اپنا مطلب ہے یعنی خودم کو خلافت کو  
 اہلیت کہ وہ حاصل ہو گا آدم پر مرطلک پھر خلیفہ صاحب نے حال ملک کاریاں کیا اور کہا کہ ان کو کوئی حق میں کی مملکت ہی  
 گئی ہے اگر اس میں کسی کو خلیفہ کر دیا تو بتدریج اس کی قتل کرنا خیال کرنا چاہئے بلکہ ہر عمر حضرت عمر اوصاف ان کے ایسے تھے کہ  
 جیسے خلیفہ صاحب نے بیان فرمایا اور پھر باہر ہر زمین میں ہوا و شش شخص کو جو مخالفت اہلیت کہ تھا خلیفہ کر کے واسطے مقرر کیا  
 تو بس میں حیانت یعنی خلافت آپ کی رعایا کو حق میں دوسری یہ کہ چھ چوٹوں شخص خلیفہ جی کے نزدیک سادہ ذوق اور برابر تھے تو  
 پھر عبدالرحمان کو ان سب پر رئیس کرنا حقیقتاً مستہزا اور سخر کرنا تھا خلیفہ صاحب کا پانچ شخص باقی کے ساتھ گرفتار ہر میں  
 وہ ہی تھا کہ اوپر نہ کو رہا یعنی یہ جانتے تھے کہ عبدالرحمان سب علوت جناب میر کے اور مصاہرت عثمان ہی کی طرف غیبت  
 کرے گا اور خلیفہ جی کو خلافت سے محروم رکھے گا اور اگر آپ ہی خلیفہ جی عثمان کو خلیفہ کرتے تو ملعون ہوتا ہے میں طعن و ظلم سے بچایا  
 بلکہ وہ تیسرے کی کہ جس میں قتل جناب میر علیہ السلام کا منصوبہ تھا سو اس کے خلیفہ صاحب پر کئی اعتراض درج ہیں اول تو یہ کہ خلافت  
 آپ سے اس میں مخالفت کی خلیفہ اول درجہ باہر تائب کی خلیفہ اول نے فریب قبول کرنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور خلیفہ ثانی نے  
 وقت میں یہ کسی کو خلیفہ مقرر کیا پس اس میں مخالفت کی اپنے امام کی اور خلیفہ سولہ اصحاب علی علیہ السلام نے ہر عمر دکان اس  
 فرقہ کے کسی کو خلیفہ اپنا مقرر نہ کیا تھا اور عمر نے خلافت کو شور و برجھوڑ اس میں مخالفت کی رسول اللہ کی دوسرے کہ بعض ان کے  
 علماء نے لکھا ہے کہ خلیفہ اول نے وقت احتضار اپنی خلافت کو شور و برجھوڑ اس میں مخالفت کی اور خلیفہ میر کو کہا کہ علی اگر تمہارا ایمان کو

ایک بار سے من ترانو کے رکھین اور تمام اہل ارض کے ایمان کو دوسرے بلے میں رکھین اور پھر ترانو کو اٹھائیں تو تمہارا ایمان  
سب ایمان پر غالب ہے اور تمہاری ایمان کا پورا سبب گرنے کو زمین سے اٹھ سکے گا اور سب میں سب ایمان کا پورا سبب سبکی  
آسمان جو جلائے اور عثمان ہو کہا کہ ائت من اہل انار اور طحیہ کو کہا کہ میں تجھے دست نہیں رکھتا کہ تو نے قصد کیا تھا ازواج  
نبی میں سے نکاح اور خطبہ اور یہی سبب تیرے و لا تلکوا زواجا بعدہ ابدال نازل ہوا ہے اور زیر سے کہا تو کا فرض ہے کہ مال میں سے کو بلا  
رضا خصم نہ کرے اور سعد و قاص کو کہا کہ انک عندی لقاق هذه الامة اور عبد الرحمن کو کہا کہ تو عاقل اور فہم  
ہے اور عبد اس کے صہیب کو کہا یا صہیب اذہب وصل بالناس فان مصنت ثلاثا یام و رضی رابعہ

بالحدیث ہم و ابی واحد فاضل عن علقہ وان الی تمثال فصر بوا عنقہما وان مصنت ثلاثا یام و رضی رابعہ  
یحبہ علی علیہ السلام یعنی اسے صہیب تھا اور آدمی سبکی ساتھ نماز پڑھنے یعنی پیش نمازی کو لوگوں کی پس کر تین روز گزینا  
اور چاروی لیکشخص کی امامت پر راضی ہوں اور پانچواں شخص راضی نہ تو اس پانچویں شخص کو قتل کرو اور اگر وہ شخص انکار کرے  
تو دونوں کی گردن مار اور اگر کوئی کسی کی خلافت پر راضی نہ تو سب کی گردن مار پس اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے  
کہ اسکو قتل خیال سے منظور تھا اس واسطے کہ یہ تو جانتا تھا کہ وہ خیال نہیں ہو کسی کی خلافت پر راضی نہ ہو کہ اور جب کہ راضی ہو  
تو بلا ضرر قتل کئے جائیں گے مگر ہم حیران ہیں بہات میں کہ خود ہی تو عثمان کے حق میں کہا کہ مال سلیم کو تلف کرنا اور یا  
بیجا خرچ میں لایا گیا اور پھر باوجود اس علم و دانش حال خلیفہ ثالث کی اس کے خلافت پر راضی ہو گئے اور بھی صدمہ جگہ تو قبول  
جناہ میر علیہ السلام کو مانا اور لواعلی ہلک کر گیا اور یہاں جو اس خیال نے فرمایا کہ خلافت حق میرا ہے تم اسکو کوئی مجھ سے  
ہر جہاں کہ تم تبلیغ اہل تسنن سے واضح ہو تو یہاں بسبب مینو جبر نفع کے اس خیال کے فروانے کو نہ مانا اور لواعلی ہلک کر گیا  
گئے جیسا کہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مینو فرزند سے فرمایا کیا بتی بازت مظلوماً مغبیاً علی منہ ملک  
جبرک یعنی اسے فرزند میں ہمیشہ مظلوم اور مستعید رہا جس وز سے کہ تمہارے نانانے وفات پائی اور بھی ابن قتیبہ نے  
اپنی تاریخ میں نامہ جناب امیر کو کہ اس نے جبر نے مردان عراق کو لکھا تھا نقل کیا ہے کہ بعض فقرات اسی کی میں کہ جب مینو نے

اتصال کیا تو مسلمانوں نے خلافت چھوڑ کر کیا فاللہ ما یلف فی روجی ولا یخطر علی بالی ان العرج  
لعدن هذا الامر عنی یعنی تم میری خدا کی کہ میرے دل میں ہرگز اس امر کا خطرہ نہ تھا کہ میرے خلاف کو غصہ کرے  
پس دیکھا میں نے کہ لوگوں کو بکریط فراج ہوئے مگر میں نے اپنا ہاتھ بیت کیط سے کھینچا پھر جواباً بیت مآ علیہ السلام نے

اسی نام میں ارشاد کیا اور کہا کہ قال قاتلکم اناک یا بن ابیطالب علی الامر لحرص فال لہم  
انتم احرص الی اخر الفقہات یعنی کہنے والے مجھے کہا کہ تم کو طع خلافت میں بہت ہے میرے کہنے کا کہ تم بہت حرص ہو  
خلافت میں آیا میں نے حرص کی کہ میں اپنی حرص کی میراث طلب کرتا ہوں یا تم نے حرص کی کہ تم مجھ میں اور میرے حق میں حائل  
ہوے ہو اور حق میرا نہیں ہے تیرے خدا و ان میں فرمایا کرتا ہوں اور داد چاہتا ہوں تجھے اور قریش نے کہ انہوں نے میری حرص کو

قطع کیا اور میری مرضی کو مست کیا اور مجھے نزاع کی اور میری اس حق کو مجھے جبین لیا کہ جب کا میں حق تھا اور یہ نامہ بڑا طویل  
 ہو بعض ضلعین ہر قسم کی کیا گیا پس اس سے بھی ثابت ہو کہ جناب میرا حق کو چاہتے تھے اور یہ لوگ نہ تھے اب ہم مقلدین  
 سامعین ضعیفہ صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا تمہیں ایسی ہی مذہب پر کہ جس کے ہادی اور راہ نمائے تھے خود نمازی جناب امام حسین علیہ السلام  
 کی ماتم داری تو تمہارا نزدیک ایسی ہری بھری کہ تم اس کو منع کرتے ہو اور حرام کہتے ہو اور عمر کے غلیفہ کرنے کو عثمان کے باوجود  
 اس بُرائی کے براہین سمجھتے ہیں عاقل خیر سی پر قیاس کے کہ جیسے عمر نے جناب میر کو بسبب ات ظہری کے بے حق کیا  
 ہی یہ لوگ بھی اس کے نزدیک بلند حسین علیہ السلام کو دشمنی کرتے ہیں اور ہم سہمیت کرتے ہیں اس امر پر کہ اگر امام حسین علیہ السلام  
 زمانہ میں بھی موجود ہو جائیں تو یہ لوگ بلاشبہ شبہ مثل کو فیان غدار و فوج یزید پیدا اس جناب کے قتل پر آمادہ اور مستعد ہو جانا  
 اور یزید نے کیا کیا کہ جو یہ لوگ جناب سے بدسلوکی کریں اور یزید یوں نے اس جناب پر تین دن دانہ اور پانی بند رکھا تھا  
 یہ لوگ س دن تک اس جناب کو اس کے اطفال خور دس سال کو مجھو کا اور یہاں تک کہ چنانچہ شاعر کہتا ہے

و

یک سینہ نیست تا کرد دشمنید ورنہ بسیار ماند در عالم یزید فسیل علیہ الذین ظلموا من قبلہ یقلبون قلبون قال الشیخ  
 الموصوف و الحاشیہ علی عبارت صواعق المحرقہ جیسا کہ لوگ فات اور عاشورہ کے دن فوج اور سرور اور انہما  
 زینت کرتے ہیں مشا گاج اور باجے کا اور کپڑے سبز اور نیلے اور اسپر ڈوری سرخ اور زرد اور سیر و ماشا اور خرید اشیاء  
 لذیذ کی اور کھنڈ وغیرہ لوگوں کے لئے اور خوشی اور قہقہہ اور یاروں کے ہاتھ میں ہاتھ اور گوشت کا بنانا اور جامدانیان تیار  
 کرنی اور تہوار بنانا اور تحائف مثل عید کے سمدھیانہ میں بھیجنے وغیرہ ذلک خوشی کو سامان انتہے۔ اقول بدستغیان اللہ  
 شیخ صاحب صوفیہ ہیں بڑے جو نیم اور عقل معلوم ہو نہ یہ ان کے لڑاکے بھی کان کا ڈھیا نصاحت میں یزید پلیدی کی محبت  
 اور الفت و ایسا بالبصیرت اور اندھا کیا کہ جو باتیں کہ تمہاری مذہب میں حلال اور ہمارے مذہب میں حرام ہیں تم انہیں قبول کرتے  
 ہم پر کیا کرتے ہو اور ہمارا حرام دیتے ہو اور پھر آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے ہو تمہیں خدا شرم نہیں آتی اپنے گریبان میں مونہ  
 ڈال کر دیکھو کہ تمہاری مذہب میں کیسی خرابیاں واقع ہیں اور یہ باتیں کہ جو ہمارے مذہب نے اختیار کی ہیں ان میں سے تو کچھ  
 مظہر تمہاری عدالتی گردن پر جو توضیح اسکی یہ ہو کہ جس کی اصل مذہب میں جو بات کہ داخل ہوتی ہو اسکا اعتبار ہوتا ہے  
 اور افعال جیسا کہ کسی کی اصل مذہب پر اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ معترض کو ان کے فرقہ و جماعت میں شمار کرتے ہیں اور افضل  
 خداوند عالم سے ہمارے مذہب کی سبکیا میں اصول اور فروع اور تواریخ کی موجود کثیر الوجہ میں جس شخص کا دل چاہے اور جس کے دلچ  
 میں آئے وہ انکو مطالعہ فرمائے انشاء اللہ کہ میں کسی جگہ طے وصول و تماشہ اور لگائی ناچ رنگ اور نیز کل منیاسے  
 تپا گیا اور نیز دیکھے گا کہ کسی جگہ یہ حلال لکھا ہو یا کسی عالم نے اسکو حلال کہا ہو بخلاف سب اہل تشنہ کہ ان کے اصل مذہب میں  
 حلال تھا اور یہ جانے اور ناچ دیکھنے اور شرب اور رنگ بجزہ اوڑھنے اور قمار بازی اور اطلاق مرنیکی داخل ہوتے شریعہ اس کی  
 یہ کہ کیا یہ سوا مقبول ہے گا نا سنا اور ناچ دیکھا اور اپنی بی بی عائشہ ام المؤمنین کو گا نا سنا اور ناچ دیکھا یا تو سب ملک



[illegible]



والے یا وہ + غرض بگڑا ہوا آدیا آدیا دہلنی ڈھاریاں پٹے صحافت + مگر سب مردوں کے ساتھ غٹ پٹ + کھڑے  
 نونہ کو گدی بجان پٹے میں + پرے گھومتے کی صورت ٹاپتے ہیں + مگر ساتھ اسکے ہر دم ذکر آرا + لگو جو جطرح مر دیکو گھرا  
 سبب ان کی خوشی کا یہ ظاہر + موی یعنی دسواں کپڑا ہر + اور اس ہی سبب سے یوم وفات پیران الہتمن مثل نظام الدین  
 اور خسرو اور قطب وغیرہ کو کہ جس دن ان کو گون نے دنیا سے رحلت کی ہر ایک کی قبر پر میلاد اور خلاق کا اڑھام اور ریلہ ہوتا ہے  
 اور وہ بدعتیں لوگ کرتے ہیں کہ یقیناً وہ طبقہ زمین کا بھی لرزتا ہوگا **س** ہر ایک کی گور پر لکھا ہے میلاد + نازنا کا روز کا  
 وہاں ہوتا ہے ریلہ + کلاوت جاکے مکہ ہر پت میں گاتے + پس از مردن بھی میں اوسکو رنجھاتے + کہین قوال کا زمین  
 ترانے + کہین رتے میں بھکر لکچہ زناتے + میں جنی کہسیان کرتی میں مجرا + کہ پیر ہوگا **س** ان سبک حجرا + کوئی کاتی جو  
 ڈھولک بجا کر مسابغ ناچتے میں حال لاکر + ہر ایک جا کر زیارت کے بہانہ + نازنا کرتا ہے ان سبک سرانے + منابغ جاکے کو آتے  
 میں اعلام + کہ اس جی کون کر سکتا ہے بدنام + اور بھی ایام بہادین کہ جب رسون بھولتی ہے اور انواع اور اقسام کو شکر گو  
 اور طرح طرح کے کھتے ہیں اور دن ہوتا ہے ہر پست کا کہ جو اعیاد ہندو سے ہو آئیدن بمقتضای من شنبہ یوم فوم منہم پیر  
 پیر ہر پست کہڑے نصیر رنگ کے نند اور سرخ اور سفید ہیں کہ ڈھاریاں جھاج سی ناف تکیشیاں پٹکار کر پان کھا کر  
 انکھو میں ہر سر لگا دی اپنے پیروں کی قبروں پر جا کر بیٹھتے میں اور گلدستے بھولوں کے اور گڑے ہر پست کو یعنی کونے کھلونے  
 اور درخت گندم کے انجور میں رکھ کر اور پتی سے اسی سفید کر اور چکا کر قبر پر سر رکھتے میں اور مفتی خوش الحان اور قوالان  
 غزلیان مزلیہ مثل سازگی اور ڈھولک اور مجید کے ہاتھ میں لیکر ترانہ سنجی اور غزلیان مانند بلبلان نوا سنج کے  
 شروع کرتے ہیں اور مردان با اعتقاد بخلوص تبت بنا بر خوش ہونے پر ونگی ارواح کے اٹھ کر ناچتے ہیں اور مثل ہندوستان  
 کو دھڑک کر اور اچھل اچھل کر وہ شور و غل ہائے ہوا کا مچاتے ہیں کہ شیاطین مرحومہ کو بھی ہنسی آتی ہوگی اور اسکا نام حال کہ اسیر  
 خلافت الہی رکھا ہے اور سبب ایسی سند بالا کے اس کو عبادت سمجھتے ہیں مگر عوام شیعہ اور خواص الہنت میں اتنا فرق ہے  
 کہ عوام شیعہ مرثیہ کو سوزیریں شکر داتی ہیں اور تاشد نوازی کو عبادت نہیں جانتے بلکہ گناہ سمجھتے ہیں اور خواص الہنت اصلاً  
 پاس الحان پیر کا نہ کر ترانہ ہاں موسیقی کو شکر خوش اور سرور ہوتے ہیں اور طبر قصر اور سرور کو عبادت سمجھتے ہیں اور بھی  
 گیا رحیم ربیع الثانی روز وفات عبدالقادر جیلانی کو اسکے مقبرہ کی نقاباں اور کاغذ سے بنا کر اور بارہ رنگیں سے اس کو  
 ملفوف کر کے انواع نقش اور اوصاف لوان سے منقش اور ملوان اور منبط کرتے ہیں اور نام اسکا رکھتے ہیں ہندی شیخ عبدالقادر  
 جیلانی کی اور بھلو سکود وقت شنبہ عاتے کا پوری اور بتی ہائے موی اور قندیلے ابر کی ہر روشن اور خوان مالیدہ اور شیخ  
 عابد فرید الہی شیبہ خاٹون عشا خان آغشہ سہلہ لیتے ہیں اور گے آگے نوبت نقار ہلوق و شنبہ ناچتے ہو کر اور چھپے  
 اور کے مدار اور تاشخوان مثل جھانوں کے دبر و ہندی کے کرامتین اور حجات شیخ محمد ح کے پڑھتے اور ناچتے اور  
 کھاتے اس ہند کیو باین میت اٹھا کر ایک طبقہ ہو دوسری جگہ پہنچاتے ہیں پھر جو وہاں رقص سرور اور راگ رنگ اچھل اور

کو داور ہائے ہوتا ہوا اس کا کیا بیان کہ توبہ کے بھی پاؤں فرخش میں آتے ہیں اور زائد صد سال کا بھی اس کا زہن بکلی نکلا ہوتا ہوا ہر سیرنگار بھی قصہ عبد شکنی کا رکھتے ہیں اور میدان پر ان پریشان ہزاروں دیوہیہ سینکھنی کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے برعین محل میں لاتے تھے اور بھی پانی پیت اور کمال غیرہ اکثر جادو گار میں بوعلی تندر کی اس عمارت عالیہ سے بنی ہوئی ہیں کہ کسی مکان بادشاہی کو بھی اس کی نسبت نہیں اور ہر روز باغیچوں وقت بجائے نماز پنجگانہ کے رکاوٹ میں نوبت فواری ہوتی ہے اور ہر دوسرے جو کہ امورات ممنوعہ منہی عنہا خلاف شرع اور افعال شنیہہ سرزد ہوتے ہیں عقین ہے کہ دیکھا کہ قہر النیال کو دیکھ کر جوش میں آتا ہوگا پس جبکہ خیال شنیہہ دیکھا کہ جتنی پہلے آدمی قابل پڑھ لکھے تھے اسے سند گلو میں لہنی لہنی شیعین کالی کا ٹکٹی ڈالے ریشائیل ٹری ڈھائی والی تو سے کالٹے پیشانی پر لگانے اپنی مرشد کی قبر پر میلہ لایا چاہتے دیکھتے ہیں اور دھول اور تاشہ بجواتے ہیں کوئی سرنگے قبر پر کچھ عاکر رہا ہو کوئی مست مانگتا ہے کوئی وصل مار کا طالب ہو کسی پر خیال معشوق کا غالتہ کوئی بیٹے کی تمنا کرتا ہو کوئی فراق یار میں مڑا ہو اور غلام پیکر فرخ مندوم صاحب کی قبر پر دو طرفہ کھڑے ہو سو جھیل ہاتھ نہیں لئے قبر کے پاس گلی کر رہے ہیں اور مثل بناداس میں یا ابو جیلہ شاد مصر کی مانند شاد ہونام کی صورت یا مہادیو کی صورت کی تبرک پر صاحب کی قبر تقسیم کرتے ہیں تو اس پر یہ چار دیکھ کر ان کی تعلیم کو اپنی مجلس میں بھی ڈھول اور تاشہ بجوانے لگے پس لہن سیالہ رنگا مظاہر فرخ کی گردن پر ہوا ہے تمہارے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ سننے تو تمہاری روایات اور تمہارے اقوال و افعال کی تعلیم کی ہے اور تمہاری پرستو کی متابعت کرتے ہیں کہ جب سوچنے کے بموجب تمہاری روایات کے ناج دیکھا اور گانا سنا اور تم سب کا بھی اسپر عمل ہے تو پھر ہم مدعوام بھی اگر نوحہ اور ماتم اس جناب کے فرزند کا ساتھ تاشہ وغیرہ کی کرتے ہیں تو کیا گناہ اور خطا کرتے ہیں اور تمہارا ہم پر کیا اعتراض ہے ارد ہوتا ہے اب رہے کپڑے سیاہ اور نیلے وغیرہ لباس ماتم پہننا سب پر ظاہر اور باہر ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ لباس ماتم کا ہر حصیت زدہ ماتم دار ایسے کپڑے ہیں جن میں لباس شادی کا نہیں ہو پس اسپر زبان طعن کو دراز کرنا سیاہ ٹیکا کلنکا اپنا تھے پر لگانا ہے اور ہم جو لباس کی آیام عشرہ میں پہنتے ہیں سب اس کی یہ ہر قسم ماتم دار میں فرزند رسوخدا کے کہ وہ ہمارا آقا اور مولا اور امام اور پیشوا و مخدوم زادہ ہمارے پیغمبر کا نواسا اندون میں ہوگا پس ایسا ایادی ظلمہ فسقہ و شنیہہ ہوا ہے ہم اندون میں زینت کرنی اور خوشی ہونے سے کیا کام خوشی اور زینت کئے ن تمہاری ہیں کہ تمہارا امام زادہ حرام زادہ یزید پیلہ خلف معاویہ پر جگر خوارہ حضرت امیر حمزہ اولاد امجد رسول قبول ہر فتح نصیب ہوا تم اس کی خوشی کہتے ہو ذرا اپنے کتا بونکو تو دیکھو تمہارا اثر ہر جو سب بڑا پیر ہے اپنی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ بعد عاشرہ خوشی کرنا اور کپڑے شامانہ اور لباس بادشاہانہ پہنا اور آرائش اور زینت کرنا پان کھانا مسرور و مستی لگانا ساقا اور صاف کرنا مسکت ہو کہ یہ دن خوشی اور شادی اور فرح اور سرور کا ہے نہ اندہ اندہ غم اور رونے اور پینے کا اور ابن حجر کا قول ماد و مولوی اسمعیل کا مقررہ تو خود مصباح

رسالہ بھی نقل کیا ہے بس طعن کرنا ان باتوں پر حقیقت طعن کرنا ان علماء پر ہے نہ ہم پر اس واسطے کہ ہماری کتابوں کو جس شخص نے لکھا ہے اس کو معلوم ہو گا کہ کس شخص کے دفتر کے ساتھ اوغین لکھا ہے کہ عشرہ محرم میں ضروری بحبان اہلبیت کو کہ سب ک لذات کا کرین اور زینت کرنے کو جو ہر دین دسٹل من نکمخروئی محورت بنائیں لکھیں عین عشرت کی طرف غفلت لکھیں غرض اس طرح پر برین لکھی ہے اس پر عزیز ترین فرزند کے مرنے میں غلین بہتو بین او صمد ہا وہ حدیث میں جو عظمت پر اس نصیبت کی دلالت کرتی ہیں وہ سب ہماری کتابوں میں لکھی ہیں جس کا دل چاہی وہ دیکھے پس ہم لوگ فضلہ تھا اس علم میں اس طرح پر رہتے ہی جس کو اس کا امتحان منظور ہو وہ لکھو میں کہ دار المؤمنین ہے یا حبان جہان کہ مؤمنین ہیں وہ ان کو دیکھ لے کہ حبان حسین کس طرح دے اور پشیمین اور عم کہ تیرن کہ کسی اپنے عزیز کے مرنے میں بھی ایسا حال اپنا نہیں کرتے اور قطع نظر ان سیب باتوں کے ہم کہتے ہیں کہ خواب سے خدا سیاہ عالم باندھتے تھے سیاہ موزے پہنتے تھے اور لوگوں نے عالم رویا میں اس خواب کا اس غم میں سیاہ کپڑے پہنے دیکھا ہے اور غلغلا عبا کی لباس سیاہ تھا کہ جن کو یہ لوگ امیر المؤمنین کہتے ہیں خانہ کو کہ پوشش سیاہ ہے اور عباد یا عام پیچھے ان کے برفرو شہادت امام حسن ازراہ طاہر داری اور رفع الزام کے کہ حضرت امام حسن کو اس سے زبرد لو کہ شہید کرایا تھا خود بھی سیاہ کپڑے پہنتے تھے اور شہر کو بھی سیاہ پوش کرایا تھا پس ایسے لباس کو کہ جو نبی اور ان کے پیشوا پہنتے تھے ہر کتابا داسرہ اسلام کی باہر رکھنا ہے اور یہ جو کہا کہ سیوق عاشا اور خدیو فروخت اشیا الذیہ طاہر کی کیسی باتیں بھی اقوال اہل سنن ہی میں جاری ہیں نفوق حد اشاعہ عشرہ میں اس واسطے کہ ان لوگوں کا وہ دن روزی اور پشیمین کا ہے ان کو اس روز ان باتوں کا کب ہوش رہتا ہے تمام دن خفا کرتے ہیں عبادت خدا میں مصروف ہوتے ہیں یا رونے اور پشیمین میں بخلاف المؤمنین کے کہ عشرہ محرم میں علم اٹھاتے ہیں اس طرح ہر کیسے چھڑیاں مدار کی بازار و چین لئے پھرتے ہیں اور ہزاروں آدمی اس فرقے کو لباس عید پہنکے اور بنا کر کرادوں کے سیر و تماشے کے واسطے گھر دن میں نکلتے ہیں اور اون کے ساتھ چھڑے ہزاروں رندوں کا ہوتا ہے اور سب مرد رنگین کپڑے پہنے ہوئے رندوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے قہر لگاتے سنتی پان کھاتے کچھ عین سر مر لگاتے کام کو بچہ و بزرگین بھرتے ہیں گویا کہ ان کی عید کا دن ہے اور شیعوں کو جو روے اور پشیمین دیکھتے ہیں تو اون بطون اور شیعہ کرتے ہیں اور ستر میں اور قہر کھاتے ہیں اور دھول اور تاش اور بانسیروں کا ان کے ساتھ الیا غل جوتا ہے کہ زمین کے پردوں کے تحت آواز پہنچے ہوگی اور شب عاشورہ اور روز عاشورہ کو تو ایسی خوشی اور شادی کرتے ہیں کہ کبھی عید کو بھی ایسی خوشی نہ کرتے ہوں گے ہزاروں دنیاویان اور لاکھوں مرد و شہنشاہ و سرور کو گھر سے نکلتے ہیں اور سال بھر کے دے آسے کے پورے ہوتے ہیں اور باز دن میں اور کوٹھوں پر طرح طرح کے سانگے تماشے کرتے ہیں کہیں تلیان بجاٹی جاتے ہیں کہیں ہتی پھینکی جاتے ہیں کہیں پہلوان طبقہ بانڈھوٹا رٹے ہیں دکاندار کا توغین انواع و اقسام کی چیزیں لگائے جیتے ہیں کہہا جا یا عہدہ عمدہ کھلونے لئے بیٹھے ہیں اور دن و مرد و دین میں بچے لئے ہوئے سودی اور کھلونے خریدتے پھرتے ہیں اور باہم دیگر بطور تحفہ بھیجتے بھی لے ہیں

غرض سب ان عید کا ہوا اور موجود ہوتا ہے اور ہم لوگوں کو یہ حال دیکھ کر شام کا یاد آتا ہے کہ جس روز شہداء کو ملا کے  
اور سرے اہلیت شام محنت انجام میں داخل ہوئے تھے تو یہی سامان اور دھوم دھام مل شام کے کی تھی پس تم لوگ  
بھی مثل انہیں لوگوں کے ہو اور شیعوں کی طرف ان باتوں کا خیال کرنا کمال ہے انصافی ہے مگر ان کے حال شیعہ یہ کہہ سکتے ہیں  
کہ ہم جو اس عہد کو شور و غل اور تاشہ اور دھول کے ساتھ کرتے ہیں بسبب اس کے ہے کہ ہم سینوں پر ڈرتے ہیں کہ جیسے اور شہداء کو  
گو کر گئے شہادت امام مظلوم کو بھی مکر ناجائز جیسا شاعر لکھا ہے **حق کو علی کے غصہ کیا** اور گئے **بیاغ ذرک**  
کو چھین لیا اور گئے حضرت عثمان کو زہر دیا اور گئے **محسن ملک سید کیا** اور گئے **اسو اسنے دھوم** پر اسٹیشن  
کی **ایسا نہو کہ** مکرین شہادت حسین کی **الغرض** اسی چیزوں پر اسکا اعتراض کرتا اور مانع آتا وہ حقیقت اپنے نگران  
دین اور پیشوایان ایمان پر اعتراض کرتا ہے **اسو اسنے** کے جب این جھڑ اور مولوی اسماعیل وغیرہ اس قدر کہہ کر اور روز  
شادی مقرر کریں اور حکم زینت کا دین تو بھر منع کرنا ان چیزوں کا حقیقت ان لوگوں پر اعتراض کرتا ہے تو اور شہداء  
بلارین تصنیفات نمایاں لانا شاہ عبدالغنی صاحب سے **سراست** اور مرثیہ شہادتین بلا شک تصنیفات جناب لانا  
شاہ عبدالغنی صاحب کا کتبہ **اقول** سبحان اللہ است کا ترجمہ کتبہ میں کیا ہے حال یہ انوار اسکا لسانی کیست  
مصنف مرثیہ شہادتین کے ہوا الا قاعدہ مقررہ بزرگان اس شیخ کا ہے کہ جو کوئی مدح اہلیت کی کرتا ہے یا ان کی فضیلت یا  
حال مصیبت اپنی کتاب میں لکھتا ہے تو اسکو راضی قرار دیتے ہیں یا اسکی کتاب کو کسی شیعہ کی طرف نسبت دیتے ہیں  
یا اسکی راویوں کی مذمت کرتے ہیں مگر فلان راوی اس کتاب کا راضی ہے فلان جہولان ہے سونہ لانا ہا دین کی واسطے  
بھی یہ بات شروع ہو گئی ہے چند سال کے بعد جب کوئی شاہ صاحب کے زانیہ آدمی باقی نرے گا تو یہ کتاب بھی کسی  
شیعہ کی تصنیف ہو جائیگی تو کہہ امور غامضہ کہ مشہدیان اذان فائدہ گیرند و عبرت پریرند یا ست تصنیف آن  
بودہ است نہ برائے عوام کہ انہم بعض مطالبان عاری ستند چہ فہم بعض مطالبان مخصوص قوم دست  
پس بیان شہدائے ربوہ عوام بجز تحریف و بزدورات امر و دیگر متصور نیست و قہامی نویند ضرر العالم مقدم علی  
ضرر الخاص ترجمہ اور امور پوشیدہ کہ منتہی اس سے فائدہ لین اور عبرت پکڑیں باعث تصنیف اسکی کا ہوا ہے  
نہ واسطے عوام کے کہ فہم بعض مطالبان فہم اسکی سے عاری ہیں کیونکہ فہم بعض مطالبان کا مخصوص تھا ایک فہم کے سوا  
دوسری قوم کے پس بیان اس کا روبرو عام کے سوا رخت دلائیے اور چمنو عات کوئی امر متصور نہیں ہے اور  
قہار لکھتے ہیں کہ ضرر عام مقدم ہے ضرر خاص پر **اقول** اس شیخ مدوح نے جو ہلاکی دھوکا دیتے کو مرثیہ شہادتین میں  
امورات غوامضہ قرار دئے ہیں یہ محض غلط اور فریب کا ہے **اسو اسنے** کہ قرآن اور احادیث کو غوامض اور مشکلات اور  
اسرار تو سب پر ظاہر ہو گئے مرثیہ شہادتین میں ایسے غوامض ہیں کہ کسی عالم اور فاضل پر ظاہر ہوئے فاضل دین نے  
اسکا ترجمہ کیا کسی نے غوامض اسکی بیان نہ کی عجبت اس میں جبر ہے کہ کسی پر نہیں کہلتی **اسو اس**

شیخ نجدی کے مگر اس نے بھی تو کوئی غامض اسکا بسبیل اخراج بیان نہ کیا تا معلوم ہو تا کہ اس قبیل کے غوامض اس میں  
بھرے ہیں وہ کیا فریب کی بات ہو جائے کچھ جواب اس شیخ موصوف کو نہیں آیا تو واسطے دھوکا دینے عوام کا لانا  
کے یہ پہلات بنائی مگر اس حق پوشی کو تو خیال کرنا چاہئے کہ نرید کی محبت کو سبب کس طرح حق کو چھپاتا ہو چکا  
عبدالغزیز نے توصاف صاف اپنی عبارت میں حال شہدائے کربلا کا لکھا کہ جبکہ سب سمجھتے ہیں یہ دشمن اہلبیت  
اس میں تاویل و راز کار کرتا ہو اور یہ جو کہا کہ فہم بعض مطالعہ کا مخصوص ساتھ قوم دون کی ہر معلوم نہیں کہ وہ قوم  
آیا قریب خبات سے ہو یا یقیناً ہی اس واسطے کہ قوم انسان میں ہو تو وہ بعض مطالعہ کی فہم میں نہیں آتی اور یہ جو  
اس نے کیا کہ بیان ان کا اور عوام کے سوا رغبت دلانے کے اور ممنوعات کے کوئی امر متصور نہیں یہ زیادہ تر تھا  
منہی اور تماشا گاہ اطفال خرد سال ہو کہ شیخ عبدالغزیز نے کتاب کہی کہ حکما ظاہر خلاف باطن کے یہ ظاہر میں بھی  
اور باطن میں وہ غوامض بہرے کہ جو منجر امور ات بد میں غرضیکہ روح شاہ صاحب کی اس شیخ نجدی سے نہایت  
خوش ہوئی ہوگی کہ کیا خوبصورت کی کتاب کی صفت و ثنایاں کی کہ وہ ایسی کتاب ہوئی ہے کہ جس کے معنی حقیقیہ کے  
سمجھنے سے آدمی ضلالت اور گمراہی اور ارتکاب معصیات منہی عنہا میں پڑتا ہو جو بھی اسکی تشریف ہوئی شاہ صاحب  
بجایا ہے تو غواں جگر کھا کر واسطے ثواب ہدایت عوام کے ایک کتاب لکھی اس شیخ نجدی نے ایک بات کی بات  
میں اسکو دینا ہی ہو کہ وہ یا مگر کہتے ہیں کہ وہ خرد و رات اس شیخ نجدی کی نزدیک نہیں میں مگر نوحد اور تاہم امام حسین  
پر حبیب اک آگے بیان کر چکا اس صاحب جرات کو کہنا چاہیے کہ تو کس شمار و قطار میں ہو کہ جو امور ات مجوزہ خدا اور رسول  
و علماء و فاضلا کو خرد و رات ٹھیکر تا ہو اور حرام کتابیہ تیر و مرد شاہ عبدالغزیز ایسے امور ات کی قلت اور جواز اور  
متضمن ہونے ثواب میں کتاب تصنیف کر جائے اور دلائل عقلی اور نقلی اس پر قائم کرے پھر تو کہانے اشاکر کی برابر  
بھی اون کے نہیں ہو کیا حقیقت رکھتا ہو کہ ان امور ات کو ممنوعات کو کہتا ہو قولہ در نیصورت بیان قصہ کربلا  
کی یہ سچ بر نور و ماتم و ہانت و ذلت اہلبیت باشد نسبت عوام کا لانا ممنوع بلاشبہ خواہ بود ازین حجت امام  
عزالی در بعض تصانیف خود بیان قصہ کربلا از منہیات شمر دہ ترجمہ اس صورت میں بیان قصہ کربلا کہ برابر انگشتہ  
کر نیوالا اور نوحد اور تاہم اور ذلت اہلبیت کے ہو دی نسبت عوام کے کہ جو مانند چار پائون کے ہیں ممنوع  
بلاشبہ ہوگا اس حجت سے امام عزالی نے بعض تصانیف اپنی میں بیان قصہ کربلا کو منہیات ہو گنا ہے اقول انضبلہ  
تعالیٰ ہم اور بخوبی ثابت کر کے میں کہ نفع اور اتوم خباہت حیدر پر موافق روایات طر فین موجب لہجہ و ثواب اور  
باعث ارتقاء دعوات ہو نہ ممنوع و حرام اور نہ بیان اس کی کہ مستلزم ہو ہانت اور ذلت اہلبیت علیہ السلام کہ  
باستشہاد ذکر اطل مصیبت انبیا اور ذکر اطل حضرت مریم حال عاشرہ صدیقہ سنیاں کہ چو قرآن اور کتب تواریخ اور  
تفسیر میں مذکور و مطر ہو اور یہ جو اسنے قید لانا عوام کی لگائی ہو اس پر ثابت ہو تا کہ ان کے عوام نے اہلبیت کو

ذلت نہیں دی حالانکہ یہ بات غلط ہے اولاً تو اس کے عوام کا ذلت دینا بدولت ان کے خواص کے ہوا سو اسطے کہ جلال  
 بیچاروں کا کیا قصور یہ ساری خرابیاں ان ڈلی ہوئیں پر مٹی ہوئی ہیں کہ جلا کو درغلز نہ کر اس میں مین ہنسواتے ہیں اور  
 بکاتے ہیں کہ اس میں ذلت اہلیت کی ہوتی ہے تا کسی طرح سو یہ ذکر و قوف ہو جائے اور دل جو ریت منزل ان کا  
 کہ شلن یکے گوش ماتا ہو آسائش پائی والا جیسے کہ علمائے اہلیت ہ بلاد کو ہدایت کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ ردنا  
 اور اس مصیبت کو یاد کرنا بہت ثواب رکھتا ہے اسی طرح اگر اس فرسکو کل عالم مثل بعض علماء سابقین اس فریب کے بھی  
 جلا کو فمائش کرتے ہیں تو یہ بات کہ ان زبان نرد عوام کا الانعام ہوئی ہذا اس میں ذلت اہلیت کی جو طرح حقیقت ہے  
 و دراصل یہ علمائے اہلیت کو دیتے ہیں اور جلا ان کی تبعیت کرتے ہیں دوسرے یہ کہ جلا ان کے علمائے  
 اہلیت کو ذلتیں دی ہیں اور دیتے ہیں جلا ریچا رہے نہیں دے سکتے تو صیح اس حال کی یہ کہ رسول خدا نے دین  
 گرائی اپنی امت میں چوڑی تعین ایک سلطان اور دوسری اہلیت اپنی اور زبانی تھا کہ اپنے کس طرح کی میرانی نہ کی اور  
 ان کو ذلت نہ دینا سو اس فرقہ نے دونوں کو ذلتیں دیں قرآن کو جلا یا اور اس کی راہ کو خاک میں ملایا اور اہلیت نے  
 در بدر سر بر نہ کیا اور فواح انواع کی ذلتیں دیں اور ان کے علمائے ناسی اپنے مقتداؤں کے ذلتیں دیتے جلا کا تین  
 چنانچہ زربالے مکتوم نبی جناب امیر آج تک کچھ خرابیاں میراں کرتے ہیں اس کے صاف ظہر ہوتا ہے کہ یہ فرقہ کما آفت  
 اہلیت کا ہے چنانچہ اس باب میں ایک نامہ طبعہ نظر حق سے گذر رہنا مستحب ہے جانکہ خلافت اس کا لکھا جاتا ہے مگر  
 حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خداوند عالم عزت و جواؤ کو ذلت کون دو سکتا ہے چہ لے ماکا نیرد بر فروردہ مگر اس  
 بن کدر نشین لبوز و صاحب مواعی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ عمر نے خواستگاری کی ام کلثوم کی علی سے  
 پس اس جناب نے عذر کیا ام کلثوم کے چھوٹی ہونیکا اور یہ بھی ہند کیا کہ اسکو میں نے اپنے بھائی جعفر طیار کے بیٹے کو لے  
 کہا ہے پس عمر نے چیک لکھا کہ میں اس سے ارادہ صحبت کا نہیں رکھتا مگر رسولی اصلی اللہ علیہ السلام نے ارشاد کیا  
 ہے کہ ہر سبب در ہر نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے الا میرا نسب اور سبب کہ منقطع نہ ہوگا اور بھی کتاب  
 استیعاب میں یہ روایت لکھی ہے کہ عن محمد بن عثمان بن عمار بن الخطاب خطب الی علی بن ابی طالب ام کلثوم قد لک  
 صغرھا فقبلتھا انه ذلک فعاوۃ فقال لہ علی البعث بہ الی الیک فان رخصتھہ امریک

فارسل بہ الیہ فکشف عمر ساقھا فقال لہ لو لا انک امیر المؤمنین لطلعت عینک  
 یعنی جبکہ عمر نے جناب علی کو ام کلثوم کی خواستگاری کی اور حضرت نے اون کی صغرتی کا عذر پیش کیا اور لوگوں  
 نے اسکو درغلزانا اور کہ علی نے تیرے کئے کو رد کیا اور تیرے قول کو نہ مانا اور عمر نے پھر درخواست کی تو اس وقت  
 حضرت علی نے کہا اے میرا کہ میں اسکو تیرے پاس بھیجا ہوں اگر تو راضی ہووے تیری زوجہ ہے پس علی نے ام کلثوم  
 کو عمر کے پاس بھیجا عمر نے اون کے ساق پا کو کھولا ام کلثوم نے خفا ہو کر عمر سے کہا اٹھا ہا تھا اپنا اگر تو امیر المؤمنین

نہو تا توین تیری آنکھ میں گھونسا مارتی اور کتاب و دست میں شیخ شہا البین دولت آبادی نے باب ششم میں شرح خصافہ پر لکھا ہے کہ جب عمر نے یہ درخواست کی اور جناب علی نے وہی عذر کیا تو عمر نے کہا کعبے عورتوں کی طرف کچھ حاجت نہیں ہے مگر وہ لوگوں سے میں نے ایسا ایسا کچھ سنا ہے پس علی نے اس کا نکاح عمر سے اوپر چہ چالیس ہزار درہم کے کر دیا اور سن اتم کلثوم کا چار یا پانچ برس کا تھا اور عمر عمر کی چھیاٹ برس کی تھی فاجلسہا عمر بنی حنبلہ فرقع میں رہا و مسیح بدہ علی علیہ السلام

فجرد ساقھا فرغت بدہ و کادت ان بلطمہ و قالت لولا انت امیر المؤمنین لاطمت علی خذلک فقال عمر دعوا فالها شقیۃ فرشیۃ یعنی پس بٹھلایا عمر نے انکو اپنی پہلو میں اور اٹھائی اُن کے سر پر چاد اور پھر اُن کے سر پر اپنا ہاتھ اور ٹھکا لیا اُن کی ساق پا کو پس لٹھایا ہاتھ ام کلثوم نے عمر کی طرف لڑکھا کہ اگر تو میرا بیٹا نہو تا توین تیرے منہ پر لٹا پختہ کرتی عمر نے کہا چھوڑ دو اسے کہ یہ ہاشمیہ قرشیہ ہے اور بھی کتاب استیعاب میں کہ کتب متبرہ معتمدہ اہلسنت ہے لکھا ہے خطبہا عمر بن الخطاب علیہ السلام فقال لھا صغیر فقال لہ عمر

زوجہا یا ابالحسن فانہ اصدمن کرا متھا مالا یرصدہ احد فقال علی انا لبعھا الیك فان رضیتھا فقد زوجتھا ما بیعتھا الیہ بدر قال لھا فو لے لہ هذا اللبذ الذی مے قلت لک

فقال ذلک بعیر فقال فوی قد رضیت رضی اللہ عنک و وضع بدہ علی ساقھا فکشف فقلت لک هذا لولا انک امیر المؤمنین لکثرت لفک ثم حفت یعنی درخواست کی عمر نے ام کلثوم کی علی سے پس کہا علی نے کہ وہ صغیر ہے پس کہا عمر نے علی سے کہ اسکو میری ساتھ ترویج کر میں اسکی بزرگی کا امیدوار ہوں پس کہا علی نے میں اسکو تیرے پاس بھیجتا ہوں اگر تو اسکو پسند کر لگا تو میں اسکو تیرے ساتھ ترویج کیا پس اسکو بھیجا ساتھ ایک چادر کے اور اس سے کہا کہ میری طرف سے عمر کو کتنا کہ یہ وہ چادر ہے کہ جب کو میں نے تجھے کہا تھا ام کلثوم نے یہی عمر سے کہا عمر نے کہا کہ تو میری طرف سے کتنا کہ میں راضی ہوا خدا تجھے رضی ہو اور عمر نے ہاتھ ام کلثوم کے ساق پا پر رکھا اور اسکو کھولا اور عمر نے کہا تو اگر میرے المؤمنین نہو تا توین ناک تیری توڑ ڈالتی یہ کہ عمر علی کہیں اور بھی ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے

لکھا ہے کہ ان علیا لما ابی عن نکاح ابنہ بعیر و استعمل لبعیرھا الم یکن یقبل منہ ذلک العذر و حثتہ لبحاہ الامان یہاں لکھا ہے کہ فارسلھا فلما راھا عمر خذلھا و ضمھا و قبلھا یعنی جب علی نے انکار کیا نکاح کرنے سے و اجنبی بنی کا عمر کے ساتھ اور عذر اس کے صغیر بن کا کیا تو عمر نے اس عذر کو قبول کیا تا میں کہ لاچار اور مضطر کیا علی کو اس امر پر کہ اسکو مجھے دکھا دو پس علی نے اسکو عمر کے پاس بھیج دیا جب عمر نے اسکو دیکھا بچہ اسکو اور بھاتی ہے چٹایا اور بوسہ اسکے کو غرض نقل کہی ان عبارتوں سے کہ سبیل ہمت اور بصیرت پر حال انکی ذلت دینے کا اہلیت کو بخوبی کھل جائے کہ کوئی کتاب ہے کہ اس خباثت ساق پا کو ٹھکا کر ہاتھ لگایا کوئی کتاب ہے کہ اسکو بھاتی سے لگا بوسے کوئی ہمت دکھا ہے نکاح کوینے کی پہل میں سے اور کیا زیادہ تک حیرت اور ذلت اہلیت کی ہو گئی کتنے میں غیر مرد



ان کے بوسے اور چھاتی سے لگایا اور پند لیونکو ہاتھ لگایا ابھی جو کسی کی بیٹی کا ایسا حال ہوتا بیان کرے تو وہ شخص  
 مرنے مارنے پر مستعد ہو جائے اور البیٹ کی یردلت کرتے ہیں حالانکہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا عمر کے ساتھ کسی طرح  
 سے ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ ان دو آیات کو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن زمانہ میں عمر نے حضرت ام کلثوم کی خواستگاری  
 کی تھی اُس زمانہ میں عمر کی عمر ساٹھ برس کی تھی اور از روِ حساب کے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمر کی ساٹھ برس یا زیادہ سا  
 برس کی تھی اس واسطے کہ کتب معتبرہ اہل خلاف مثل استیعاب غیرہ میں لکھا ہے کہ عمر سنہ چودہ عام الفیل میں پیدا ہوا ہے  
 اور سنہ تیرہ ہجری مطابق سنہ چھیانوے عام الفیل میں سنہ اربعہ و اربعون ہجری اور ساڑھے دس برس عمر کی  
 کی اور سنہ تیس ہجری مطابق سنہ چتر عام الفیل کے راہی ملک عجم ہوا پس چودہ عام الفیل سے چتر عام الفیل تک کے  
 برس ہوتے ہیں اور سنہ سال کی عمر کی چور و آیات مذکورہ میں وارد ہوتی خواستگاری ام کلثوم کے سن میں  
 ہجری میں پڑی اور مطابق سن تیس ہجری لکھا ساتھ سنہ چتر عام الفیل کے بھی کتاب استیعاب غیرہ کو ثابت ہوتا ہے کہ  
 اُس میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے سنہ چتر عام الفیل میں وفات پائی اور وہ مطابق ہوتا ہے سنہ گیارہ ہجری  
 اور حضرت ام کلثوم کی گیارہ برس یا بیس کی تھی نہ کہ چار سال کی ہر حال بالحق تھیں کیونکہ زنانہ شامیہ گیارہ برس  
 کی عمر میں بالندہ بوجاتی ہیں اور ثروت اس امر کا اس طرح برہنہ ہے کہ تاریخ و تواریخ و علمائے فقیہین رسول خدا  
 شروع سنہ گیارہ ہجری میں اٹھائیسویں صفر کو یا دہ اولائے ربیع الاول کو عازم ملک تباع ہوتے اور جناب مصومہ  
 وقت میں حضرت محسن کا محل طعی تھیں چنانچہ کتب معتبرہ اہل خلاف مثل کتاب تاریخ الانوار حضرت محمد بن علی رازی  
 سنی اور کتاب میزان ذہبی وغیرہ کے کیستی میں لکھا ہے کہ خلیفہ مانی نے جناب مصومہ کے پہلو پر دروازہ گرا دیا اور محل  
 اس جناب کا نام اُسکا محسن تھا سا قضا ہوا پس محال دلات ام کلثوم کی قبل از سال یا زیدم ہوگی اور لا اقل کو سن  
 ہجری میں ہوئی ہوگی اور دس ہجری سے اوڑھیں ہجری تا گیارہ برس ہوتے ہیں اور سوا اسکے صاحب آفتاب لکھا ہے  
 کہ جناب رسول مقبول نے انتقال کیا اور ابو بکر خلیفہ ہوا اور فخر بن ابی طلحہ علیہ السلام کو چھین لیا اور اُس کو مصومہ  
 دعویٰ بہہ لکھا اور ابو بکر نے نہ بہہ کے طلب کیے تو حنین اور ام کلثوم نے گواہی دی پس معلوم ہوا کہ ام کلثوم اول  
 زمانہ خلافت ابو بکر میں کہ لہ قح قابل اور کشادہ تھیں تو پس سنہ میں ہجری میں کہ زمانہ درخواست عمر کا تھا  
 برس زیادہ عمر ہوگی پس جب ام کلثوم کی کہ عمر نے خواستگاری کی وہ یہ ام کلثوم بنت خباب تیدہ کسی طرح سے نہیں  
 ہو سکتیں بلکہ وہ ام کلثوم کہ جسکی درخواست عمر نے کی تھی وہ بنت ابو بکر تھی کہ جب خباب امیر نے اسماء بنت عمیس کو  
 ابو بکر سے لبر مرنے ابو بکر کے نکاح کیا تو یہ ام کلثوم اذکی ہمراہ آئی تھی اور چار برس کی تھی باوجودیکہ یہی حضرت کی  
 تھی مگر اُس خباب کو اپنی ربیبہ کا بھی نکاح کرنا عمر سے منظور نہ ہوا کہ صغیر سن کا عذر کیا اور جب نہ مقبول نہ ہوا تو لاچار  
 ہو کر اُسکا عقد کر دیا پس اپنی بیٹی کا نکاح کیونکہ منظور ہوتا خصوصاً اس صورت میں کہ خباب تیدہ ایسی آرزوہ گین اور



او کو اپنے خباڑہ پر آنے ندیا لکھا بت فی محلہ پس اس صورت میں اس خبا ب کی دختر نکاح کر کے جو خبا ب کی عمر کو  
 دیتے مگر بان چو نکو عرب میں رہی کہ بھی نیت کتہ میں تو راویوں نے عمر کی خرت بر صا کے لئے ام کلثوم نیت فاطمہ کو اس  
 جگہ پر مقرر کیا اور فقرہ کل سبب نسک اور لکھا یا یہ روایت صحیح ہو جا اور عوام کا لانا عام صو کا لکھا میں والا عمر کو رسول خدا  
 کے ساتھ پہلے بھی بیعت صلحی کہ او کی حفصہ خبا ب کی لڑکی کی جالہ نکاح میں تھی پھر اسکو اس سبب کا دھونڈا لیا حضور خدا  
 از نیت سبب کی طرف کیا احتیاج تھی کیا وہ سبب سبب تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ ام کلثوم کا عقد عمر کے ساتھ نہیں ہوا  
 بلکہ اول کا عقد ہوا ہی محمد بن جعفر طیار کے ساتھ اور سندا اسکی کتاب السنہ میں بھی ثابت ہے چنانچہ صاحب تیساب نے محمد بن  
 جعفر کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب ہوا لہذا ہی تفریح ام کلثوم نیت علی ابیطالب کرم اللہ وجہہ بعد موت عمر  
 ابن الخطاب پس عمارت سے یہ ثابت ہوا کہ عقد اول کا محمد بن جعفر سے ہوا اور یہ بعد موت عمر لکھا ہے یہ اوپر کی روایات  
 مذکورہ اہل خلاف سے ثابت نہیں یہ فقط صاحب تیساب نے از راہ عداوت اور دشمنی کے لکھا ہے بلکہ عمر سے اسی ظلم  
 دختر ابو بکر میں خبا ب علی کا عقد ہوا اور سندا اسکی کتاب متبرہ اہل خلاف میں کتاب تیساب کے کثرہ اعمال اور یا ضل النفرہ  
 میں موجود ہے کہ ام کلثوم ابو بکر کی بیٹی امانیت عیسیٰ کے بیٹ سے تھی اور نکاح ہوا اس ام کلثوم دختر ابو بکر کا کتاب الیقین  
 محرقہ اور کتاب بہت السورہ وغیرہ کتب متعدد فرقہ شیعہ سے ثابت ہے چنانچہ عبارت کتاب بہت المسودہ کی یہ ہے کہ ام کلثوم  
 دختر ابو بکر بود و مادرش امانیت عیسیٰ کے اول زین جعفر طیار بود و باز در نکاح ابو بکر آمدہ از ابو بکر سپید الرحمن نام و یک  
 دختر ام کلثوم نامید بعد از ان بن نکاح علی بن ابیطالب نامہ ام کلثوم بہرہ مادر آمدہ عمر ابن الخطاب ام کلثوم دختر ابو بکر  
 نکاح کردانتے پس ہم زبان میں کہ یہ کیا اور باطنی اس فرقہ اعمیٰ کی ہے کہ باوجودیکہ انکی کتابوں میں تصریح اس ام کلثوم نیت  
 ابی بکر کی نکاح کی عمر کے ساتھ آئی ہے اور ام کلثوم نیت علی کا عمر کے ساتھ نکاح ہوا نہ از رو روایت اور نہ اندر و حساب  
 ثابت اور متحقق ہوتا ہے اور چونکہ اندر سے دیگر زیادہ روایت قلی با خدا ناز رسول کے ہرکے صحت اور ذلت اہلبیت کی کرتے  
 میں اور گالیان و بیعت میں اور عقد اور ذل سے شرم نہیں کرتے اور جاری ہونے بہت ذلت کی دیتے ہیں حالانکہ ہمارے  
 نزدیک لوگ فرج بن ابی نعیم روایات شیعہ میں جو کہیں ذکر ام کلثوم کا لکھا ہے کہ خبا ب علی ابن مرثیہ عمر کے او قبل گزرنے  
 عقد کے ام کلثوم کو اپنے گھر لے آئے تھے وہ ہی ام کلثوم نیت ابی بکر ہے اور یہ جو ایک روایت موضوعات اور معتربات اہل خلاف ہے کہ کتب  
 نسبت دینیہ میں کہ خبا ب لائق نے نوا یا کہ اول فرج غضب بنایا یہ روایت موضوعات اور معتربات اہل خلاف ہے کہ کتب  
 شیعہ میں کہیں جیسے اثر منین ہے اور اگر ہم اسکو مان بھی میں تو فرج نیت ابو بکر کی معصوبہ ہوگی سو نہیں اس سے  
 لاج ہوگا نہ میں کہ تمہارے خلیفہ کی بیوی تھی اور فقط مناسبت دلی ملا سبت کی ہے جیسے کہتے ہیں ہمارا شہر اور یہ جو اس  
 شیخ بغدادی نے کہا کہ ازین جہت امام غزالی اور بعض تصانیف خود کہہ رہا کہ از منہیات شمرہ ترجمہ اس جہت سے امام  
 غزالی نے بعض تصانیف اپنی میں بیان قصہ کہلا کو منہیات ہو گناہی اقول یہ تاویل قول مذکور کی جو اس شیخ بغدادی

کی ہر تامل بالا یعنی بہ قائل اور مثال آسمان گفتن اور بیان غرضت کی ہر اس واسطے کہ غزالی نے فقط علت اس کی کر کی  
حرمت بغض نے اصحاب کو گردانا ہر اور ہر مضمون اس کی عبارت سے اس شیخ بخدی نے نکالا ہے جس کے ذہن میں کبھی عالم دیامین  
بھی نہ گزرا ہو گا والا وہ بھی اسی علت کو بیان کرتا اور قطع نظر اس کی ہم اوپر ثابت کر کے میں کہ نوحد اور ماقہ اس خباب پر  
برجوطا دیت بنوی کے مشنزم ہر و ثواب و متضمن خوشنودی خدا اور رسول کا ہر اور ہر کہ ایسا ہوا و حکم ملا کہ اور انبیاء  
میں لائے ہوں وہ علت مانت کی نہیں ہو سکتا اور نہ کچھ اس کی زمین ابانت اور ذلت الہییت کی ہر اس واسطے کہ انبیاء  
سابقین ہر جو ظلم کفر و فخر ہو گزرے وہ سب قرآن اور کتب تاریخ وغیرہ میں منضبط اور مذکور ہیں یہاں تک کہ نبی مالمہ کیلئے  
جو کلمات سوکھ ادب حضرت مریم کے حق میں کہوہ بھی کتابت امین مذکور ہیں قالوا یا مریم لقد جئت فقربا یا اخف

ہذا و ما کان ابوک امل عسی ہو و ما کانت امک بغینا اور بھی برات ام المؤمنین عائشہ کے قول اقلین ہر کلام  
میں مذکور ہے پس کر کرنے میں اگر کسی کی حال احوال کی ابانت ہوتی تو خداوند عالم خود کیوں بیان کرنا قطع و ہذا مضمون

ایرادہ فی ثلاث العجالة والحمد لله ان لا و اخر اوصی الله علی رسولہ محمد وآلہ جمعہ  
قطبہ تاریخ تصنیف رسالہ متبرکہ کہ موسومہ سیف حسینی از ابکار افکار جامع علوم و حکم فخر  
شعرا عرب و عجم منشی سید احمد حسن المتخلص بفرقانہ و بحر فرج مطوی کسوف چہار بار

میوہ باغ بنی لالہ راغ علی	چشم و چراغ ذکی سید گلگون سخن	شیر صف کر بلا قسمیم ابتلا
کشتہ تیغ جفا خستہ رخ معن	رفت در دو سالیان در غم اور خون	دیدہ ایمانیان تجھ صفت سوچ زن
جو تی ازین ابلہاں شتی ازین گروان	جمعہ ازین لکھان عکس کتابہ سنن	رفتہ بر آن کمین بکا بر شمشاد بلا
شرع نہاد در و اگر مصائب متن	در قلم آورده روشیہ زیک تابعد	بر سر اعداے بد آختہ تیغ بین
خاصہ کہ باقر علی طود خفی و جلی	ناصر حزب ملی پس رو خیر شکن	عالم فرزند دل فاضل غوث گسل
ہم زریا منضصل ہم بصفا مقترن	کرده نگارین ورق جلالن مدق حق	بتطریق نطق برفرق راہ زن
کوشش شکور او کلک سلخو راو	رایت منصور او برده بچرخ کہن	بسکہ ذرقانیش با مہ نادانیش
بردل نورانیش ہر زوہ بود سخن	خواستہ بر تختہ سال در قلم زد قلم	سیف حسینی علم گشت پوہ حسن

قطبہ تاریخ طبع

برش ہاے سیف حسینی بہین	کہ اعداے دین را سر کمین برید	جہاد قلم کم ز شمشیر نیست
شکست اندر آمد بال یزید	چو پیداست بر عقل دانش گراے	کہ این نیست بے عون شاہ شہید
رقم گشت از ہر تاریخ طبع		غزائے حسام حسین و حبیب

# صولت حیدریہ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذی وفق المؤمنین توفیقاً بقسمہ ظہور المنافقین وایدہم قانداً کبیر  
 رؤس المرتدین و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ اشرف الانبیاء محمد المصطفیٰ و علی ذی المجذ  
 علی الذی ہو اکثرنا اباً و اقلہ الاقیامہ الی الاولیاء افضل الی صیاء و صیذی فضل و  
 خلیفہ بلا فصل علی کل کفار عنید و فیر کل جبار من بدلہم علی عملابا و ان افعال مثالہ و لم  
 نعلی فو لا سوی القول باقی الہ لم یمش مشیا خلا شاع شریہ و لم یقض قضاء ما عد رضا  
 و تبعہ و علی عثرۃ المعصومین و اہلبیتہ للنجتین المنادین بآدابہ المستعین من علہ و افار  
 و اصحابہ المؤمنین للنجتین باو لادہ و المستفیضین من فیض افاضاتہ المستفیذین من صوف  
 افاد انخلہ اما بعد ندیدہ درگاہ لم یزلی باقر علی بن آقا علی دہلوی غفر لہم اللہ القوی عذات عالیات مؤمنین پاکین مین  
 گزارش ہر دوزخ کو دینو لا کسی صاحب ہے اس سنت ہو ایک ان بابیت کرنے خلیفہ حق حضرت خیر الانام یعنی جناب امیر علیہ السلام  
 کی خلفاء تیسفہ و تحریر کے میرے بعض جناب کے پاس بخوارش جو بھیجا اور انہوں نے سوال کیا کہ کو فیض کے پاس بھیج دو خواست  
 جواب جواب کی چونکہ علماء اعلام ہمارے پہلے ہی بنا حاملہ تیسفہ خلیفہ کی بخوابی خدمت کر چکے ہیں ابھی طرح کی خدمت باقی نہیں ہے  
 اگر پاس خاطر جناب مدوح ہو کہ اس وقت خاطر فاتر میں موجود تھا لکھ دیا اور بنام صولت حیدریہ مسمی کیا خداوند عالم حضرات  
 تسنیں کو اس کامیاب ہو رہا اب کرے فانہ ولی التوفیق ویدہ ازتہ التمتحن سوال سنی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت  
 سے حضرت جناب شیخ نے بیعت کی یہ بات سچ ہو یا غلط اور وہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت جناب شیخ نے فقیر کیا تو وہ اسد اللہ نہیں ہے  
 لہذا آپ کو تصدیق دینا ہوں کہ اس معاملہ میں آپ میری تسلی کر دیں۔ جواب یہ بات غلط محض ہے جو اہل تسنن کہتے ہیں کہ جناب امیر  
 نے شیخین کو بیعت کی اس واسطے کہ تین تین ہو بیعت کرنا اس طرح کا بطور خاطر او صمیم قلب احد استرضائے ولی حیث ثابت نہیں ہوتا یہ  
 لوگ اسطے دھوکہ دینے عوام کا لانا ہم اور جناب خوش شمال کے جناب امیر پر تمسک اور لڑکر کہتے ہیں تو فیض اسکی یہ ہے کہ صورت اس بیعت  
 کی اور طریقہ اس بیعت و جماعت کے کہ تین صحیحہ میں اس فرقہ کے بروایات معتبرہ روایت نوشہ دار دی ہے کہ جب جناب امیر متوجہ  
 نے اس زمانہ پائدار سو بدتر القرائن حضرت فرمائی اور بعد میں اقبال بیار اور شجرات بشیرا میں ہاجہ وانصار کے اور خلافت نے

اور حضرت ابوبکر کے قرار پایا تو سب نے اعلان ہو بیعت کی جو خباب علی ابن ابی طالب مدنی بنی ہاشم اور بعض انصار نے بیعت سے باہر انکار کیا حتیٰ کہ چھ مہینہ تک کسی نے ان میں سے بیعت کی خواہش نہیں ابی الحدید نے اسی طرح ہر اس قصہ کو کتاب ستیفین احمد بن عبد الوہید اور جوہری سے نقل کیا ہے خلاصہ اوستہ کہ جو کہ حضرت ابوبکر سے لوگوں نے بیعت کی تو زیر اور مقداد وغیرہ ایک طاقت اسحاب کی خباب علیہ التوین علی ابن ابی طالب کے پاس خانہ ملائکہ کا شانہ خباب علیہ السلام کو دعا میں کہا امر کے مشورہ کے لئے کہ میں بھی ابوبکر سے بیعت کرنا چاہئے یا نہیں آنے والے لوگوں ہر روز یہ لوگ انکو جمع ہوتے تھے اور یہ روز بروز جمع کرتے تھے کہ اب کیا کرنا چاہئے بعد ازیں روز کے یہ خبر حضرت عمر ابن الخطاب کی پہنچی کہ ہر روز خباب سے کہیں گھر میں درباب بھی خلافت خلیفہ اول مشورہ ہوا کرتا تو ان دنوں فلان کس انکو جمع ہوتے ہیں حضرت عمر بن شکر بن جرم اور چشم ہوئے اور دروازہ باہر بیٹھے تھے تاکہ اگر کوئی داخل ہو تو رسول اللہ تمہاری پاس کوئی شخص میرے نزدیک تیرے لئے محبوب تر نہ تھا اور ان کے بعد سے زیادہ کوئی محبوب نہیں مگر یہ خوبان کو کہ بعد اقسام یہ محبت مانع اس کے نہ ہوگی کہ یہ لوگ اگرچہ تمہارے گھر میں جمع ہوئے تو میں اس گھر کو ترک کر دوں گا اور سب کو جلا دوں گا خلافت میں یہ تنہا اور تنہا کر کے چلے گی دوسرے دن جب ہی لوگ انکو جمع ہوئے اور حضرت عمر کو خبر پہنچی تو حیر اور سلمان بن سلام وغیرہ ایک جمع غفیر کو اپنی ہوا لیکر خباب علیہ السلام کے گھر پر آکر ملاؤں اور بیعت کروں میں ان پر خباب سے منع کیا اور بہت فریاد دزاری کی مگر کسی نے کچھ خیال نہ کیا اور ان کے منع کو نہ مانا اور اتنے ہی سامع ہوئے خباب علیہ السلام کے دو افتخار اٹھائی اور زیر کے ہاتھ سے بھی تلوار اچھین کر لے کر بیعت کے لئے نکلتے تھے خباب علیہ السلام کے لئے اور ہر بیعت میں منی اور حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور بعد ازاں خلیفہ کہا کہ ایسا الناس حجت میری فلتہ آتا ہوئی یعنی بے مائل خزانے اس کے شریک سب کو بچایا اور اس کے فتنہ و فساد کو نگاہ رکھا اور مجھ بہت کا نہایت خیال اور خوف تھا کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو بخدا سو گند کہ میں نے کسی روز خلافت پر عرض کی تھی نافع جلال اس امر کو میری گردن میں ڈالیں میں طاقت نہیں رکھتا اور مجھے انتظام اس امر میں جلیل کا نہیں ہو سکتا میں چاہتا تھا کہ کوئی قوی ترین مرد میری جگہ چلا اور جوہری نے بھی اس قصہ کو ابوبکر یا علی اور اسمعیل بن مجاہد سے اور اسے شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے فرست بوجھا کہ خالد بن ولید کہاں ہے اس نے کہا کہ حاضر ہے ہاتھ اور خالد دونوں جا کر علی اور زیر کو بیعت کے اسے میری پاس آؤ خباب حضرت عمر اور خالد حسب الحکم خلیفہ صاحب معصوم کے دولت سراپے حضرت عمر خالد کو دروازہ پر کھڑا کر کے آپ اندر گھر کے آؤ زیر کو دیکھا کہ کیا ہے تلوار جو تیرے قبضہ میں ہے کس نے ہوا اس نے جواب دیا کہ اسکو میں نے اسے بیعت علی ابن ابی طالب کے نامہ اور بتایا ہے اور اس وقت گھر میں اس خباب کے مقداد اور تمام بنی ہاشم اور بہت آدمی جمع تھے الغرض حضرت عمر نے یہ سنکر زیر کے ہاتھ سے تلوار لیکر دیواروں ماری کہ وہ ٹوٹ گئی اور ہاتھ زیر کا پکڑ کر کھینچا ہوا باہر لایا اور خالد کے ہاتھ میں ہاتھ لگا دیکر پھر اندر آیا اور علی کا ہاتھ پکڑ کر باہر لاکر خالد کے سپرد کیا یہ دیکھ کر منافقین امت دوری اور حضرت برہم کر کر ہر طرف سے گھیر لیا اور کھینچتے ہوئے لے چلے چھے ان کے خباب علیہ السلام رو تین خانہ کر تین جلیں اور دفاتر میں

تھیں کہ تم فائدہ اہلیت رسول پر غارت مری لائے بخدا سو گندہ کمین تجھے ای عمر کبھی کلام نکودن کی جب تک کہ خدا سے ملاقات کروں ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جناب ایلایام حیات شریفین یعنی ابو بکر اور عمرؓ نبولین اور دنیا کی عمر خضنیان ہی تشریف لگائیں اور مصیبت کی جتنی کہ یہ دونوں خازنہ پر میرے نہ آنے پائین اور نہ نماز پڑھنے پائین ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ایک روز زمین اپنے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی یہ حدیث پڑھتا تھا کہ ہا بن اسود نے زمین پر فرسول اللہ کے ہوج پر نیزہ مارا کہ اُس کے بعد وہ اور خوف سے حمل اور نکاسا قطع ہوا اور اس سے پہلے جناب سے اُل مقبول نے اذ فرج تک اُس کے خون کو بہا دیا و مباح کر دیا تھا پس جب میں نے اس حدیث کو پڑھا تو استاد مجھے کہا کہ جناب سے لہذا نے ہمارے خون کو سبب الیہ زمین مباح کیا تھا اگر وہ جناب سے ہوتے تو خون اُس شخص کا بھی کہ جس نے ان کی دختر تک اذ فرج کاٹ کر لے کر کوڑا یا بیات تک حمل اُس جناب سے قطع ہوا اعلیٰ اور مباح کرتے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے فقیر سے کہا کہ اب میں تجھے اس کو روایت کروں کہ فاطمہ کو ڈرایا اور فرزند اذ نکاح من نام ساقط ہوا افسوس یہ شخص تنقید کیا اور کہا کہ اس حدیث کی صحت اور بطلان کو رو برو دکھائی شخص کی میری طرف نسبت نہ دنیا اور یہ نہ کہنا کہ فاطمہ نے اُس کو بیان کیا ہے میں اس میں کچھ نہیں کہہ سکتا پھر ابن ابی الحدید نے روایت بیعت سے کو جس طرح کہ اوپر بیان ہوئی محمد بن حریر طبری سے کہ معتدین مروخین اہل قسطن سے ہر روایت کیا ہے اور طبری نے واقعی سے وہ کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی عمر ابن الخطابؓ سعید بن خضیر اور سلمہ وغیرہ ایک جماعت صحابہ کو اپنی ہمراہ لیکر جناب علیؓ کے دروازہ پر آیا اور بعد ازاں کہہ کر اسے علیؓ گھر سے باہر نکلوا اور ابوبکر سے بیعت کرو والا اس گھر کو میرے جلا وطن کیا اور ابن خراوع نے کتاب غرر میں زید بن اسلمؓ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اون لوگوں میں سے تھا کہ جو لوگ لکڑیاں اٹھا کر دروازے پر جناب فاطمہ کے لائے تھے وہاں لکڑیاں گھر میں اُس وقت علیؓ کا در فاطمہ اور حسن اور حسین اور ایک جماعت صحابہ کی موجود تھی اور بیعت کرنے سے حضرت ابو بکرؓ کے انکار کرتے تھے پس حضرت عمرؓ نے فاطمہ سے کہا کہ جو کوئی تمہاری نگاہ میں ہو اُس کو باہر نکال دو اور زمین اس گھر کو میرے جلا وطن کیا فاطمہ نے فرمایا کہ اے عمرؓ کیا تو میرے گھر کو مجھ پر میرے بچوں پر جلا وطن کیا ہے عمرؓ نے کہا ہاں قسم یہ خدا کی اگر یہ لوگ بیعت کرنے کے واسطے گھر سے نہ آئیں گے تو میں اس گھر کو جلا وطن گا اور ابن عبد البر نے کہ معتدین اور مشاہیر اس فرقہ سے یہ کہا ہے کہ علیؓ اور عباس خانہ جناب فاطمہؓ میں تشریف رکھتی تھیں حضرت ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تو جاعلیٰ اور عباس کو بیعت کیو واسطے بلا اور اگر یہ دونوں آئے تو انکار کریں تو ان کو قتل کر حضرت عمرؓ نے اُن اٹھائی اور حضرت فاطمہؓ کے گھر پر آئے تاکہ اُس کو اُن کا دین جناب فاطمہؓ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ جناب اس واسطے آیا ہے کہ میرے گھر کو جلا وطن کیا ہاں دانش ای دختر رسول اللہؐ اگر یہ لوگ تمہارے گھر سے بیعت کیو واسطے نہ نکلتے تو میں اس گھر کو آگ لگا دوں گا اور پھر ابن ابی الحدید نے اس قصہ تصنیف کو کتاب ہجری سے زیادہ اس سے پہلے بیان کیا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب میں گروہ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سے انکار کیا اور زبیرؓ کو بھیج کر مایہ ریا اور حضرت عمرؓ کے حکم سے مسلم بن اسلمؓ نے اُسکی تلوار بھیج کر نوڑ ڈالی اور اُس کو اور جناب علیؓ کو بھیجے ہوئے باہر لائے تو حضرت علیؓ نے فرماتے تھے کہ میں

خدا کا ہون غرض کہ حضرت ابو بکر کے پاس لا کر سب نے کہا کہ اے علی اب بھی تم ابو بکر سے بیعت کرو اس نے جواب دیا کہ میں  
 گروہ مردم میں لائق اور مزا دار اور متقی اس امر کا ہون کہ تم مجھے بیعت کرو نہ یہ کہ میں تم سے بیعت کروں ایتھا الناس منے  
 انصار پر باب خلافت میں ساتھ قرابت رسول کے تحت پکڑی پس میں بھی اسی جیت کے ساتھ پیغمبر حضرت بکر کا ہون پس  
 تم انصاف کرو اور خدا سے ڈر کر جواب دے کہ یہ حق ہمارا ہی یا ابو بکر کا پس تو ہمارے حق کا اقرار اور اعتراف کرو جیسا کہ انصاف  
 نے ہمارے حق کا اقرار کیا اور یا ابو بکر ہم دانستہ اور عمدتاً تم پر تم کہنے میں حضرت عمر نے کہا کہ اے علی ابن ابی طالب تو کیا فائدہ  
 جب تک کہ تم بیعت نہ کرو گے تم سے ہاتھ اٹھایا نہ جائیگا فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ تم نے اپس میں فریب افقت کی  
 آج کے دن تو ای عمر ابو بکر کے لیے بیعت لاؤ اور اس کے واسطے خلافت کو مستحکم اور درست کرنا کہ کل وہ خلافت کو تیرے طرف  
 رد کرے اور پھر میں تم کھاتا ہوں خداوند عالم کی کہ میں ابو بکر سے ہرگز بیعت نہ کروں گا اور تیری بات کبھی نہ مانوں گا  
 حضرت ابو بکر نے یہ سن کر کہا کہ اے علی اگر تم مجھے بیعت نہیں کرتے تو میں بھی تم پر جبر نہیں کرتا اب بعد میں نے کہا کہ اے  
 ابو الحسن میں ازراہ نصیحت کے تم سے کتنا ہوں کہ تم مجھ اور اپنے دل میں خیال کر دو کہ تم بھی بہت کم سن اور نا تجربہ  
 کار ہو اور ابو بکر پر دیر آزمودہ کار گرم و سرد زمانہ کے چکھے ہوئے ہو ہمارے اور قوت اس امر کے اختلاف میں اور تانے بٹانے  
 اس کے اٹھانے کی بہت رکھتا ہے تمہیں اس کی بیعت سے انکار کرنا چاہئے تم بضاعت میں اس سے بیعت کرو اور یہ بھی میں کہہ دیتا  
 ہوں تم سن لو کہ اگر تمہاری عمر نے وفا کی اور پشیمانی کو پہنچے تو رفتہ رفتہ تمہیں بھی منصف حلیہ نصیب ہو جائیگا  
 حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد کیا کہ اگر وہ ہاجر خدا سے درو اور سلطنت محمد کو ان کے گھر سے اپنے گھر و زمین نہ بجاؤ اور اس کی  
 اہل کو اس کے انتقام سے دفع نہ کرو و بخدا سو گندہ ہاجر ہم اہلبیت ہی خلافت رسول اللہ کے مستحق ہیں اور سو کہ ہمارا  
 تم میں سے کوئی ایسا مستحق نہیں اور یہ بھی تم غوطین لو کہ ایک شخص تم میں ایسا چاہئے کہ جو عالم ہو کتاب کا اور  
 اس کے معانی اور اسرار اور آیات اور تشریحات کو بوجہ خوب تر جانتا ہو اور لفظ فی الدین اور حافظ احادیث کو  
 مختار اور ماہر اور مدونہ ہی پر دروگار ہو تاکہ رعیت کو راہ حق و ثواب کھادی اور ہدایت کرے اور بخدا سو گند کہ یہ سب  
 امر مجھ میں جمع ہیں پس تم متابعت نہ کرو اپنی خواہش نفس کے والا حق سے مخرف اور درو ہوا گے بشیر نے کہا کہ اگر  
 علی انصاف ہوتا اس بات کو اگر ابو بکر کی بیعت سے پہلے سنتے تو وہ شخص بھی تم پر اختلاف نہ کرتے لیکن انہوں نے  
 چونکہ پہلے ابو بکر سے بیعت کر لی تو اب یہ لاجاً میں یہ سن کر وہ جواب میں اٹھ کر چلے آئے اور رہنا گھر کا لازم پکڑا انہوں نے  
 جناب فاطمہؓ نے رحلت فرمائی بعد اس کے حضرت نے بیعت کر لی اور پھر کتاب ستیفہ سے روایت جناب امام محمد باقر اس قسم  
 کو واسطے پر نقل کیا ہے کہ علی نے بعد انتقال جناب سالت مابین بعد بیعت حضرت ابو بکر جناب فاطمہؓ کو ایک ایک انصاف کے  
 گھر سے لو کر کے گئے اور ہر ایک مدد اپنی چاہی پر کسی نے مدد دینا قبول کیا اور جناب فاطمہؓ کا فریاد کہ ہمارا حق نہ چھینتا  
 ہے تمہارا اور استعانت کر کے ہمارا حق نہیں دلو اور کسی نے نہ سنا بلکہ یہ جواب میں کہا کہ وہ ضرور حل مقبول ہے ابو بکر

سے حجت کر لی تھی اگر ان عہد متناہی پہلے یہ بات کہتا تو ہم اون سے ہی حاجت کرتے اور کسی دوسری کی طرف میل نہ کرتے اور  
 نہ کسی کے ہاتھ میں واسطے بیعت کو ہاتھ دیتے اب ہم لاچار ہیں جناب علیؑ نے یہ کلام اور کاسک جو اب یا کہ ایشیا الناس  
 تمہارا یہ ارادہ اور تیرے تھا کہ میں میت جناب سکنہ کو کہے گو رکھن گھر میں پڑا رہنے دیتا کہ اسپر گرد و غبار پر اکر تری او  
 اگو چھوڑ کر خلافت کی طلب میں جلا آیا تیرا وکریسی کیا جلدی تھی اور پھر بھرمین کیا کلام خراب ہوتا تھا اجنا فاطمہؑ نے  
 کہا کہ علیؑ نے غیب ہی کیا جو کچھ کیا اور جو انہوں نے کیا خدا اسکی اُن کو جزاے خیر دے اور محمد بن مسلم بن قتیبہ نے کہ اعظم  
 اور حشر بن اہل سنن سے جو جکا جی جاہ و توفیق اسکی استقصا رالافحام میں دیکھ لے قصہ سقیفہ کو اپنی کتاب میں یادہ  
 اس کے گزرا لکھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی تاریخ میں لکھا ہو کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ایک جماعت صحابہ کی ہر  
 ابوبکرؓ کی بیعت سے انکار کر رہے تھے ہر جناب علیؑ کے گھر میں آنکر جمع ہوتے ہیں حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم جاؤ اور ان  
 لوگوں کو میری بیعت کی واسطے سمجھا کر لے آجیا پھر حضرت عمرؓ آئے اگر ان سب سے کہا کہ تم لوگ چلو ابوبکرؓ سے بیعت کر لو  
 سب نے اس امر سے انکار کیا حضرت عمرؓ غصہ ہوئے اور لکڑیاں بہت سی منگوائیں اور کہا کہ اگر تم سب آدمی باہر نہ آئے  
 اور ابوبکرؓ سے بیعت نہ کی تو میں اس گھر کو آگ لگا کر تم سب کی جلا دوں گا اور اس پر قبضہ شرمعی یاد کی اور کہا کہ تم سے جو چھوڑ  
 خدا کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں عمرؓ کی جان ہو بیشک میں ایسا ہی کروں گا اسکی غصہ نے یہ بھی کہا کہ اس طرح میں فاطمہؑ سے  
 رسول اللہؐ بھی تشریف نہ لےتے تھے میں حضرت عمرؓ نے کہا کہ کچھ پروا نہیں گو وہ بھی ہوں یہ حال دیکھ کر سب لوگ راز و خوف  
 کے باہر نکل گئے اور حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی مگر جناب علیؑ کو کہہ گھر سے باہر نہ لے گئے اور فرمایا کہ میں نے  
 قسم کھائی ہو کہ جب تک قرآن کو جمع نہ کروں گھر سے باہر نہ آؤں اُس وقت نہ فاطمہؑ دروازہ پر تشریف لائیں اور کہا کہ ارا قوم  
 تم سے زیادہ کوئی شخص بے شرم و بیجا نہیں کہ تم نے جہازہ کو رسول خداؐ کے ہارے ڈال دیا اور بغیر صلحت اور بے ہمتی  
 ہمارے واسطے غارت کرنے خلافت کو مصروف ہو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ علیؑ نے تیری  
 بیعت سے انکار کیا اور وہ تجھے بیعت نہیں کرتے اور جب تک وہ تجھے بیعت نہ کریں گے تیری خلافت مستحکم نہ ہوگی حضرت  
 ابوبکرؓ نے سنکر پوچھا کہ پھر اسکی کیا تدبیر کرنی چاہئے حضرت عمرؓ نے کہا کہ کسی کو ان کے پاس بھیج اور بیعت اون سے طلب کر  
 غرض کہ حضرت ابوبکرؓ نے بمصلحت حضرت عمرؓ کو بھیجا اُس نے آنکر جناب علیؑ کو کہا کہ مکلفینہ رسول خدا کا بیعت نہ کرے  
 واسطے بلاتا ہو اُس جناب نے سنکر فرمایا کہ کیا جلد رسول قبول پر تم سب سے جھوٹا بازہا جناب رسول خداؐ نے اُسکو سوقت  
 حلیفہ کیا تھا کہ جو تم سے اوسکا یہ لقب کھا ہو قنفذ ہے جواب نہ دیا اور حضرت ابوبکرؓ سے حضرت کا اضرار عرض کیا حضرت ابوبکرؓ  
 نے سنکر سو اور کہا کہ جا کر کہہ کہ تمکو امیر المؤمنین بلاتا ہو قنفذ آیا اور پیغام ابوبکرؓ کا حضرت کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ اے  
 اللہ تم لوگ اس امر کا دعویٰ کرتے ہو کہ جو خلافت افع اور جھوٹ اور افترا اور بتان سے قنفذ نے پھر حضرت ابوبکرؓ سے فرود  
 اُس جناب کو بیان کیا ابوبکرؓ نے پھر رو اور پھر کہا لایا حلیفہ ثانی یہ حال خلیفہ اولؓ دیکھ کر خود کھڑے ہو کر اور جناب علیؑ

کے در دولت پر آنکھ زخیر دروازہ کے باہر چہرہ معصومہ پس پر تشریف لائیں تو حضرت اس نے باوازیلینہ پیچ مار کر کہا  
 کر علی سے کہو کہ بیعت کیواسطے گھر سے باہر آئے اور ابو بکر سے بیعت کو سے جناب سے یہ قول ہمارا سن کر خجین مار کر  
 رونے لگیں اور منہ طرف قبلہ ہر جناب سے آتے کہ کر دیکھیں کہ ایسی روئے ہاتھ سے پسرخانہ اور سپر چھائی کے بست  
 جرح کھینچے اور مصیبتیں انھیں جناب سے بیعت کے گریہ جناب سے کھینچی تو سب رونے لگیں اور قریب تھا کہ دل سے بھٹ  
 جائیں اور بکر بارہ بارہ ہو جائیں الا خلیفہ ثانی کہ ایک جگہ کثرت کے ساتھ کھڑے رہی یہاں تک کہ علیؑ کو باہر نکال کر آئے  
 اور ابو بکر کے پاس لا کر کہا کہ خلیفہ رسولؐ سے بیعت کر علیؑ نے فرمایا کہ اگر بیعت نہ کروں تو تم کیا کرو گے کہا کہ جیسا سو گند اگر  
 بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہیں قتل کریں گے حضرت علیؑ نے کہا کہ میں بندہ خدا اور برابر رسولؐ کو قتل کر دوں گے حضرت عمرؓ نے  
 کہا کہ خدا کے بندے تو بیک ہو مگر ہم برابر ہونا سوا کیا نہیں سنتے اور صدیق اکبرؓ سے بچنے نہ سکتے اور کچھ بوسے تھے عمرؓ نے  
 ابو بکر سے کہا کہ علیؑ کے مقہ میں تو کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ میں علیؑ پر بے رحمتی کرتا ہوں تاکہ ان کے بدلوں میں بخش  
 کہ حضرت ابو بکرؓ کے کہنے سے حضرت عمرؓ بھی حضرت علیؑ سے دست بردار ہو کر باہر گئے اور انہیں جاوے اور غائب مرقد  
 مطہرؐ اب اسل خدا پر تشریف لائے اور رو کر اور فریاد کی اور کہا کہ یا بنی تم ان ان قوم استغفونے کا دعا والی قتل ہوتی  
 یعنی اے ابن عم میرے تحقیق کہ قوم نے ضعیف کیا مجھے اور فریاد کیا کہ قتل کرتے مجھے پھر حضرت عمرؓ نے ابو بکر سے کہا کہ  
 اوچلین فاطمہؑ کے گھر پر غرض کہ جب آئے اور اس جناب سے حضرت علیؑ کی فاطمہؑ سے کہا کہ ان کو  
 حضرت آنے کی دعا دیا ایک چادر جناب فاطمہؑ کے منہ پر ڈالی اور چہرہ داخل ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے اسکی طرف ہنسنے پر  
 کر دیا اور کھٹک کر لیا شیخین نے اس جناب پر سلام کیا فاطمہؑ نے اونکو جواب سلام نہ دیا حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ لاؤ ہنسنے  
 رسولؐ میں صلہ قرابت رسولؐ خدا کو دوست ترک کرتا ہوں صلہ قرابت اپنی سے اور میں آنے کو کرتا ہوں کہ کاش تمہارا دعا  
 کے کرنے سے پہلے میں تمہارا اور ان کے بعد نہ رہتا آیا تم گمان کرتی ہو کہ میں تمہیں بچاؤں اور تمہارا حق جانوں اور پھر  
 تمہارا دعا پاپ تمہیں ارشاد ندون میں نے تمہارا دعا رسولؐ خدا سے کہ ہم گروہ دنیا کی میراث نہیں رکھتے جو کچھ ہم سے رہا ہے  
 وہ صدقہ ہے حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ اگر میں رسولؐ خدا سے حدیث نقل کروں تو تم اور میں اقرار کرو گی کہا ہاں فرمایا کہ میں  
 قسم دیتی ہوں تم کو کہ تمہیں نہیں سننا رسولؐ خدا سے کہ اس جناب سے فرمایا کہ خوشنودی اور رضا فاطمہؑ کی خوشنودی اور رضا  
 میری ہے اور غضب اور سخطا اسکا غضب اور سخطا میرا ہے اور جس نے میری فاطمہؑ کو دوست رکھا پس تحقیق کہ اس نے  
 دوست رکھا مجھے اور جو انکو غضب میں لایا پس غضب میں لایا مجھ کو سب کہا کہ ہاں یہ میری دعا ہے رسولؐ خدا سے فاطمہؑ نے  
 کہا کہ بس میں خدا اور ملائکہ کو گواہ لیتی ہوں کہ تم مجھے غضب اور دشمنی میں لائے اور جو سب کہ رسولؐ خدا سے ملاقات کی  
 تو تمہاری شکایت کروں گی حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میں پناہ لیا ہوں ساتھ خدا کے تیری غضب اور سخطا سے اے  
 فاطمہؑ اور یہ کہ حضرت ابو بکرؓ خدا روئے کو قریب تھا کہ ملاک ہو جائے جناب فاطمہؑ نے کہا کہ جیسا سو گند کہ میں خیرین کو ملے گی



محبوبہ ہر نماز کے بعد ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے دعا کروا لی تیرے واسطے بعد ہر نماز کے پس قناہو ابابہؓ لیا اور آدمیوں کو کہا کہ تم ہر ایک اپنی اپنی جوروں کے پاس شب کو خوشحال سوتے ہو اور مجھ کو اس حال میں چھوڑا ہے مجھے تمہاری محبت کی کچھ اعتیاج نہیں تم میری بیعت ہو افاقہ کرو اور توڑ دو سب کہا کہ ابو بکرؓ نے یہ امر شیعہ ہو گا بغیر تیرے اگر تو افاقہ کر گیا تو دین خدا پر ہا نری جو گادرم و برہم ہو جائیگا حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اگر مجھے ایسی بات کا ذکر نہ ہوتا تو ایک شب تمہاری محبت کی ساتھ نہ سوتا بعد اسکے کہ جو میں نے غلطی سے کیا اور دیکھا پس بیعت کی علیؓ نے ادا کرتے وفاتِ جنابِ طہ اور وہ جنابِ بعد اپنے بدرجو گئے کے پچھتر روز زندہ رہیں اور بلا دردی نے بھی لکھ نہیں باوجود رضین حیرین بلہنت و جماعت کی ہر قسم کے تھکاوٹ و محنت کی کھانسی اور ابراہیم بن سعید ثقفی کہ قبول الطرفین ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت امیہؓ نے بیعت نہ کی یہاں تک کہ دیکھا میں نے کہ وہ صوان ان کے گھر سے بلند ہوا اور بھی بلا دردی نے ابن عباسؓ کی روایت کی ہے کہ علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ وہ اس دود کو کہ نفع اس کا تیرے واسطے ہو جیسا سو گند کہ جو اس اور چڑھیں اور مارت پر برائی کچھ نہیں کیا مگر اس واسطے کہ کل محبوب اور دہن اختیار کرے اور ابراہیم ثقفی نے زہریؓ کی روایت کی ہے کہ علیؓ نے بیعت نہیں کی مگر بعد چھ مہینے کے اور اس پر کسی شجرات نہیں ہم پہنچا لی مگر بعد وفاتِ حضرت فاطمہؓ کے اور بھی ابراہیمؓ نے روایت کی ہے کہ قبیلہ اسلم نے بیعت حضرت ابو بکرؓ کی اور کہا کہ ہم بیعت نہ کریں گے اس واسطے کہ حضرت رسولؐ فدائی بریدہ سے فرمایا ہے کہ علیؓ دلی تمہارا ہے بن میری پس جنابِ امیر نے فرمایا کہ انہوں نے مجھے نہیں کیا ہے کہ یہ مجھے ظلم کریں ادرحق میرا میں اور میں ان کی ساتھ بیعت کروں یا کاربجنگ منہی ہو اور آدمی مرتد ہو جائیں اور دین و پھر جائیں اور میں اس بات کو اختیار کرتا ہوں کہ یہ مجھے ستم کریں مگر آدمی دین نہ بھریں اور بھی عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ کسی شخص پر اس قدر رحم نہیں کیا میں نے جیسا کہ علیؓ پر اس وقت کہ گریبان اوکا پیکر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لائے اور کہا کہ بیعت کر علیؓ نے کہا کہ اگر بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے کہا نہیں قتل کریں گے علیؓ نے عرض کیا کہ سرف آسمان کے بلند کر کہ کہا کہ خداوند اتو گواہ رہی تھ جنابِ امیر کا بلند کر کہ اور کھول کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور اس بیعت ہو راضی ہو گئے اور صاحبِ غفرت المصفا نے بھی اس قصہ کو اسی طرح بیان کیا ہے اور سید جمال الدین محدث نے کتاب فی فضائل اصحاب میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ثقات اور محققین نے اس قصہ کو اسی طرح پایہ اثبات کو پہنچایا ہے کہ جب جنابِ سالت پناہ نے دنیا سے بجا رحلت مولا انتقال فرمایا اسی روز قزوہ اصحاب عمرؓ خطبے ابو عبیدہؓ کو کہتا تھا پناہ را زکرا میں مجھے بیعت کروں کہ اس خطبے تیری شان میں فرمایا امین ہذا اللہ العزیز ابو عبیدہؓ نے کہا کہ اے عمرؓ تو اسلام لایا ہے کبھی تجھے ایسا کلام پر از خطا نہیں سنا مگر یہ بات مجھے بیعت کرنا ہی حالانکہ ابو بکرؓ صدیق ثانیؓ ہیں اور یہ روایت ثالثؓ نے اور ہر مذہب جنابِ سالت پناہ نے اس سے کہا کہ لاکھ باب ثنیں اللہ تعالیٰ تم میں موجود ہے اور اکثر مہاجرین اور اہل اقصیٰ قبیلہ انصار مثل اسید بن خضیر اور ساسریؓ عبد اللہ اسلم ابو بکرؓ کی طرف اہل حقے اور جمہور انصار قتیضہ بنی ساعدہ میں کوا اسطے فیصل کرنے قضایا اور خصوصیات کی کوہ محل اجتماع اور نکاح جامع ہوئے

اور سعد بن عبادہ کو ادسکی گھر سے باہر ارادہ لائے تھے کہ اسکو خلیفہ کریں حالانکہ وہ مرہض تھا مجمع ذرک سعد نے  
ایک خطبہ پڑھا مختل اور چھوٹنا لے الہی اور درود رسالت پناہی کے اور بیان فضل اور سبقت اسلام کی اور یہ کہ  
رسول خدا نے حدیثہ سال اپنی قوم میں دعوت کی طرز اسلام کی اور ایمان نہ لائے مگر تھوڑی آدمی اور وہ قلیل بھی ہوں  
کی حمایت اور اعزاز دین اور دفع ایذا اور اضرا کفار پر قادر نہ تھے یہاں تک کہ خدا نے قتالے نے ساتھ مقدم شرفیاس  
جناب کی ہمنامی شہر کو مشرف کیا اور توفیق اسکی حمایت اور اسلام کی دی اور سعادت جہاد کے ساتھ دین کی  
تکو نصیب کی تاہم یکہ عرب ظلم اور جور اور کفر اور طغیان اور حال اعوجاج سے اوپر راہ استقامت اور عدل اور ایمان  
اور عرفان کے آڈ اور قبائل عرب بواسطے شمشیر ہمنامی کے طوعاً اور کرہاً تابع اور منقاد رسول خدا کے ہوئے اور وہ  
جناب تم سے راضی اور خوشنودیمان سے گویا داسراں کو پہلے اس سے کہ آدمی درپے اسکے آئین انصاف نے جواب  
دیا اور کہا کہ تم اچھا کہتے ہو ہم تم کو خلیفہ اور امام اپنا کرتے ہیں اور ہم سب سے راضی ہیں پھر آپس میں سب سے صلاح کی  
کہ اگر ہمارے قریش امر خلافت میں مضائقہ کریں اور ساتھ فضیلت اقدسیہ حضرت کی اور سبق اسلام اور سچت  
اور بزرگی و اہمیت قریش کی اس جناب کے ساتھ شک پکڑیں تو ان کو کیا جواب دین ایک طاغوت نے کہا کہ ہم کہیں گے  
کہ مٹا امیر و منکلم امیر اور بغیر اسکے ہرگز راضی نہ ہونگے سعد نے کہا کہ ہذا اہل الوہن اور جو کچھ جسکے خیال میں آتا تھا وہ کہنا  
تھا کہ اس میں ایک انصاف نے ان کی اجتماع کی خبر غلطاً کہی پناہی اور مبالغہ کیا کہ جلد ان کی خبر لو اور پہلے اس سے  
پوچھو کہ کوئی امر احداث کریں کہ وہ امر منجر بقبائیل چرال ہو یہ سننے ہی پر جناب سے لڑا کے گھر میں آیا اور ابو بکر کو اس امر  
کی خبر دی اور واسطے جانے سیغہ نبی ساعدہ کی تخلص کی ابو عبیدہ اور ایک جماعت اور نے ہاجرین سے انکی ساتھ  
اتفاق کیا اور روانہ ہوئے اور علی ابن ابیطالب اور بنو ہاشم اور زیور و فہوہ ایک جماعت قلیل تجیز اور تکفین اور غسل و  
دفن جناب سے خود ان میں دخول ہو رہا میں دو آدمی انصاف سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرا من بن ہدی شیخین  
سے لے اور ان کی بہت دلداری کی اور جب یہ سیغہ میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا انصار گرد  
اسکے بیٹھے ہیں اور وہ شخص ہندگی اور فضیلت اپنی بیان کرتا ہوا اور ارادہ خلافت کا رکھتا ہے پھر نے پوچھا کہ یہ کون  
شخص ہے کہا سعد بن عبیدہ ہوا ابو بکر نے پہلے فضل ہاجرین کی اور پھر فضائل انصار کے بیان کر کر کہا کہ ہاجرین سبب  
قرابت قریش کے جو رسول خدا کے ساتھ رکھتے ہیں سب عرب و ہنر میں مازوئے حبیب اور گھر کے یعنی مکہ معظمہ میں  
لوگ کسی کی مشاود اور تابعدار نہ ہوں گے مگر اس شخص کی کہ جو قریش سے ہوگا تم انہر حسنہ لیاؤ اور ان کی مخالفت نہ کرو  
اس واسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہوا الناس شیخ القریش یعنی آدمی تابع قریش کے میں اور تم ہمارے بھائی ہو کتابتہ میں  
اور شریک ہمارے ہو دین میں اور دوست ہمارے ہو سب زیادہ اور سزاوارتر ہو ساتھ اسکے کہ راضی ہو ساتھ  
فضل حق قتالے کی انصاف نے کہا کہ ہم ہاجرین میں سے ایک شخص کو اختیار کرتے ہیں اس شرط پر جب ہر دو بعد کے

انصار کو ایک شخص خلیفہ ہوا جب مرکز کو پھر مہاجر سے ایک خلیفہ ہوا اور اسی طرح ہر مہاجر اور یہ امر بہت بہتر ہے  
اس واسطے کہ اگر کوئی مہاجر ارادہ بدی کا کرے تو خوف انصار کے نہ کرنے پاوے گا اور بالعکس عمر نے کہا کہ بخیر اس کو گندہ کا لغت  
ہم کوئی نہ کرے گا مگر یہ کہ ہم اس کو قتل کریں گے جناب بن منذر انصاری خزرجی کہ فدوی بلال نے کہا تھا اٹھا اوٹھا اوٹھا کہ وہ اللہ ہم  
کسی کو اسے خلافت اور حکومت کے اپنوا پر اختیار نہ کریں گے ہم میں سے ایک میر ہوا و ہم میں سے ایک میر ہوا ابو بکر نے کہا کہ ایسا  
نہیں ہمارے حق ہمارا ہی اور ہم ہمارے بھائی ہو جناب نے کہا کہ ای انصار ہرگز اس امر کو قبول نہ کرنا کہ تمام حق ہوسا تھا خلافت کو  
اگر وہ مہاجر نہ بنا میر و منکر میر و ملاکر ہم ہمارا جرات نہ کرنا پھر فرار پائے عمر نے کہا کہ اللہ ولی خلافت میں روا نہیں ہے  
عمر ہمارے خلافت پر راضی نہوں گے کہ نبی ہم میں سے نہیں ہے جناب نے کہا کہ ہم ڈرتے ہیں کہ مبادا درپردہ شخص میر ہو جو کچھ  
بانی ادا کو منسے مارا ہو عمر نے کہا کہ پوچھو کچھ کہ پوچھو میں جناب اور عمر خطاب سخنان غلیظ و سخت واقع ہوئے آخر عمر نے  
کہا کہ اب صلح بینہما فی عدم و واحد دو تلواریں ایک میان میں نہیں رہ سکتیں پس درمیان مہاجر و انصار کی فحاصمت  
نہایت قوی ہوئی کہ قریش کے فیما بین مقابلہ واقع ہوا اور سعد اس غوغا میں نیچے پاؤں کے روند گیا اور کئی انصاریں سے  
کہا قاتل سعد اے عمر نے کہا اقلوہ قتلہ اللہ ویرا یتے قتل اللہ سعد افا نہ صاحب رقتہ ابو بکر نے جو یہ حال دیکھا تو طرفین کو  
ابو بکر صحت کیا اور کہا کہ اگر وہ انصاری نہیں قسم ہے خدا کی کہ شب عجبہ کہ تم نے رسول مقبل ہو بیت کی جہاں شروط سے کہ تمہارا  
ساتھ کی گئیں تجھ میں ایک تھی کہ امر خلافت اور حکومت میں منازعت اور مخالفت نہ کرنا اس شخص کے ساتھ کہ جولا ئی میں  
امر کے ہوسکتے کہا کہ ہاں پس زید بن ثابت انصاری اٹھا اور کہا کہ رسول خدا قوم مہاجرین سے ہے خلیفہ اس کا ہو گا مگر مہاجر  
سے اور ہم انصار انصاری ہیں جیسا کہ انصار اس کے رسول کے تھے بیعت کرو مہاجرین کے ساتھ ابو بکر نے کہا کہ خیر اے اللہ خیراً  
پس ہاتھ اٹھ اور ابو بکر کا پکڑو اور کہا کہ میں ان دو مردوں کو شائستہ خلافت جانتا ہوں عمر نے کہا کہ بلکہ ہم تجھے بیعت  
کرتے ہیں کہ تو بہتر اور تر مہاجر ہے اور کوں ہے کہ جس میں بیٹیں فضیلتیں جمع ہوں کہ یا علی یا ثنیں اذہما فی الخلد اذ یقول صاحبہ  
لا تخزن ان اللہ عنہما سے معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ ابو بکر کا پکڑو اور اس سے بیعت کی اور مہاجرین سے کہا انہوں نے بیعت کو بعد  
اس کے انصار نے بھی بیعت کی مگر عورتی سے تو میوں نے کہ بعض نے کہا کہ ہم کسی سے بیعت نہ کریں گے مگر علی ابن ابیطالب  
سے اور سعد بن عبادہ جب تک جیتا رہا از روئے قصد و عناد کے بیعت کی **تفسیر** پر شیعہ مذہب سے کا اختلاف انصار کا  
مہاجرین کے ساتھ بنا بر عادت و عادت کے واقع ہوا تھا کہ کسی قوم پر حاکم نہ تھے مگر لوگوں میں سے کسی کو وہ اس قوم سے  
ہوتا تھا اور اس قتل رسول خدا سے کہ اللہ میں قریش غافل اور دائل تھے اور جب اس بات سے آگاہ ہوئے تو مخالفت سے بیعت  
پر در ہوئے اور یہ مخالفت میں انصار مہاجر و ولایت واضح رکھتے ہیں اس بات پر کہ خلیفہ اسالت پناہ نے کسی ایک صاحب  
سے مجھو میر مقرر فرمایا تھا اس واسطے کہ لگا اس جناب سے اس باب میں نص واقع ہوتی تو یا اختلاف فیما بین نہوتا اور دونوں  
قریش اس نص کے ساتھ تھے کہ وہ دین سے منقول ہے کہ دوسرے دن سبیل ہرینہ نے بیعت کی اور علی کرم اللہ وجہہ

نے جب تکبیا فاطمہ علیہا السلام زندہ رہیں ہیعت نکلی اس واسطے کہ خاطر اس جناب کی بنیدہ معنی اس واسطے کہ بیکر  
 نے ہم خلافت اور ہیعت لینے میں آدمیوں سے صبر نہ کیا تاکہ وہ حضرت بھی حاضر ہوئے اور ابوبکر اذن کے ساتھ مشورہ کرتا  
 اور اکثر نبی ہاشم نے بھی علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ موافقت کر کے ہیعت نکلی اور ایک جماعت قریش مثل طلحہ و زبیر اور خالد بن  
 بنی اہاص اور ایک گروہ انصار نے توقف اور تعلل ہیعت کرنے سے کیا اور آخر چند روز کے ہیعت کر لی مروی ہے کہ جب  
 ہیعت تمام ہوئی اسی روز امیر المؤمنین ابوبکر صدیق نے خطبہ پڑھا اور حمد و صلوات کے بعد کہا کہ میں امر خلافت میں مجھ  
 میل اور مجاہد اور فروگر اشد نکر و نگاہ اور جب میں طاعت خدا و رسول کی کروں تو تم بھی میری طاعت اور تابعداری کرو  
 اور عیسان خدا کا کروں تو اسوقت کوئی تم میں ہی میری اطاعت اور فرمانبرداری نہ کیے کہ اسوقت میرا حکم تم پر نافذ نہیں  
 اور جو مجھے خطا واقع ہو تو مجھے تنبیہ کرو اور طرف جواب کی راہ دکھلاؤ اسوقت بیچ و دن جناب سولہ کے مشغول ہو  
 اور جو فراغ بھر ابوبکر نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ مجھے جو تجھے ہیعت میں اس قدر اتہام دیکھا ہے ازراہ حرص و طمع کے تھا بلکہ  
 خوف فتنہ و فساد کے تھا اب کہ محمد اللہ وہ خوب طرف احسن کو چاہو خلیفہ کرو کہ میں بھی اسکی متابعت کروں گا سب نے  
 کہا کہ خلافت نصیب تمہاری ہے ہم سب تم کو ماضی میں ابوبکر نے کہا اللہ صلی علی محمد و آلہ وسلم علیکم اور خلافت نے اذن پر  
 قرار کیا اور ایک جماعت نے اہل تواریخ سے لکھا ہے کہ جب ہم ہیعت ہوئے تو ابوبکر نے سب صحابہ میں انصار کو جمع  
 کیا اور اس مجمع میں علی مرتضیٰ کو بلایا جمع آئے اور باعث بلانیکا بوجھا تو عمر نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ جیسے سبک دیوں  
 ہیعت کی ہے تم بھی ابوبکر سے ہیعت کرو علی مرتضیٰ نے کہا کہ جس بات سے تم نے انصار پر حجت پکڑی ہے وہی بات سے  
 میں تم پر حجت پکڑتا ہوں تم کہو کہ رسول خدا اقریب کس کے ہیں عمر نے کہا کہ تمہیں نہ چھوڑیں گے جب تک تم ہیعت نہ کرو  
 علی مرتضیٰ نے کہا کہ پہلے تم میری اس بات کا جواب دینا بعد اس کے مجھے ہیعت چاہو ابوبکر نے کہا کہ ابوبکر سولہ کے  
 سبقت کے اسلام میں اور فضل و قربت کے رسول خدا کے ساتھ سزاوار حکومت اور خلافت کا ہوں لیکن جو میرا ہے  
 ابوبکر پر اجماع اور اتفاق کیا مناسب ہے کہ تم بھی ان کی ساتھ اتفاق کرو علی نے کہا کہ ابوبکر وہ ہیں اس امت کا ہے  
 بقول رسول خدا و معتقدا امانت کا راستی ہے گفتار اور کردار میں جو بخشش اور مہربانی خداوند عالم نے خاندان رسالت  
 کو کرست فرمائی ہو سکی پابند ہو کہ اسکو جگہ دوسری نقل کر دہم بطرقان و دوحی اور مورد امر و نہی و مباح و منہع و فضل و  
 علم اور مدح و مغل و حلم ہم میں اور بواسطہ ان امور کے خلافت کی شان شدہ اور امارت کے سزاوار ہیں ابوبکر نے جو دیکھا کہ انکا  
 علی مرتضیٰ کے جملہ حکم اور ہوا میں تو ازراہ دفع و مدار کے کہا کہ اچھی حکم و یگان تھا کہ تم اس امر میں میری ساتھ بگڑا  
 شکوہ گئے اور اگر میں جانتا کہ میری ہیعت ہو تم خلف کو گئے تو ہرگز میں قبول نہ کرتا اب کہ آدمیوں نے مجھے ہیعت کر لی ہے  
 اور مجھے اتفاق کیا ہے تو اگر تم بھی ان کی ساتھ موافقت کرو تو بہتر کہ میں میرا مطابق واقعے کے کیا ہوا گا اور اگر ناخفاف  
 کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس امر میں قائل اور فکھ کرو تو کوئی حرج تمہارے لئے نہیں ہے پس علی جلس سے اٹھ کھڑے ہوئے

[illegible]

انکو قتل کروں یا میں چٹاؤں انتہا پر جب یہ نامہ حاویہ بغیہ کا حضرت امیر المؤمنین کو پہنچا تو اس نے جواب میں لکھا  
 کہ فحش مرتبہ اولیٰ بالقرباۃ و تارثہ اولیٰ بالطائفۃ ولما اخرج المہاجرین علی الانصار یوم السقیفۃ  
 رسول اللہ فلجموا علیہم فان لم یکن الفلج بیدہ فالحق و انکم وان یکن بغیرہ بالانصار علی دعویٰ ہر  
 وزعت انی الخلفاء حسدات و علی کلہم بغیۃ فان یکن ذلک کذلک فلا یس الخنابۃ علیک  
 فیکون العذر لیک ذلک شکاکہ ظاہر عنک غارھا و قلت انی کنت قاد کما یقال لجم الخشوع  
 حتی اباع ولہم اللہ لقلادۃ انہ قد مات و ان تصدق فی حقہ فیمالک اللہ فیمالک انیکو مظلوم لیک شکاکہ ذلک من ذلک  
 بالیقین فی حقہ حتی لہ غیرہ قصہ کو یہ خط بعد حاجت محمود اسانفل کیا اور ترجمہ کیا یہ کہ اے حاویہ ہم ازراہ قرابت رسول بھی ملو اور  
 ترین اور ازراہ طاعت کو بھی اولیٰ اور اس میں کہ خداوند عالم نے آیہ اولی الامر میں ہماری اطاعت سے متعلق ہر واجب اور لازم  
 کی ہر وجہ کے مہاجرین روز سقیفہ انصار پر حجت لائے تھے کہ پیغمبر میں ہو ہے پس اگر حجت تمام ہو تو ہم اسی ہی حجت کو ساتھ لے لیں  
 خلافت کے ہم سے اور اگر حجت تمام نہیں تو انصار اپنے دعویٰ خلافت پر باقی ہیں اور تو نے گمان کیا کہ میں نے خفا کا حکم کیا اگر یہ درست  
 ہو تو کچھ برا تصور نہیں کیا تاکہ تیری رضا مندی اور عزت و درکار ہو اور اس میں کچھ عیب عار و ننگ تیری طرف عائد نہیں اور مجھے کچھ  
 تعلق اس کا نہیں اور یہ جو تو نے لکھا کہ تم مانند اس دنٹ کے ہو کہ اسکو ہمارے کچھ بچے ہوں بہت کیوں اسے بچے جانے تھے  
 پس تم ہے خدا کی کہ تو نے میرے اس امر سے مذمت چاہی تھی اور حالانکہ درحقیقت تو نے میری بیعت کی اور چاہتا تھا  
 میری فضیحت کو حالانکہ تو خود فضیحت ہو گیا اور اس میں مومن کیوں اسے کیا نقصان اور عیب ہے کہ وہ مظلوم ہو کر  
 اور لوگ اس پر ظلم و تعدی کریں جب تک کہ اسکو اپنے دین میں شک و راض نہ ہو اور یہ کلام نیز حجت ہے میری طرف  
 غیر تیری کے کہ وہ اس کلام سے مظلومی اور مجبوری میری محبت جبری میں ثابت کریں گے تمام ہوا ترجمہ کلام معجز نظام  
 جناب امیر کا اور بھی خطبہ شریف میں اس حضرت نے اول سے آخر تک مظلومیت اور مظلومیت حق خلافت اپنی کمال  
 و ضیح بیان فرمائی ہے جو شخص چاہے جو ع کرے اور یہ خطبہ کتاب بیعہ البلاء میں مذکور ہے اور صاحب مونس اور صاحبہ  
 نہایہ اور صاحب مجمع البحار وغیرہم نے فضائل اہلسنت سے اسکی صحت کی گواہی دی ہے اور اس الی الحدید نے کہ  
 فاضل متداول خلاف کا ہے اقرار کیا ہے کہ کلمات ظلم و شکایت غاصبین خلافت کی بکثرت اور تو اترا و حضرت  
 سے ثابت ہو جو میں جیسا کہ لکھا ہے کہ کبریات و مرات حضرت فرماتے تھے فی مازلت مظلوم مانند قبض التمدین لیلی یومنا  
 ہذا یعنی میں ہمیشہ ظلم و ستم کیا گیا ہوں جسے جناب سے خود دانے وفات پائی اور لکھا ہے کہ اسی قبیل سے ہر کلام آنحضرت  
 کا اللہ احسن قرینہا فانھا منقذہ حق فی حق یعنی بار خدا یا ختم کرو کہ قریش کی پس تجھ میں کہ انہوں نے حق  
 میرا چھین لیا اور غصب کیا مجھے امر خلافت کے تین اور بھی فرمایا حضرت قرینہ اعظم الجوارے فانہم مظلومی  
 واعتصموا سلطان اربعی یعنی خرابے بد سے جاوین قریش پس یہ تحقیق کہ ظلم کیا انہوں نے اور ہر میرے

اور غصہ کیا مجھے سلطنت پر علم اور بھائی میری کی اور یہی ماہن ابی الہید لکھتا ہے کہ ایک شخص کی نالاء فریاد کی آواز حضرت  
کی کان میں پہنچی تھی کہ وہ کہتا تھا انا مظلوم فرد یعنی میں مظلوم ہوں اور تنہا ہوں اسوقت وہ جناب فرماتے تھے کہ تجھ شخص  
یہاں تک ہم اور تو دونوں ہمدرد ہیں باہم فریاد و ناکہ کرین کہ ہم پر بھی ظلم و ستم واقع ہوا ہے اور بھی لکھا ہے کہ اس جناب نے حق میں  
یہ شخص کے فریاد کا اصغیا با ناعنا و جلاں قاب الناس علیہ رقابا یعنی ان دونوں نے کچھ کیا برتنوں ہمارے کے  
تھیں اور سوار کیا انہوں نے لوگوں کو اوپر گردنوں ہمارے کے اور بھی وہ حضرت فرماتے تھے کہ ہمارے مستانرا علی  
حد تو حاکما اسحق و اسحق یعنی ہمیشہ اختیار کیا اور ترجیح دیا اوپر میرے غیر میرے کو کہ لائق امامت اور خلافت کی نہ تھا  
اور ہمیشہ دفع کیا گیا اور باز رکھا گیا میں باہم حق کو میں اس حقائق اسکا رکھتا تھا اور شہادت بن تجسیر و روایت کی ہو کر اسے کہا کہ  
اسرا ثنائین کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام پر تھے کہ نگاہ ایک اعلیٰ آیا اور آواز فریاد و نالاء اور کلام مظلمتہ کی اس بلند کی حضرت  
نے اس کو فرمایا کہ قریب قریب آیا تو فرمایا کہ لَعَلَّ ظِلْمَتِ مَعْنُو النَّجْوِ وَالْمَدْرِیْنِ اے اعرابی اضطراب نہ کریں ظلم کیا گیا ہوں بعد  
شمار گریز اور کلج کے پس وہ لوگ جو اس کا دھوکہ کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ابو بکر سے بیعت کی ہونے کے نہ چاہتے تھے کہ تم اس  
کو کس جیت سے کہتے ہو ان روایات منقولہ منکرہ ہو تو یہاں ہوا کہ اس جناب نے بیعت ابی بکر سے انکار کیا اور کہا کہ حق میرا ہوتا ہے  
اور سوائے اس کے ابن ابیہ نے نمایاں میں لکھا ہے فی حدیث علیہ السلام ان یطہرناخذہ وان یمنعہ نرکب اعجاز اولی  
وان طال الامل الشرح الکریم علی اعجاز الابل شان ای ان مضار کتبنا علی الابل مرکب المشقة تبارک علیہا فی طلال الامل قبل  
اعجاز الابل مثل الناجی عن الحی الکل کان و تقدم غیرہ واذ یصیر علی ذالک وان طال مدای قیل صلا تاقنا  
وان اخوانا خبر علی اشہ وان طال الکل یام بی یعنی بیحدیث علی کی کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ خلافت حق ہمارا ہے  
اگر وہ جائیں گے ہم حق اپنا پس لین گے ہم اسکو اور اگر منہ گئے جائیں ہم اس سے پس سوار ہوں گے ہم اعجاز اہل کو اگرچہ دراز ہو  
عدت بن اشیر شرح میں اس حدیث کی لکھتا ہے کہ سوار ہونا اور برستی گاہ شتر کے شاق و دشوار ہواے اگر منہ گئے جائیں اپنے  
حق کو تو سوار ہوں اور شتر کے جگہ شتر کی جگہ رکھنے والے اوپر اس کے اگرچہ دراز ہو مدت اور بعضوں نے کہا کیا اعجاز الابل  
مثل نسائی کے واسطے متاخر ہوئے اس حضرت کا اس حق سے کہ تھا واسطے اس کے اور متعدد ہونے غیر اس کی کے اور یہ کہ صبر کیا  
اس جناب نے اگرچہ دراز ہوئی عدت یعنی اگر مقدم ہوتے ہم واسطے امامت کے پس مقدم ہوتے اور جو مقرر ہوئے تو صحابہ  
اوپر اثر اس کے اور اگرچہ دراز ہوں الیم پس یہ کلام اس جناب کا دلالت تمام رکھتا ہے عدم رضا پر پس اگر وہ جناب رضی ہو  
تو ہم ہمیشہ تک بیعت ہو انکار کیوں کرتے اور گھرا گیا کیوں جلو اتی گردنیں رسی کیوں بندھواتے اور ایک کلام جلیلہ الہی  
روایات پر یہ مرتب ہوا کہ جماع انکا کہ جس سے خلافت خلفا کی ثابت کرتے ہیں باطل ہوا اس واسطے کہ مراد جماع سے ان کے  
مزدکیہ ہو کہ اتفاق کریں جمیع اہل حل و عقد امت محمدی کی ایک امر پر ایک انیس پس جبکہ اس میں حل و عقد جناب علی او  
ذیر اور تمام بنی ہاشم اور فضیلہ بنی ہاشم وغیرہ نے اس میں بیعت کی تو اتفاق جمیع اہل حل و عقد کا ایک وقت میں ہو



اور جبکہ اجماع کہ جو حجت الکی ہو خلافتِ خبابِ عتیق پر مستند نہوا تو خلافت بھی اذکی باطل ہوئی سو اسکے خبابِ عتیق  
فریقین محفوظ اور معصوم تھے اور رسولؐ نے اذکے حق میں فرمایا تَحَارَّ حَمَّ اللَّهِ عَلَيْنَا اللَّهُمَّ احْدِ الْحَقَّ مَعَ حَبِيبٍ دَارَ  
یعنی رحم کرے اللہ علیٰ ہرے بار خدایا پھر درحق کو ساتھ علی کے جھڑون کے علی پھر سے خبابِ مشکوۃ شریف میں یہ حدیث  
لکھی ہوئی ہے پس جس صورت میں کہ علی سب خطا اور گناہ سے نزدیک و نوز فزون کے پاک ہوو اور حق اذکی تابع ہو تو  
جو فرامین گئے وہ حق ہوگا تو یہ بات بھی اس خباب کے کہ خلافت حق میرا ہو اور میں اسکا مستحق ہوں اور میرے مجھے کی  
چاہئے نہ تم سے اور سلطنت رسول کو اون کے گھر سے اپنے گھروں میں نفل نکر و صحیح اور حق ہوگا اور جب یہ بات حق ہوئی  
تو خلافت خلفا کی باطل ہوئی پس یہ کیفیت بیعت کرنے خبابِ عتیق علیہ السلام کے ابو بکر سے اور طریقہ اہل تسنن کے تمام اہل  
بیعت مذکور کا بطور فرقہ متحدہ امامیہ ثنائی عشریہ کہنا چاہئے اور صحیح اور روایات و یقین سے تمیز و یکسانی خالص  
کر لینا چاہئے فاعلموا انہا للبلایۃ اللہ الصراط المستقیم کتب فرقہ شیعہ میں صورت اس قصہ کے اس طرح پر ثبت ہو  
کہ جیسا کہ شیخ طبری قدس سرہ نے احتجاج میں باسانید صحیح بیان کیا ہے کہ جب رضی اللہ عنہ نے خباب بن مویہؓ کو  
کی تو حضرت نے انصار کو طلب کیا اور خباب علی اور عباس بن تکیہؓ کو اور دولت سر سے برآمد ہوئے اور سونے سے  
نیکو کر کے ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت اذکیا اور پھر خود شاکر اپنی الملبیت کہ حق میں وصیت اور وصیت خدائی  
اور ارشاد کیا کہ ایسا الناس کوئی پیغمبر دنیا سے تشریف نہیں لے گیا مگر یہ کہ اپنی اہمیت میں خلیفہ چھوڑا اور میں بھی  
تم میں دو امرا نمایاں اور بزرگ چھوڑا ہوں ایک کتاب خدا دوسری الملبیت اپنی جو شخص ان کو مصلح کر لیا خدا اسکو  
مصلح کر لیا پس تم سب ان دونوں اور دونی رعایت بہت کرنا پھر حکم دیا اسامہؓ کو کہ لشکرِ انپاشہ سے باہر بجائے اور  
اسلحہ میں بہت مبالغہ فرمایا جیسا کہ اپنی جگہ پر ثابت ہو پس جب حکم اسامہؓ کو شہر کے باہر لگیا اور ایک نے سخ  
مدینہ سے باہر چاکر قیام کیا اور شیخین یعنی ابو بکر اور عمرؓ بھی اس لشکر میں شریک تھے دو روز تک لشکر باہر ٹہرا رہا پھر  
روزِ دوشنبہ کی چاشت کو حضرت نے انتقال فرمایا پیغمبرؐ سنکر اکثر آدمی لشکر سے پھرتے اور مدینہ میں ایک برہمن  
بزرگی حضرت ابو بکرؓ کا قبر پر سوار ہو کر شہر میں آئے اور ہجرت کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فریاد کی اور کہا کہ ایسا الناس کیوں  
ایسے مضطرب ہوتے ہو اگر محمدؐ کے پیروں کا محمدؐ تو نہیں مرا وہ تو زندہ ہے اور یہ آیہ و الحمد للہ رسولؐ انہی نہیں ہے  
محمدؐ مگر رسولؐ کہ پہلے اوسکے بہت رسولؐ گزر گئے مگر وہ مچائے یا مارا جائے تو تم دین سے پھر جاؤ گے اور جو دین سے  
پھر جاؤ لگنا خدا کو خضرؑ پہنچا لگنا اسلحہ انہیں انصار نے سعد بن حمادہؓ پر جمیت کی اور سفینہ بنی ساعدہ میں لائے  
کہ اس سے بیعت کریں پس نہ صرف ابو بکرؓ سفینہ کی طرف وڑے اور ابو عبیدہؓ کو کہ ہم کو گناہ کا تھا ہمراہ لگے دیکھا  
کہ جماعت انصار کے جمع ہو اور سعدؓ سبب بیماری کے ان میں لیٹا ہو غرض کہ انصار میں اور مہاجرین میں ہزارعت  
اور جھگڑا شروع ہوا اور بعد قیوں قال لبیک کے ابو بکرؓ نے انصار سے کہا کہ میں تم سے جانتا ہوں کہ تم ابو عبیدہؓ کو



یاعمر بنی بیت کرد کہ ان دونو کو میں نے اس امر کی واسطے پسند کیا ہے البو بکرؓ نے کہا کہ ای ابو بکرؓ تمہاری ہوتے نہیں اور  
 خلافت کا سہن میں اور تمہارے بعد میں کہہ سکتے کہ تم سالن الاسلام ہو کہ تم سب پہلے اسلام لائے ہو اور تم نے نماز پڑھو  
 ہو انصار نے کہا کہ ہم ڈرتے ہیں کہ کوئی اور شخص غالب ہو جائے اس امر پر کہ وہ ہم میں سے ہو اور نہ تم میں سے ہو پس ہم اپنے واسطے  
 ایک امیر مقرر کریں اور تم اپنے واسطے ایک امیر مقرر کرو ابو بکرؓ نے فضیلت مہاجر اور انصار کی بیان کی اور کہا کہ اگر وہ  
 انصار وہاں جو امیر ہوں اور تم وزیر ہو نہ کہ تم نے کہا کہ دونو ازین ایک غلاف میں نہیں ہاتھیں اور عرب بھی تمہاری خلافت  
 پر راضی نہ ہوں گے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ امام اس گروہ سے ہو کہ جس گروہ سے پیغمبرؐ ہوا اور ہم شہر اور کنبرہ پیغمبر کے میں  
 اور جو میرے کہنے کو نہ مانے گا تو میں اسکی ناک کاٹ ڈالوں گا بشیر بن سعد کہ بزرگان انصار اور قبیلہ اس سے تھا اور  
 انصار سعد کے واسطے چاہتے تھے اور سعد قبیلہ خزرج سے تھا اس سبب بشیرؓ اس پر حسد کرتا تھا اور جانتا تھا کہ اکثر خلافت  
 نہواور قریش کی خلافت کی طرف مائل تھا اور کتب قریش سے بیعت کرنے پر ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مہاجرین سے  
 بیعت کرو اور کہتا اسکا فطرہ طویلہ اور تمہارے اپنی خلافت کی واسطے کہ مشورہ آپس میں ہو چکا تھا کہ میں تمہاری بیعت  
 کے واسطے کہوں گا تم مجھے بیعت کرنا کہ تمہیں دیکھ کر سب بیعت کر لیں گے پس ایسا ہوا کہ انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری  
 ہوتے کسی اور سے بیعت نہیں کرتے تم ہاتھ اپنا بڑھاؤ کہ ہم تم سے بیعت کریں بشیرؓ نے کہا کہ میں اس بیعت میں تمہارے  
 شریک ہوں قبیلہ اس سے جو سخن بشیرؓ کا سنا تو انہوں نے بھی ابو بکرؓ سے بیعت شروع کی اور اس قدر ہم جم لائے کہ وہ  
 تھا کہ سعد آدمیوں کے پاؤں کے نیچے پسکر مر جائے اور ہلاک ہو کلاس میں وہ پکارا کہ ایو مجھے مارا تنے عمر نے کہا کہ  
 ہلاک کرو سعد کو خدا ہلاک کرے سعد کو عرض سعد کے بیٹے جو یہ دیکھا کہ نام اس کا قیس تھا اور زار اور ہاتھ سے عمر کی داک  
 پکڑ کر کہا کہ ایو پھر صواب خبیثہ بنی شہر میں ہوں ترسان و گریان ہو کر محل امین میں ہو اگر میرے باپ کا ایک یاں اسکا  
 ہو تو ایک یاں تیرے منہ میں باقی نہ چھوڑو نہ گایہ کہ سعد کے قبیلہ ولے اسکو اٹھا کر لے گئے مگر اس نے یعنی سعد نے ابو بکرؓ  
 سے بیعت نہ کی جبکہ مکہ نہ رہا اور آخر وقت شب اسکو تیرا رادہ تھمت جن پر کبھی یعنی شہرت دی کہ سعد کو جن نے  
 قتل کیا انقض کے سب انصار نے اور جو لوگ کہ مدینہ میں مامور تھے ابو بکرؓ سے بیعت کی الا جناب امیر المؤمنینؓ نے  
 کہ وہ جناب پیغمبرؐ اور انکے میں اور تفصیل جناب سیدؓ امین مشغول تھے سلیم بن قیس ہلالی کہتا ہے کہ میں نے سلمانؓ سے سنا  
 کہ جب جناب صل مقبول نے ولایت کی تو حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ نے انصار پر ان باتوں کو عجت پکڑی کہ جن باتوں کے  
 ساتھ چاہئے کہ جناب علیؓ حجت پکڑتے یعنی کہا کہ ای انصار قریش اور خلافت میں تم ہوا حق میں اس واسطے کہ حضرت علیؓ  
 قریش سے تھے اور مہاجر تم سے بہتر میں کہ قرآن میں انکو انصار سے پہلے بیان کیا ہے اور انکو تفضیل دی ہے اور جناب  
 رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ امام قریش سے ہوں گے پھر سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں جناب پیغمبرؐ کی خدمت میں گیا اور اس ماجرو  
 کی خبری حضرت نے فرمایا کہ ای سلمانؓ تم نے جانا کہ اہل جس نے کہ ابو بکرؓ سے بیعت کی وہ کون تھا عرض کی کہ سب سے

پہلے بشیر نے بیعت کی تھی اور بعد اُسکے ابو عبیدہ نے اور بعد اُسکے عمر بن سالم مولائی خلیفہ نے پھر معاذ بن جبل نے حضرت نے فرمایا اے کوہنیں پوچھتا ہوں کہ جس سے پہلے منبر پر چڑھ کر جمعیت کی روہ کون تھا عرض کی کہ میں نہیں جانتا مگر میں نے دیکھا تھا کہ ایک منبر پر کنگیہ عصار کے ہوئے تھا اور بائیں دونوں آنکھوں کے اُسکے علامت سجدہ کی نمایاں تھے اور بہت عاید معلوم ہوا تھا جبکہ ابوبکر منبر پر بیٹھا تو اول وہ شخص منبر پر گیا اور کہا کہ الحمد للہ نہ مامین جب تک کہ مجھے اس کا بندہ نہ دیکھ لیا ہوتا کھولیں ابوبکر نے ہاتھ کھولا اور اُس نے بیعت کی اور کہا کہ یہ روز مثل روز آدم کے ہے پھر منبر پر سے اُتر کر سجدہ ہی چلا گیا حضرت امیر نے فرمایا کہ اے مسلمان تمہنے جانا کہ وہ کون تھا کہا نہیں مگر مجھ اوسکا یہ کہنا بہت بُرا معلوم ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ شامت کرنا ہی ساتھ وفات رسول خدا کے جناب علیؑ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا مجھے خبر دی تھی رسول خدا نے کہ روز غدیر خم جبکہ مجھ خلیفہ اور جانشین اپنا کیا تھا اور خلافت پر حکم خدا نصب فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ علیؑ اوئے ہے سب اُنکی جانوں سے اور حکم کیا تھا کہ حاضرین غائبین کو یہ بات پہنچاؤں جمع ہوئے یہ صبا حبشیطان کے شیطان کے پاس اور کہا یہ امت مرحومہ اور معصومہ ہے اور تمکھو اور سبکو اس امت مرحومہ اور معصومہ پر دست قدرت نہیں اس واسطے کہ اس امت ذنبناہلی بعد نبی کی اپنی تمام کے ساتھ جا ہی جو پیش شیطان منعم اور مخدوم ہوا حضرت امیر فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا نے فرمایا کہ جب میں دنیا سے جاؤں گا اور چند آدمی ظل بنی ساعدہ میں جمع ہوکر ابوبکر سے بیعت کریں گے تو اس وقت پہلے سب جو منبر پر ابوبکر سے بیعت کر لیا وہ شیطان ہوگا کہ بصورت مرد پر متحد آئیگا اور ایسا ایسا کہ گا پھر جمعیت کر کے باہر جائیگا اور اپنے اتباع کو جمع کر لیا کہ وہ سب اُسکو سجدہ کریں گے اور کہیں گے کہ اے سید ہمارے بزرگ ہمارے تو ہی ہے کہ آدم کو بہشت سے نکالا پس ان سے کہو لیا کہ کوئی امت ہے کہ بعد از نبی میرے گمراہ نہ ہوئی تم کہتے تھے کہ میں اس امت پر راہ نہ پاؤں گا دیکھتا ہوں کہ کوئی نہ کر ان کو ان کے پیغمبر کی مخالفت پر برا بیگنہ کیا مسلمان کہتے ہیں کہ شب ہوئی تو خواب امیرؑ نے خواب طمہ کو دراز گوش پر سوار کر کے اچھٹنیں کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایک صاحب و انصار کے گھر تشریف لیگئے اور ہر ایک کو حتیٰ اپنی خلافت اور امانت کا یاد دلایا کہ رسول خدا تم سب کے سامنے میری واسطے خلافت مقرر کر گئے ہیں اور مجھے اپنا خلیفہ فرمائے ہیں تم میری امت کرو اور میرا حق مجھے لو اور اود مجھے بیعت کر دے کسی نے قبول کیا مگر جو اکیس آدمی سوچنے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میں آ آدمی سوچ حضرت نے فرمایا کہ اگر تم سب کہتے ہو تو صبح کو اپنے سردار کو منہ دکھا کر اوسے ہو کر آؤ لیکن صبح کو اپنے چار آدمیوں کے کہ مسلمان اور اہل ذرا و مقدار اور عمار تھے کوئی گھر سے باہر نہ نکلا تین شب حضرت اسید طرح ایک ایک کے گھر پھر کر اوس کے لیے بجز وہ نہیں چار شخص کہ مذکور کی جب جناب امیرؑ نے یہ حال دیکھا کہ یہ لوگ تمام غدر و مکرمین میں یاری نہیں کرتے تو گھر میں جا کر بیٹھ کر اور قرآن کے جمع کرنے میں مشغول ہو کر اور جب تک کہ ان کو جمع کر لیا گھر سے باہر تشریف نہ لائے اور قرآن متفرق تھا تو ان اور محتون اور پرست اور بدیون پر لکھا ہوا تھا عرض اس شامین ابوبکر نے

ایک شخص کو حضرت کعب بن جہل کہ انکے بیت کریں حضرت نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن کو جمع نہ کروں  
 رد اوپر دوڑ کر کے نڈالوں گا یعنی گھر سے باہر نہ نکلوں گا مگر نماز کے واسطے یہ سنکر انہوں نے چند روز صبر کیا تا انیکہ وہ خباب  
 جمع کرنے قرآن سے فارغ ہوئے اور ایک نڈاس قرآن کو ایک مال میں لپیٹ کر اور ہر اُسپر کر کر مسجید میں ملائے اُسوقت  
 ابوبکر ایک عجیب حالت اصحاب کے ساتھ مسجید میں حاضر تھے حضرت امیر نے باور بلند نہ کیا کہ اتنا الناس جو وقت جمنا ہے لہذا  
 دنیا سے تشریف لیگے تو میں اونکی تجہیز اور تغیر اور تکفین میں مشغول ہوا اور اُس خبا کی مدفون کیا بعد اُسکے اس  
 قرآن کو کہ جو اس جگہ میں ہی بیٹھے جمع کیا اور کوئی آہ نہیں ہے کہ جبکو میں نے رسول خدا سے نہیں پڑھا اور اسکی تاویل  
 حضرت نے مجھے نہیں بتلائی پس تم قیامت میں یہ نہ کہنا کہ میں اس کی غافل تھا اور نہ کہنا کہ میں نے تمہیں اپنی مدد اور  
 یاری کے لئے طلب نہیں کیا اور اپنے حق کو یاد نہیں دلایا اور تمکو کتاب الکی طرف دعوت نہیں کی یہ تنگدستی کہ کہہ دو قرآن  
 کہ جو ہمارے پاس ہے ہر کوئی کافی اور دانی ہے اور تمہارے قرآن کی طرف کچھ حاجت نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے  
 قرآن کو نہ کیجئے تا انیکہ مہدی میرے فرزندوں میں اسکو ظاہر کر لگایا کہ کہہ اپنے دولت سر کو مراجعت فرمائی اُس نے  
 خبا یعین سے کہا کہ تو کسی شخص کو ان کے پاس بھیج کہ وہ انکے بیعت کریں اور جب تک کہ وہ بیعت نہ کریں گے میں ایمان پر  
 نڈالوں گا انکی جانب سے یہ کہ حضرت امیرؓ کو اہل بیت کو انکے بیعت کر دے انکو خلیفہ رسول کی حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا جلد رسول خدا  
 پر تم سب جھوٹ باندھا ابوبکر اور جو کوئی انکے پاس ہیں خود جانتے ہیں کہ خبا نے خدا نے سوا میرے اور کسی کو وصی اور  
 خلیفہ بنا نہیں کیا اور میری وصی ابوبکر نے ایک شخص بھیجا اور کہلا بھیجا کہ انکو امیر المؤمنین کی میت کو خبا بیٹے  
 یہ حکم ازادہ تعجب فرمایا کہ سبحان اللہ اسی حضور اسازادہ گزرا ہے کہ پیغمبر خاتم میں ہو گئے ہیں اور وہ خود بھی جانتا ہے  
 کہ عقب امیر المؤمنین کا سوا میرے اور کسی کے واسطے صلاحیت نہیں رکھتا وہ بھی اُس جماعت میں تھا کہ حضرت رسول  
 نے سب کو حکم کیا تھا کہ انجو پر سلام کریں امیر المؤمنین کہہ کر اور اُسوقت اُس نے اور عمر نے اور سب انکے اصحاب نے رسول خدا سے  
 پوچھا تھا کہ جو اپنے ہمین حکم کیا ہے کہ علی پر سلام کرو امیر المؤمنین کہہ کر حکم خدا سے ہے یا فقط آپ کے حکم سے حضرت نے فرمایا کہ ان  
 بحق و درست کی یہ امر جانب خدا و رسول خدا سے ہے اور امیر سب مومنوں کا ہے اور یہ مسلمانوں کا خدا قیامت میں اس کو  
 صراط پر بٹھلائے گا کہ اپنے دوستوں کو بہشت میں بھیجے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں غرض جیت خیر لیکر حضرت ابوبکرؓ کے پاس  
 گئے تو وہ سنکر چپ بید ہو پس خبا نے میرا اُس شب بھر غافل اور حسنین کو لیکر واسطے اتنا محبت کے جمیع اصحاب سے متوجہ  
 کے مگر تشریف لیگئے اور سب مدد و یاری طلب کی پھر انہیں چار آدمیوں کے کسی نے اجابت کی پھر عمر نے ابوبکر کو  
 برا بھلا کہہ کر کہا کہ لو کہ میں نہیں سمجھتا کہ کیوں کہ علی کو مسیت کر دینے واسطے لاؤ ابوبکر نے کہا کہ اسکو بھیجوں عمر نے کہا  
 کہ قنفذ کو بھیج کہ وہ مرد درشت ہے شرم لے جائیگا یعنی مدد سے ابوبکر کو یہاں سے عمر کی پسندانی اور قنفذ کو لیکر حاجت  
 احوال کے ساتھ بھیجا جب یہ گروہ دولت صراط خبا نے پرتے اور حضرت اہل ہونکی گھر میں داخل ہوئے

چاہی اُس خباب نے حضرت ندی اسحاق خند ابو بکر کے پاس آ کر احوال بیان کیا کہ وہ خباب حضرت گھر میں آنے کی  
 ہنہیں دیتین عمر نے کہا کہ میں جو تو دن کے کلام کو کیا کام تم بلا استرخا اور بدرون حضرت گھر میں چلے جاؤ اور علی کو  
 پکڑ لاؤ یہ کہہ کر خود بھی اپنی ہمارے بیوں کو لیکر کھڑ ہو گیا اور آگ اور لکڑیاں بہت سی لیکر خانہ ملائکہ کا خانہ خباب فاطمہ  
 علیہ السلام پر چڑھ آیا اور گرد خانہ وہ لکڑیاں جن دین اور اس وقت اُس گھر میں خباب لے کر اور فاطمہ اور حسین اور علیہ السلام  
 جمع تھے پس عمر نے دروازہ پر کھڑے رہ کر باؤ از بلند کہا کہ اے علی یا رسول اللہ اور خلیفہ رسول سے بیعت کرو اور زمین تو  
 میں اس گھر کو آگ لگا دیتا ہوں پس خباب طمہ دروازہ پر تشریف لائیں اور فرمایا کہ او عمر تو ہم کو کیا چاہتا ہے عمر نے  
 کہا کہ تم دروازہ کھول دو تاکہ ہم اندر آئیں اور جو تم دروازہ کھولو گی تو ہم اس گھر کو تم سب پر جلادیں گے خباب طمہ کھتر رسول  
 نے کہا کہ ای عمر تو خدا سے خوف نہیں کرتا اور ہمارے گھر میں ارادہ آئیں گا تا ہی پیسہ نہ کرے عمر نے اس جبر جبریت کے جواب میں کہا  
 کہ مجھے اس امر میں کسی طرح کا خوف نہیں اور نہ تمہارا کچھ پاس و لحاظ عرض کہ خباب تیدہ زمان عالم نے خلافت کباب  
 کو فہائش کی اور ان کے سمجھ میں کچھ نہ آیا اور آخر کار دروازہ باٹ پھٹا اور دھڑ دھڑا کر آگ لگا دی اور خباب فاطمہ  
 نے یہ حال دیکھ کر فریاد اُتار دیا اور رسول اللہ کی بلند کی اور زمین تو عمر ابن الخطاب نے یہ تعظیم کی دختر نیک اختر رسول  
 انام کی کہ خلافت شہر پہلوں پر دروازہ نہ درج پر اس محصورہ کے مار اس خباب کمال خزن و مال طاری ہوا اور رخ سو  
 قبر اہل خباب سے ملے کے فرما کر بکاری لگا دی پر بزرگوار ابو بکر اور عمر نے تیری کمالیت کو حق میں کمال پر عہدی کی کہ تو تم جو عہد  
 کیا تھا اسکو توڑ دالا اور تمہارے کہنے پر کچھ عمل کیا خباب علی نے جو یہ دیکھا تو حضرت کو تاب نہ نہ رہی و درگاہ گریبان خلافت  
 تاب کا پکڑ لیا اور زمین پر دے ملا کہ بی بی مبارک ظیفہ صاحب کی شکست نصیب ہوئی اور گردن خضر علیہ السلام کو استغیر چھوڑا  
 کہ قریب تھا کہ تن سے جدا ہو جائے اس وقت خلیفہ صاحب اپنی زندگی میں یوں ہوئے لڑہ بدن میں بڑ گیا مثل بیکانپنے  
 لگے کہ اس میں خباب علی کو وصیت رسول اللہ کی یاد آئی کہ اس خباب نے ارشاد کیا تھا کہ ای علی اگر تم یا رو دگار نہ پاؤ تو صبر  
 کرنا اور تلوار نہ چھیننا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوؤ اور کہا کہ حق اس خداوند عالم کے کہ جس نے تم کو گرامی کیا ساتھ پیغمبری کے  
 لے پس عرض کیا کہ تقدیر خدا اسطرح پر جاری نہوتی اور رسول خدا اسباب میں مجھے صبر کا حکم فرماتے اور عہد دیتے تو تو جانتا کہ  
 بے رخصت میرے گھر میں اسطرح داخل ہوتا خلیفہ صاحب خلاص اپنا فیضت جان کر شتاباً ہی اپنے لشکر میں آن ملے اور  
 چلے لشکر کو اپنی بددیکھو اسطرح ہمراہ لیکر آئے اور ایک عیت میں ہی کہ خلیفہ صاحب اس وقت پکارے کہ ای یارو درو اور مجھے  
 علی کے ہاتھ و چھڑاؤ پیسہ نہ کر دقتی حضرت فاروق دوسرے اور او کی چھڑاؤ لے کر بلا اذن گھر میں اس خباب کے گھس گئے  
 خباب نے بھی اپنی تلوار اٹھائی قہقہہ دیکھ کر ڈرا اور خیال کیا کہ اگر علی تلوار کھینچیں گے تو ایک زندہ نیچو رہیں گے  
 سو کچھ فقا ابو بکر کے پاس بدرجاس قدر اور باجریان کیا ابو بکر نے کہا کہ اگر علی بیعت کرنے نہیں آتا تو تم اس کے گھر کو  
 آگ لگاؤ و قہقہہ نہ کر آیا اور دعا پڑھتے ہو جن کے بے رخصت ہو حضرت کو گھر میں گھس گیا اور تلوار حضرت کی ہاتھ و چھین لی اور

اور کھلے میں لڑی باز دھکے کھینچتا ہوا لکھ سے باہر نکال لایا اور ابن عباس سے روایت یوں ہے کہ خالد نے تو اخبار لے کر پرانی خبر سنیے  
تو اس کے ہاتھ سے پھینک دیا کہ اس کو قتل کریں کہ اسے حضرت کو قسم دی فوراً اسے حجاب سے تلواریں ہٹائی گئی پھر عمر نے قتل کو بھیجا  
کہ اگر حضرت غلام علی کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو اسے خیر رسول اللہ کو بلا دہشت مارنا اور کچھ پروا نہ کرنا چاہیے دروازہ پر آیا اور گھڑیاں کیا  
ارادہ کیا تو خباثت نے دروازہ پر پش لے لیا میں اور اندر آئے سو منع کیا قتل نہ کروا کر باہر تشریف لے کر دھکا دیا اور کھلا کر دروازہ  
خباثت سے کھینچ کر پھوپھ کر پڑا اور اس خباثت کی اسلحہ ٹوٹ گئی اور صدمہ سے سب فرزند آپ کا حضرت رسول نے شکم ہی میں سخن نام کھا تھا سنا  
ہوا اور باوجود اس صدمہ پر بھی کچھ سیدہ کو قتل نہ کرنا چاہیے کی اس دشمن خدا نے ایک دنیا میں اسے دیکھا ہے کہ اسے حضرت کو بازو پر مارا  
کہ بڑی بازو مبارک کی ٹوٹ گئی اور اسی صدمہ سے وہ خباثت سیدہ بوئیں اور حبیبہ محصور ہوئیں سنا سنا شریف لگئیں تو دیکھا کہ  
ایک گدہ بزرگ باہر دین رہا کئی تھی فرض جی حضرت امیر کو صدیق کبیر تیلان کے پاس لڑی تو عمر تلوار پر بندہ کر حضرت کو سر پکڑا ہوا اور  
خالد بن ولید اور العبدہ اور سالم اور حاذ بن جہل اور خیرہ بن شبلہ و اسید بن حمیر اور بشیر بن سعد اور ابو منافقین بھی مکمل اور  
مسلم ابو بکر کے گرد انکو کھڑو گھوگھو اور حذیفہ بن یشیہ بن سلیمان بن قیس نے مسلمانوں کو چھڑا کر دیا یوگے بخصمت خانہ غلامین جل  
گئے تھے کہا ہاں اور التوا اور وقت خباثت نے اسے سر پر مقنع بھی نہ تھا اور وہ خباثت کو لپکا کر قتل میں اور کئی تھیں کہ اسے  
رسول خدا کی بات ہے کہ تم ہم میں سے تو شریف لگے ہو آج ابو بکر اور عمر نے تمہاری اہلیت سے کہہ سلا کر کیا سنا کہ ابو بکر اور اس کے صحابہ  
سب نے تمہیں عمر اور خالد اور خیرہ کے گرد انکو کچھ پروا نہ تھی اور انجام کار عمر نے کہا کہ میں عمر توں سے کہی کام اور حذیفہ ابیہ المومنین  
عالیہ السلام کو عمر کے پاس لے کر حضرت زفر یا کہ بخدا سو گندرا گزشتہ میری ہاتھ میں ہوتی تو تم مجھ پر گزشتہ بناتے اور اللہ  
میں اس امر میں اپنے اوپر اب ہلاکت نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر وہ چاہیں کہ وہ جنوں نے مجھے سعیت کی تھی سعیت میری نہ توڑتے تو  
اس میں تمہاری جہالت کو پریشان اور متفرق کرتا لیکن خدا لعنت کرے انکو کہ جنوں نے سعیت مجھ سے کر کے توڑ دی اور جب نظر لگوں  
کی حضرت پر پڑی تو کہا کہ اے نبی و دست بردار ہو حضرت فرمایا کہ ابو بکر سب جلدی کی تو نے اور خباثت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ  
اور انہ اسانی اہلیت کی آخر کس سبب تو کو گوسہ سعیت چاہتا ہے کل کی بات ہے کہ تو نے حکم خدا اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی تھی نہ کہ عمر نے  
کہا کہ اے علی ان بات کو چھوڑ دو ہم تم سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گے جب تک کہ تم سعیت نہ کرو گے فوایا کہ سعیت لگوں تو کیا کرو گے کہا کہ  
تم میں بذات عقل کریں گے کہا کہ اس وقت مارا ہو گا تم سے نہ ہوا خاصہ اور مولیٰ رسول ہوا ابو بکر نے کہا اور بروایت ابن عباس  
عمر نے کہا کہ بندہ خدا کا ہوتا تو مسلم لیکن بھائی رسول کا ہوتا غیر مسلم فرمایا کہ عمر تو اس کا انکار کرتا ہے کہ مجھے رسول خدا نے بھائی بنا لیا  
کہا ہاں پس اس خباثت سے صحابہ کو خطاب کہ فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو انصاف نہ کرے تو قسم دیتا ہوں خدا اور رسول کی قسم نے رسول خدا  
بروز عید غدیر میں نہ تھا کہ میری حق میں کیا کیا فرمایا اور فرمودہ بتو کہ میں کیا کیا ارشاد کیا ہے سب نے کہا کہ ہاں میں نے سنا ابو بکر طالع کھیل  
خالف ہوا کہ میلہ آدمی اوکلی ساتھ ہو جاوین اور باری کریں جلد بول اٹھا کہ اے علی جو کچھ تم کہتے ہو سب سچ ہے اور میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے  
اور سب میں یاد ہے لیکن میں بھی اس کے بعد بھی رسول خدا کو سنا ہے کہ تم اہلیت کو خدا نے برگزیدہ اور گرامی کیا ہے اور تمہاری واسطے اختیار

کیا ہی آخرت کو دنیا پر اور رسالت اور امامت دونوں کو تم میں جمع نہیں کیا جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے منکر  
ارشاد فرمایا کہ کیا کوئی شخص جسے کبیری گواہی اس بات کی دی گئی کہ ابوبکر خلیفہ رسول کے ساتھ البتہ حضرت نے یہ ہی فرمایا  
تھا کہ ابوبکر عیدہ اور سالم مولایٰ حذیفہ اور معاذ بن جبل نے بھی گواہی دی کہ تمہیں بھی اسنا ہے جو کچھ کہ خلیفہ رسول کے ساتھ جناب میر  
علیہ السلام نے فرمایا کہ وفا کی تم با نچون آدمیوں نے اس حذیفہ ملعونہ پر کہ جسکو تمہنے خانہ کعبہ میں باپ منعمون لکھا تھا اگر  
میر صلعم مر جائیں یا ماری جائیں تو ہم کچھ نہیں گے کہ خلافت اسی کی اہلیت کو پہنچی اور اس حدیث کو اس ہی جگہ وضع  
کیا تھا ابوبکر نے کہا کہ تمہنے کیونکر جانا کہ تمہنے ایسا کیا تھا فرمایا کہ اے زبیر اور اے سلمان اور اے ابوذر اور اے مقداد میں  
سوال کرتا ہوں جسے حق خدا کے اور حق اسلام کے کہ تمہنے ہمیں سنا ہے جناب رسول خدا صلعم سے کہ ان پانچ آدمیوں کا  
حضرت نے نام لیا تھا اور فرمایا تھا کہ انہوں نے ایسا نہ لکھا ہے اور باہم دیگر یہ عہد و پیمان کیا ہے سب نے کہا کہ ہاں ب  
سچ کہتے ہیں ہم نے سنا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ان لوگوں نے یہ نام لکھا اور آپس میں یہ عہد و پیمان کیا ہے کہ خلافت کو  
اہلیت کی طرف سے بھرنے دیں گے اور اسوقت اپنے بوجھا بھی تھا کہ باب میری فدا ہوں آپ پر سواے رسول خدا جب  
ایسا کچھ یہ لوگ کریں تو میں اسوقت کیا کروں حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر تو مدگار پاؤ تو ان سے جفا کرنا اور ارٹا اور اگر  
مدگار نہ پاؤ تو اپنی محافظت کرنا اور ان کے شر سے بچنا اور اپنے آپ کو قتل نہ کرنا پس خیال ہے علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر  
چالیس شخص جنہوں نے مجھے سعیت کی تھی نہ بھرتے اور سعیت شکنی نہ کرتے تو میں انہی فی سبیل اللہ جفا کرتا اور بخدا گوند  
کہ یہ خلافت کہ جو ابوبکر اور عمر نے مجھے غصب کی ان کی اولاد کو نہ پہنچے گی پس مقدار کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے علی اگر  
حکم دو تو بخدا سو گند کہ میں اپنی تلوار سے ان کو ماروں اور اگر فرماؤ تو ان سے باز رہوں فرمایا کہ اے مقداد ان سے ہاتھ اٹھاؤ  
جو کچھ کہ رسول خدا نے وصیت کی ہے اور عہد لیا ہے اسکو خاطر میں لا بھر سلمان کھڑے ہو اور کہا کہ بخدا اگر میں جانتا کہ  
ان کے ظلم کو دفع کر سکتا اور دین کو غلبہ دے سکتا ہوں تو البتہ میں انہیں تلوار کھینچتا اور یہاں تک میں ان کو مارتا کہ  
غالب ہوتا یا برابر رسول خدا اور اس کے وصی اور خلیفہ کو اس ذلت سے کھینچنے لائے ہو پریشان ہوں تلوار خدا کی اور  
نامید ہو ہمتوں اور اپنی امیدوں سے پس ابوذر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے امامت محمد صلعم بعد اپنی پیغمبری کے جبرائیل  
ہوئے اور اپنی گنت ہوں میں بخدا دل اور پریشان خدا تمہنے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ  
وَّ اٰلَ عِصْحٰکَ الْعَلٰی ذٰلِکَ بِمَکَرٍ مِّنْکُمْ فَخَرٰکَ اللّٰهُ نَبِیًّا مِّنْکُمْ اِنَّکَ لَکَانَ اَخْلَافَ نُوْحٍ مِّنْ اٰلِ اِبْرٰهٖمَ اور آل برہم اور برزیدہ سلام  
سمعیل اور عیسیٰ پیغمبر آخر الزماں اور اہلیت نبوت اور وضع رسالت اور محل آمد و شد ملائکہ اور  
مانند آسمان بلند کے قوت رحمت الہی اور مانند کواہے زمین کے موجب تسلط زمین اور مانند کعبہ منورہ کے قبلہ اہل عالم اور  
مانند چھ صافیہ کے منبع علوم حقہ اور مانند ستارہ ہائے دھندل کے ہایت کریموے خلق کے اور شجر مبارکہ بن  
خدا نے اپنے نور کے ساتھ ان کے نور کی مثل کہی ہے محمد مصطفیٰ صلعم خاتم انبیاء اور سید المرسلین اور علی وحی اصحاب

اور ایام اقلیہ اور فائز غنیمین میں اور وہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور اوس انصاریؓ میں ایک ہی لئے حکم میں پھیلے گئے کہ کیا کہ مقدم رکھو اس شخص کو کہ جسکو خدا نے مقدم رکھا ہو اور پھر رکھو اس شخص کو کہ جسکو خدا نے مؤخر رکھا ہو اور وزارت اور ولایت پیغمبر کی اوس شخص کو دو کہ جسکو خدا نے دی ہو اسوقت عمر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے ابوبکر عبت تو میرے بھتیجا ہے علیؓ تجھے تمام عمار میں زیر مہر مٹھایا ہے اور ہمیں اٹھتا کہ تجھے بیعت کرے پس تو میرے بیٹے اور میرا حکم دی اسکی گردن ماریا اور سنین علیہم السلام اپنے والد ماجد کے سر پر کھڑے تھے جب جنوں نے ذکر قتل کا سنا تو رونے لگے جناب امیر علیہ السلام نے لوگو اپنے سینہ پر لکھ کر فرمایا کہ مرو بخدا سو گند کر یہ لوگ تباہی کے قتل پر نفاق دہن میں ہیں پر ایام امیر شریف علیؓ اور کہا کہ اے ابوبکر کیا جلد تو نے اپنا حصار و نفاق ظاہر کیا عمر نے یہ تشیع ام امین کی منکر غیظ میں آیا اور کہا کہ ہم کھور توئی باتوں سے کیا کام اور یہ کیا لوگو مسجد سے نکلو اور ابوالفضل کے بریدہ اسلمی اومٹھا اور کہا کہ تم لوگ اور رسول اور فرزند ان رسول سے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو اور کس طرح پیش آتے ہو اے ابوبکر چلو میں مابین قریش کے خوب چٹا ہوں اور تیرے اوصاف کو چھپاتا ہوں بلکہ اور سب لوگ بھی تیرے اوصاف سے آگاہ ہیں آیا تجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ آہ نے ہمیں کہا تھا کہ تم جاؤ اور علیؓ پر سلام کرو اور پھر کہا کہ ابو جھٹھا کہ آپ یکجہنم تھے ہیں یا اپنی طرف سے اور حضرت نے فرمایا تھا کہ میں جبکہ خدا ہی کہتا ہوں اور اپنی طرف سے بھی کہتا ہوں ابوبکر نے کہا کہ ہاں سچ ہے اور طرح تو کہتا ہے ویسا ہی ہے مگر اب اس کے رسول مقبول نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پیغمبری اور خلافت ہم اہلبیت کی واسطے جمع نہیں ہوئی ہے بریدہ نے کہا کہ اے ابوبکر تو جھوٹ کہتا ہے بخدا سو گند ہے یہ ہرگز نہیں کہا تو اپنی طرف سے کہتا ہے اور اللہ کہ جس شہر میں تو امیر ہو گا میں اس شہر میں نہ ہو گا عمر نے کہا کہ اسکو مار کر مدینہ سے نکال دو اور پھر جناب امیر سے کہا کہ اٹھ اے ابوبکر ابوالفضل اور بیعت کر حضرت نے کہا کہ اگر بیعت نہ کروں تو کیا کروں گے کہا کہ ہم تمہیں قتل کریں گے حضرت نے تین دفعہ یہ کہا اور یہی جواب پایا اور حجت اوپر تمام کی پس ہاتھ جناب علیؓ کا بلند کیا اور بے اس کے کہ وہ جانا ہاتھ اپنا کھولیں ابوبکر نے ہاتھ اپنا دیا اور کیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور یہ دایت ابن عباس عمر نے جب کہا کہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا تو حضرت نے فرمایا کہ بخدا سو گند اے ابوبکر خفاک تو قادر میرے قتل پر نہیں ہے پس خالد بن ولید کھڑا ہوا اور تلوار کھینچی اور کہا کہ اللہ اگر بیعت نہ کر لیا تو میں تیری گردن مار دوں گا حضرت نے منکر غیظ میں آئے اور اٹھ کر گریبان خالد کا پکڑ کر اور تلکان دیکر زمین پر دی مارا کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی مسلمان نے کہا کہ اس جناب کو جب جد میں ملائے اور رسیان حضرت کی گردن میں تھی تو میری طرف سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا اور فرمایا یا ابن عم ابن ابی القوام اسے عفو فی فکاہ و بقیہ کو شیعینی اے ابوبکر برادر بدستی کہ قوم نے مجھے ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھے قتل کریں اور یہ وہ خطاب ہے کہ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جھوٹ کہ اذکی امت گوسالہ پرست ہو گئی تھی فرمایا تھا اپنی ہیر نے اس حضرت کو کہا کہ تم بیعت کرو حضرت امیر علیہ السلام نے انکار کیا عمر اور خالد اور زبیر اور سبت سے آدمیوں نے جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے تلوار لیکر توڑ ڈالی اور بجز بیعت کی مسلمان کہتے ہیں کہ پھر مجھے پکڑ لیا اور



میری گردن کو بل دیا اور گلا کھٹوٹا آخر بجز من نے بھی حجت کی پس ابو ذر اور مقداد نے بھی بجز بیعت کی غرض جناب پر علیہ السلام اور ہم چار آدمیوں نے بھی بجز بیعت کی اور زیر کا امتناع ہم سب زیادہ تھا اور جب اس نے بیعت کی تو کہا کہ اے پسر خفاک بچہ سو گند کر اگر یہ گروہ باغی کہ جنہوں نے تیری مدد کی نہ تو تھے جرات اور طاقت میری جبر پر نہ توئی میں تیرے جہنم اور ناموس کو خوب جانتا ہوں عمر یہ سن کر غیظ اور غضب میں آیا اور کہا کہ تو خفا کا نام لیتا ہو میرے کہا کہ خفا کا نام ہے کہ جب کا نام نہ لیتا تھا اے آخر افعال حبیب عتکو ابو بکر نے سنی تو وہ دونوں صاحبوں کو سمجھا کر فرمایا میں مصالحت کرو الیٰ سلیم کہتا ہے کہ بیعت مسلمانوں کے کہا کہ تو نے بیعت چیک چیک کر لی اور کچھ نہ کہا مسلمان نے کہا کہ میں نے جو بیعت کے کہا کہ تم ملاک ہوئے قیامت تک آیا تم جانتے ہو کہ تم نے اپنے ساتھ کیا کیا تم نے سنت کافروں کی اختیار کی اختلاف اور افتراق اور امت میں کدالا سنت پیغمبر سے ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ خلافت کو اوسکی حدن و نکال لیگئے عمر نے کہا اب کہتے اور تیرے امام نے بیعت کی جو چاہو سو کہو میں نے کہا سوال فرمائیے نہا پر کفر فتنہ کہ تجھ اور تیرے صاحب ابو بکر پر گناہ مثل لٹا و جمع امت کے ہر دو قیامت تک عمر نے کہا کایہ جو چاہو سو کہو ہم نے تم کو بیعت دی اور جاری آنھیں روشن ہو میں کہ علی کو خلافت پہنچی مسلمان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا کو سنا جو اس کی تفسیر میں **فَبِمَا مَضَىٰ وَفَعَلْنَا بِهِ عَصَاكَ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلْنَا** حضرت امیر نے مسلمان کو کہا کہ میں تمہیں تم دیتا ہوں کہ تم چپ ہو رہو مسلمان کہا کہ اگر امیر المؤمنین مجھ چپ ہو جائیگا کا نام نہ تو تو میں سب ان احادیث کو کہ جو رسول خدا سے ابو بکر کے مذمت میں اور ان آیات کو کہ اسکے حق میں میں نے سنی ہیں مگر کہیں مکرنا خفا و دق مستیان نے جو یہ دیکھا کہ میں ان کو دلائل سے ملزم اور انکی جھوٹ سے عاجز اور ساکت ہوا تو از رو و دست دیک کے کہا کہ اے مسلمان تو طمع اور تابعدار اسکا ہے ابو ذر اور مقداد نے بیعت کی اور کچھ نہ کہا تو مثل اپنے دونوں مصاحبوں کے کیوں چپ نہیں رہتا محبت تیری اہلبیت کو ساتھ اولیٰ زیادہ نہیں ہے ابو ذر نے کہا کہ اے عمر تو مجھے اہلبیت کو ساتھ ہرگز نش کرنا ہے خدا لعنت کرے اس شخص پر اور اس گروہ پر جو اہلبیت کو دشمن رکھو اور اونپر افترا کرے اور حق اور انکا ظلم غضب کرے آدمیوں کو اور بے سلاط کرے امت کو دین جو گشتہ کرے عمر نے کہا کہ امین خدا لعنت کرے اس شخص پر کہ جو ان کے حق میں تم کرے اور انکو خلافت میں کچھ حق نہیں اہلبیت اور سب اسی اسمیں برابر میں ابو ذر نے کہا کہ بھرتیسا انصار پر ساتھ قرآن مجید کے کیوں حجت پکڑی جناب امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اے پسر خفاک ہمارے تین خلافت میں کچھ حق نہیں اور وہ مخصوص ہے اور ابو بکر و ابی بنیہ پس از خود زندہ گس کی و عمر فاروق نے کہا کہ اب بیعت کر لی ان باتوں سے ہاتھ اوٹھا و عام امت میری مصاحبت پر راضی ہوئے میرا اس میں کچھ قصور نہیں جناب امیر نے فرمایا کہ اگر ہر عامہ مرد و عورت راضی ہوئے مگر خدا اور رسول راضی نہیں ہیں مگر ساتھ علی کے پس لشارت ہو تجھے اے عمر اور تیری مصاحب اور تیرے تابعدار و انکو غضب کیا کہ اس کے عذاب بدناک کی و اسے تجھ پر عمر نہیں جانتا تو کہ کیا کیا تو نے اور کیا عذاب پہنچا و اسے اور اپنے توابعین کیوں اسے



مہیا کیا تو نے جناب عتیق نے کہا کہ اگر عمر اک انہوں نے بیعت کر لی اُن کے شرفِ فتنہ سے ایمن ہوئی چھوڑ دو اُن کو جو جاہلین  
 وہ کہیں حضرت امیر نے فرمایا کہ بجز ایک بات کے اور کچھ نہیں کہتا اور خدا کو میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اے مسلمان اور اے  
 بوڈر اور اے زیر اور امی مقدار آیا نہیں سنا تمہیں رسول خدا سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جہنم میں ایک تالاب ہے اگلا کہ اس میں بارہ  
 آدمی ہیں تھامت ساقی سے اور چھ اس امت سے اور وہ تالیوت کنوئین میں ہے اور وہ کنواں قعر جہنم میں ہے اور اس کے سر پر  
 پتھر ہے کہ جس وقت خدا سے دعا کیا جائے کہ اس کو شعل اور روشن کرے تو حکم کرتا ہے کہ اس پتھر کو اس کے منہ سے اٹھا لیں  
 پس سب جہنم اس کوغیر کی شدت گرمی سے مشتعل اور روشن اور گرم ہو جاتی ہیں پس جناب امیر نے فرمایا کہ میں نے تمہاری  
 رو برو جناب رسولی اس کو پوچھا تھا کہ وہ کون کون آدمی ہیں اور فرمایا تھا اس جناب کے پہلے امت کو کچھ آدمی تو یہ ہیں ایک شیا  
 حضرت آدم کا جس نے اپنے بھائی کو مارا تھا دوسرا فرعون تیسرا نمرود اور دو آدمی بنی اسرائیل سے ایک کہ جس نے یہود کو گمراہ  
 کیا دوسرا وہ کہ جس نے نصار کو اور چھ ان کا شیطان اور اس امت کے چھ آدمی ہیں ایک جال اور بانج وہ آدمی ہیں کہ  
 جو صحیفہ ملیحہ کے لکھنے پر اتفاق اور تیری دشمنی پر اس علی باہد گر عہد و پیمان کریں گے اور ایک سے میرے معاون وہ دیکھا  
 رہیں گے تیرے حق کے غصہ کرنے پر اور اُن پانچوں آدمیوں کا نام بھی لیا تھا اور ایک ایک کو گنا تھا پس چاروں آدمیوں  
 نے گواہی دی اور کہا کہ سچ ہے ہماری رو برو حضرت ذیہ فرمایا تھا عثمان و کہا کہ تمہارے پس اور تمہارے چاہے پاس کوئی حدیث ہو کہ  
 کہ جو جناب رسولی نے میری حق میں فرمایا تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں نے سنا ہے جناب رسولی اس کو اس جناب کے تجویز دعا  
 کی اور بعد اسکے بھر میں انہیں سنا کرتے رہے اسطے استغفار کی ہوئیے مگر عثمان غصہ میں آیا اور غضبناک ہو کر کہا کہ میری حق میں  
 تجھے کیا کام تو کس حال میں مجھے دست بردار نہیں ہوتا نہ حال حیات رسولی زامن اور نہ بعد ملامت اس جناب کے زیر نے کہا کہ  
 اُن دعا تجھے دلیل کرے عثمان نے کہا کہ بعد اسو گندین نے سنا ہے رسولی اس کو حضرت نے فرمایا کہ زیر مارا جائیگا مگر تیرے کو  
 مسلمان کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ جناب امیر نے آہستہ فرمایا کہ عثمان سچ کہتا ہے زیر بعد قتل عثمان مجھے بیعت کر گیا اور  
 میری بیعت کو توڑ گیا اور تیرا ہو جائیگا سلیم کہتا ہے کہ مسلمان نے کہا کہ پس بعد رسولی اس سے بھی مرتد ہو گئے سوائے چار آدمی  
 کے اور مسلمان کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے رسولی اس سے کہ فرمایا برو قیامت ایک گروہ میرے اصحاب میں ہے کہ بظاہر میری مساتھ  
 توجب اور منزلت رکھتے ہوں گے اُن کے تاکہ صراط سوز راہ میں میں ان کو دیکھ کر بچاؤں گا اور وہ مجھ کو دیکھ کر بچائیں گے  
 پس ان کو میری رو برو سے لیجائیں گے میں کہہ گا کہ پروردگار یہ میرے اصحاب ہیں اسوقت ندا آئیگی کہ تو نہیں جانتا کہ  
 انہوں نے بعد تیرے کیا کیا کیا ہے جب تو نے ان سے مفارقت کی تو یہ مرتد ہو گئے اور میں ہی بھر گئے میں نے کہہ گا کہ ان کو  
 دور لیجاؤ اور میری بیعت سے سنا ہے رسولی اس سے کہ فرمایا تیرے کسب ہو گئے اور چلین گئے بنی اسرائیل کی سنت پر اور موافقت کریں گے  
 اور کی سنت کی مثل موافقت اور مطابقت فعلیں کے باہد گریں جطرح کہ ایک فعل دوسری فعل کی برابر ہوتی ہے وہاں سید طرح یہ  
 لوگ سنت نبی امین کے مساتھ موافقت کریں گی اسواسطے کہ تو ریتلاہ و قرآن مجید ایک حکم اور ایک ہاتھ کے مساتھ اور ایک



اور ابوذر اور مقداد اور عمار اور بیدہ اسلمی اور انصار ابو التیم بن الیمان اور سہیل بن حنیف اور عثمان بن عفیف  
اور وہ الشہادتین خیر میں بن ثابت اور ابی ہاشم اور ابو ایوب انصاری تھے جب ابو بکر غنبر بر گیا تو ان سب سے باہر گئے مشورہ  
کیا کہ ابو بکر کو غنبر پر سے تماریس جو بعض کہ فہم فرماست میں متصفیٰ انہوں نے کہا کہ غنبر سے انار لینا تو آسان ہو مگر پھر  
ابن کے ہاتھ سے کچھ مشکل ہوگا اور خدا ستائے فرماتا ہو کہ تَلْقُوا ابَا بَدْرٍ لَّكَ تَهْلِكُ لَكَ آخِرَ سَبْعِي رَاٰی نے فرمایا  
کہ جناب میرے علیہ السلام ہو چکے ہو چھپے جو وہ جناب برائین اور سپر عمل کرنا چاہے عرض کہ یہ سب جناب کی خدمت میں حاضر  
ہوئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین تم نے اپنا وہ حق کہ حکومت سزاوار تھے ترک کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو کہ  
علیٰ سنا تھا حق کے ہوا حق ساتھ علیٰ کے اور ہم سب کا یہ ارادہ ہو کہ ابو بکر کو غنبر پر جو انار لینا آپ کی مہین کیا راے ہو حضرت نے  
فرمایا کہ میری یہ رائے نہیں ہے اس واسطے کہ یہ میرا تہا لاہ بنجرہ قتال و جدال ہو گا اور تم بہت کم ہو اور آخر یہ ہو گا کہ تم تلوار میں بہت  
کئے میری پاس آمادہ اور دستہ جنگ کے ہو کر آؤ گے اور یہ لوگ بھی میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ سمجھ کر اور  
سہنیں تو یہ تمہیں قتل کرتے ہیں اس لئے اس وقت قتالہ کر دن اور انکی ضرورت کو اپنے سو دفع کر دن تو یہ مخالف ہو گا حکم  
رسول کے کہ وہ جناب فرمائے ہیں کہ اے علیٰ بہت جلد بھجے میری امت کے اشرار اور مکر کرین گے اور میرے عہد کو جو میرے باب  
میں ہیں ان سے لیا ہو توڑیں گے اور تو مجھے بنجرہ لہ ہاروں کے ہو توڑے اور وہ اشرار امت نسبت تیرے مثل سامری اور اسکے  
اتباع کے ہونگے یہ سنکر میں نے پوچھا اس جناب سے کہ اگر ایسا ہو تو میں اس وقت کیا کر دن فرمایا کہ اگر بدگیا پاؤے تو جہاد کرنا والا میر  
کرنا مظلوم ہو کر میرے پاس آؤ تو جو اس جناب سے انتقال کیا تو میں مشغول ہوا تجزیہ اور تقنین میں اس جناب کے من بعد میں نے  
قسم یاد کی کہ جب تک ان کو جمع نہ کروں دوش پر روانہ ان کو گاڑ اسطے ضرورت نماز کے اور قبائل کو جمع کر چکا تو پھر ہاتھ  
حنین کا پکڑ کر ان لوگوں کے گھر کر گیا کہ جو اہل بدر تھے اور لہ دین میں مہنوں نے بہت ہو کام کئے تھے اور انسا ستم ادا ہو  
حد چاہی اپنے حق کے ہو مگر کوئی میری مدد نہ کیا اسطے گھر میرے باہر نہ نکلا سوا ان چار شخص کے یعنی سلمان اور ابوذر اور مقداد  
اور عمار بن زید اور عوف کو وہ خدا کا اور سلک ہو کہ تم سب کچھ جانتو ہو مگر ان تم سب ملکر جاؤ اور اس میں دیر اور کینہ ہائے دیر نہ  
ان کے کو جو یہ جماعت اپنی سینہ میں بھی رکھتی ہے اور اس شخص عداوت کو نسبت بخدا اور رسول اور نسبت ہم طبیعت کو اپنے  
دو زمین چھپائے رکھتے ہیں اور ان امور کو کہ تم نے رسول قبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہا ہو عرض کرنا حجت اس پر حکم ہو جاؤ  
اور کوئی عند اسکو باقی نہ رہے الحاصل یہ ہر جمعہ یہ سب جمع ہو کر مسجد میں آئے اور جبکہ ابو بکر غنبر بر گیا تو یہ گروہ سب کے لئے  
اول ہاجرین ہو خالد بن سعید نے کہا کہ اے ابو بکر تو خدا سے اور خدا کر روح رسول مدنی سے کیا روز قریط رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر وہ ہاجر و انصار کو وصیت کرتا ہوں تم یاد رکھو کہ علیٰ میرا تہا لاہ میرے اور خلیفہ میرا ہے  
بعد میرے تم سب میں اور میں اپنے پروردگار کے حکم سے کتا ہوں کہ مجھے یہ میرے خدا نے وصیت کی ہے اور اگر اس وصیت کے  
خلاف ہو تو اسکی محافوت اور یاری نہ کرو گے تو تمہارا حق میں بہتر ہو گا اور بدتر شخص تم پر حکم اور الی ہو گا بدتر شکر

اہلبیت وارث میرے ہیں میری امور میں اور میری امت کو امور میں بعد میرے کیلئے میرا جس جہان نے دعا کی تھی کہ خداوند بھلا  
 لطافت کرے اس کی میری امت میں سے اور ان کے حق میں میری وصیت کو نگاہ رکھے اسکو تو میرے زمرہ میں محصور کرنا اور ان کے  
 رہنما کرنا آخرت میں اور جو کفر مخالفت کو ان کی ماسکو محروم کننا بہشت سے یکلام خالہ کا شکر میرے ہوا اور خفاں درشت سخت  
 کہنے لگا خالہ نے بھی جو فیضانِ اسکی اور بے ادب قباغ اعمال اور افعال کے بیان کو آخر کار یہ کہا کہ اے عمر اس جگہ میں تیری مثل شیطا  
 کے ہو کہ خدا تو کہلانے قرآن میں فرمایا **وَقَالَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ اذْهَبْ إِلَى الْآدَمِ فَإِنَّهُ يَدْعُوكَ إِلَى الْعَنْتَرَةِ** یعنی  
 حیوت کہا شیطان نے واسطے انسان کے کہ کافر ہو پس جب کہ فرمودہ تو کہا کہ میں تجھے میرے زمرہ میں داتا ہوں لہذا سے ایسا  
 کر پروردگار عالم کا ہو پس اقبیت اونکی یہو کی کہ جنہم میں جاؤ گے اور ہمیشہ جنہم میں رہو گے اور یہی سزا ہتکاروں کی جو میں  
 بعد مردمان کھڑے ہوئے پہلے زبانِ فرس میں کہا کہ اے دید و کرد و داند کہ بھلا کہ یہ زبان عرب میں کہا کہ جسکا ترجمہ یہ ہو کہ اے بکر  
 حیوت کوئی ایسا بقیدہ تجھ واد ہو کہ تو اسکو نہ جانے تو اسوقت تو کس سے پوچھ لگا آخرت کوئی شخص تجھے کوئی ایسی شکل بات  
 پوچھے کہ تو اسکی حل کرنے میں عاجز آئے تو تو اس میں کس طرف پناہ لیا یا کیا اور کیا عذر ہوگا تیرا اس بات میں کہ جو تو ختم اور پستی کرتا ہو  
 اس شخص پر کہ تجھے نہ اتاری ہو اور قریب اسکی رسول خدا سے زیادہ تر ہو اور ایلات کتابیہ اور سنت رسول خدا کی خوب پناہ اور سرکھلا  
 نے اپنی حل حیات میں یا اسکی ہم سب پر خدمت کیا تھا اور دھبا تو بھول گئے تم سب اپنی باتوں کو اور خلاف کیا تھے رسول خدا کو وعدہ کا  
 اور اسکی عہد کو تو وہاں رسول خدا نے تم پر اسلام کو ایسا کر کیا تھا اسواسطے مکتوہ ہر سے باہر نکال لیا یا تو تم بختناہ اور فساد کو کرنے پاؤ  
 تمنا اسکی مہارت کو نہ مانا اور بے حکم اسکی چلے آئے لہذا کہ سب امت پر ظاہر ہوا کہ تم نے کسی امر میں اسکی تابعداری نہ کی یا ابو بکر قریب  
 کے سر تری تمام ہوا و جلہ کا نہ عیادت ہو اور یہ بارگاہِ باطنی پشت پر قرب میں لیجائے ابھی جلد تو بکر لوریہ دیا ابھی ساتھ نیجا اس  
 کہ جو چیزیں بکر رسول خدا سے تھیں حق میں علی کے سنی ہیں وہ سب نے بھی سنی ہیں اور جو کچھ تھیں دیکھا تو نے بھی دیکھا ہو اور بھلا جو  
 اسکی یہ سب امور تجھے مانع اسکی نہوے کہ تو نے ایسے اعظم کو اسکی گردن میں ڈالا پھر اللہ کو کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہ قریشیت  
 بکر لیا تھے کہ تھو قرابت رسول خدا سے اٹھایا اور اس سے بے اکثر آدمی مرتد ہو جائیں گے اور دین میں شک کر کے اس سے بھر جائیں گے  
 اگر خلاف کو تمام اہلبیت پر غیر میں رہو دیتے تو یہ اختلاف تم میں پیدا نہوتا اب تمہارو امر کا مگر یہ ہوگا کہ جو کوئی نادر آمد تو تم ہم  
 پہنچا یا نہ کا وہ غلیظ بن جائیگا اور بہت خون طلب خلافت میں ہونگی تم اور تمہاری ہمراہی جو بابتے میں کہ خباثت لہذا نے فرمایا تھا  
 کہ خلافت حق علی کا ہو اور بعد اسکی میرے دونوں فرزند حسن و حسین کا ہو اور ان کے بعد میری وصیت کا ہو پس نے امن ضابطہ کے  
 فرمایا کہ نہ مانا اس پر عمل کیا عقلمند بانی کو دینا نے فانی کے ساتھ بلاستنبہا یا ہم سابقہ پر عمل کیا آخر لہذا پوچھنا کہ کافر ہوئے  
 اب جلد سزا اپنے کو دلا اور افعال کی پاؤگی اور خدا اپنے بند خیر ظلم تم نہیں کرتا اور اسکی مقداد کھڑی ہو کہ لہذا نصیحت کرتا کہ تیری  
 سے ابو بکر اور عمر عی خواتمے ہر کم تو دونوں کو رسول خدا نے تخت ہوئی اسلام کا نہ لو کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا باہن جہت داخل  
 کیا تھا کہ انکو اپنی مہارت کا خیال نہ تھے اور میرا نبی تحت علم حدن شفاق وفاق عربین العاص کے داخل کیا اور خذوہ ذلت سکھار







بھائی ٹخان اٹھا اور کہا کہ میں نے رسول خداؐ کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اہلبیت میری ستاروئیں ہیں کے مین پس انبر تقدیم اور پیش  
نیایاؤ اور انکو مقدم رکھو کہ یہ ہیں الی میرے بعد میرے مسوقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کون ہیں اہلبیت آپ کی  
فرمایا کہ علیؑ اور اسکی اولاد طہرین پس لے لو کہ میری تو اول شخص کی کہ جو مخالفت کرے اس بات میں اور ای گردہ قریش خیانت نکرو  
ساتھ خدا اور رسول کے اور خیانت نکرو داعی منافقوں کے ساتھ حالانکہ چاہتے ہو حتیٰ کہ بھرا ابوالب نعاصی اٹھا اور بعد نصیحت کے  
کہا کہ درود خدائے او پھر دعویٰ کو حق دار کی طرف جسکی اسطے خدا نے مقرر کیا ہے اور یہ تحقیق تم سے سننا کہ خبر اب سے بخدا نہ جاتا  
ستعدہ میں دن فرمایا کہ اہلبیت میری امام تمام ستاروئیں ہیں بعد میرے اور اشارہ کیا طرف علیؑ کے اور فرمایا کہ لیز نیکو کاروں کا اور قتل  
کر نیوالا یہ کافرون کا جو کوئی اسکو چھوڑ دیا خدا اسکو چھوڑ دیا اور جو اسکی باری کر لگا خدا اسکی باری کر لگایا پس ابنہ ظلم سو فیکر بدستگیر  
توان ہمیں جو جانب ادق کرتا ہے میں کہ پس ابو بکرؓ پر خاموش رہو جب نبی تھا اور کچھ جانب بیتا تھا اور کچھ کلام منکریہ کہا کہ اسما فاسیح  
متسا را والی ماوراء حاکم موہن مگر تھے بہتر نہیں ہوں ہم میری سیسے اتارا کہ دعوئے جو یہ بات دیکھی تو غیظ و غضب میں آنکھوں پر کیریں کہ اگر  
نادان نمبر سپرد اترا تو قریش کی جنوں کا جو اپنے کسی گناہ ناحق نہ پر جا بیٹھا وہ اندیل میں آتا جو کتری سمیت و افلااد ضلع کون اور  
تھے مخزل کر خلاف سالم مولائے خلق کو دیدن پیشکر خباثت میں خبر پہ اتراے اور دعا کا کچھ کر کر پیٹر لگیے اور تین روز تک  
مسجبین نہ آئے چوتھ روز خالد بن ولیدؓ ہزار آدمی اپنی عمر اہل کیا آیا اور کہا کہ کیا غافل مجھ کو بھی باہم تم سے خلافت لیا جاتے ہیں اور  
پھر سالم ہزار آدمی اور حاذبن جبل ہزار آدمی لیکر آئے اور میں بعد پہلے رہے ہر جانب لشکر انشاء شروع ہوا تا انیکجا ہزار آدمی جمع ہو  
اور تلواریں ننگی سب کا خون میں تھیں اور گرگائے سب کے متحابس مسجد رسول اللہ میں اکھڑ داخل ہوئے عمرؓ نے کہا ای اصحاب علیؑ  
خدا ہو گند کہ اگر کوئی تم میں ہو کچھ کیسیکا حبیب اس کے دیکھا تھا تو اسکو قتل کروں گا یہ لشکر خالد بن سعیدؓ تھا اور کہا کہ ای عمرؓ اور ای عمروؓ گو وہ عمرؓ  
ہیں اپنی تلوار ونسو ڈالتے ہوا وہ اپنی جمعیت کو چاہتے ہو کہ میں پر لگندہ کرو بخدا سو گند کہ ہمارے تلواروں میں ہمارا ہی تلواروں سے  
زیادہ تر تیز ہیں اور ہم باوجود کمی اور قلت کو تم پر غالب ہیں اسواسطے کہ حجت خدا میں ہو بخدا سو گند اگر عین ہمارا عالم مختصر  
حکم ہمارے کے ہو تو ہم اب بھی تم کو ہار دین مگر لاچار ہیں کہ حکم خداوندین ہائے حضرت نے فرمایا کہ میٹھا جایا خالد صنادید مسیح بعیر  
نے تیری سعی کو رادمین میں جانا مانجھا اسکی جزائے نیک لیا خالدؓ نے کمر میٹھا لیا کہ اب اس کے سلمان کھڑے ہوئیں اور کہا انگلیہ الزکیر  
میں نے سننا ہے سو بخدا سے مگردگان میری برسرے ہو جائیں کہ اس نے جاننے فرمایا کہ ایک دن بھائی میرا اور پرعزم بل مسجد میں بیٹھا ہوگا  
اور چند اصحاب اسکے ہمراہ ہونگے کہ ناگاہ ایک جماعت اہل راہ اسکو دو میان میں لگی پس سامان نوہ کہہ کر کہا کہ میں اس میں شرکت  
کرنا کہ تم ہی ہو اس میں عمرؓ کھڑا ہوا اور چاہا کہ سلمان پر حملہ کرے کہ جانب غیر کھڑے ہوئے اور گریان عمرا کہ کنگر از میں برگردا دیا اور کہا  
کہ اگر رسولؐ بخدا تجھے عہد پیمان نہ لے لے تو البتہ میں دیکھ لیتا کہ کس کیار یا در وضعیف ترا در کون عدد میں کمر تیرے پر مارا اپنے صاحب  
سے کہا کہ جلو خدا تمپر رحمت کرے بخدا سو گند کہ بعد اسکے پھر مسجد میں نہ آئیں گے مگر اس طرح پر کہ دونوں بھائی میرے سوسنی  
اور ہاروں داخل ہوئے واللہ کہ ہم بھی داخل ہونگے مگر واسطے زیارت رسولؐ خدا کے واسطے فیصل کرنے اور نہ قضایا کے کہ جو



مشتبہ ہو، ہون تو میسر نہ ہوا، ان میں حکم کر دینا بحق اس واسطے کہ حجت خدا کو جان نہ نہیں ہو کہ رسول خدا تو اس کو اپنی امت پر نصب کر کے اور وہ تو میسر نہ ہو، حجت میں چھوڑ دی، اتنے قدر الحاح تہا اب ہم کہتے ہیں کہ ان اخبار طریقہ مذہب شیخ سے بھی ثابت ہو کر اجماع ان کا صحیح اور درست نہیں اس واسطے کہ جو لوگ قابل اس بات کہ تھے کہ جسے اجماع منعقد ہو وہ اس اجماع میں شریک نہ تھے اور جو ایسے دیے تھے وہ بطبع تمام دینی و دنیاوی ترافع و استحصال لہارت جمع ہو گئے تھے اور اگر کمین کا نام نہ تھے کہ اول امر تو اجماع متحقق نہیں ہوا مگر چھ مہینے کے بعد تو خیال پھر نے بیعت کرنی اور اجماع متحقق ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ اول تو خلافت ہی مانع اجماع کو دوسری کہ سہ بن عبادہ اور اداسکی اولاد اس بیعت میں داخل تھی یہاں تک کہ سعد مار گیا اور بیعت نہ کی جیسا کہ عبد اللہ نے استیفاء میں لکھا ہے کہ جس روز رسول خدا نے انتقال فرمایا اور بلوکی سے لوگوں نے بیعت کی تو سعد ابن عبادہ نے انکار کیا اور قبیلہ خزرج اور ایک نہ تو قریش نے بھی بیعت نہ کی اور آخر سعد کو باشارہ عمر تر مار کر قتل کیا اور تمت جن پر رکھی کہ اُسے ملائحتی مانو جو توحیدی کہ حضرت علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ پر گزری وہ کہ کتب طریفین سے یا یہ ثبوت کو پہنچی اور جو کچھ معاویہ کے جواب میں اس جناب نے لکھا اُس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس حضرت نے بیعت سے انکار کیا اور اپنے اختیار سے بیعت نہیں کی اور جو اگر ہم مان بھی لیں کہ بعد چھ مہینے کے جناب امیر علیہ السلام نے بیعت کی اور اجماع بھی متحقق ہو گیا مگر یہ تو کہو کہ اس بات تک نہ کہ سن ماوراء ماوراء فرج مسلمین میں مانہوں نے جو صرف کیا اور ان کے اطراف و نواح میں پہنچے یہ کس حجت اور تسک سے متحقق ہو گیا اور اگر معنی اجماع کے برخلاف جمہور تدریجی مرادہ کے جائیں اور کہا جائے کہ آہستہ آہستہ اجماع منعقد ہو جائے تو بھی حجت ہو سکتا ہو تو یہ کہتے ہیں کہ اجماع کذا اجماع نہیں ہو سکتا اور ابو بکر کے حق میں کچھ فائدہ نہیں بخشتا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کا اول شخص کے پہلے اسکے کہ دوسرا شخص اجماع اس کی کہ پہلے چھ جائے یعنی مثلاً پہلے زید نے بیعت کی اور پھر راؤ اس کی پہلے اُس کے کہ بیعت کر کے بیعت کرنے سے پھر گئی اور اُس نے انکار کیا بل لہل اجماع تدریجی حاصل نہ ہوا اور کچھ فائدہ بخشتا اور عبد اللہ بن مسعود نے کہ اکثر متاخرین اہل اہل نہیں مانند اسد الدین صاحب مقاصد او صاحب اقیانوس سید شریف غیر رونے جو دیکھا کہ معنی اجماع میں قباحت عظمیٰ ہے اور غیبت حق میں کسی شخص نہیں ہوتے تو معنی اجماع کے بدلے اور کہا کہ جب ثابت ہو جائے امامت سامع اختیار اور بیعت کو تو کچھ کچھ احتیاج نہیں اجماع جمیع اہل حل و عقد کی اس واسطے کہ اب کوئی دلیل عقلی اور نقلی قائم نہیں ہوئی ہو بلکہ امامت ایک شخص یا دو شخص کے اہل حل و عقد سے بھی کافی ہے اور تالیف امامت کذا الی کے اہل اسلام پر واجب جاوے گی اس کو کہ ہم جانتے ہیں کہ صحابہ و تابعین و کمال دینداری کے انشاء کی امامت میں اس قدر پرکیزہ نہ تھے کہ بیعت کرنے کو امامت ابوبکر کے منعقد ہو گئی اور عبد اللہ بن مسعود کی جیت کرنے سے عثمان کی خلافت درست ہو گئی اور صحابہ نے اس کو مان لیا اور کسی نے شرط نہ کیا اور کسی امامت میں اجتماع ادن لوگوں کا کہ جدید میں تھے جو جائے اجماع جمیع امت اور کسی نے آج تک نہ اس امر میں انکار نہیں کیا بلکہ اتفاق کیا ہے اہل اجماع نے اور عبد اللہ کے آج تک ایسا ہی چلا آتا ہے اور فخر زاری نے نہایت العقول میں لکھا ہے کہ اجماع منعقد نہیں ہو سکتا ابوبکر کے بعد زمانہ میں بلکہ بعد اُس کے مرنے کے زمانہ میں جب کہ سعد بن عبادہ مقتول ہوا تو اجماع منعقد ہوا اہل اہل متدرج ملخص

کہ جو کہ اس معنی میں اجتماع کے کئی قباحتیں لازم آتی ہیں یہ وہی مثل ہو کہ بالو سے یا کہ اور کثیف میں گہرے سے بڑی  
قباحت یہ ہو کہ جو لوگ خلافتِ زید کے مانع ہیں اور اسکو منع کرتے ہیں وہ مخالفت کرتے ہیں اپنے اصول کے واسطے کہ  
زمانہ معاویہ میں بہت سے لوگوں نے زید سے بیعت کی تھی بلکہ بوقتِ امام حسین بھی وہ خلیفہ ہمارے دلیل اس پر وایت صحیح مسلم  
کی یہ نافع سے قال ما اختلفوا زید بن معاویۃ واجتمعوا علی ابن مطیع اتاہ ابن عمر فقال عبد اللہ بن  
مطیع اطعوا لابن عبد الرحمن وسادۃ فقال ابن اُمّ کلثوم لا حلیۃ لک لا حلیۃ لک حدیثا سمعتہ عن رسول اللہ بقول

من خلع بیدار طاعۃ اللہ والقی بالیوم القیمۃ ولا حلیۃ لک ومن مات ولم یس فی عقد بیعت مات میتعجا بلایۃ خلاصۃ معنی کا یہ ہو کہ بزرگوار بزرگ  
بیعت کو لوگوں نے خلع کیا اور جمع ہو کر اوپر بیعت ابن مطیع کو کیا ابن عمر کی ہا بعد ازاں ابن مطیع کو کفر سے کہ وہ بعد ازاں کفر کیا تو طبع عبد اللہ ابن عمر نے  
کہا کہ میں تمہارے پاس بیٹھے کو نہیں آیا بلکہ اس واسطے آیا ہوں کہ تمہاری دہر و حدیث رسول اللہ کی بیان کروں کہ میں نے کہا ہے فرمایا کہ جو  
شخص کھنکھ کر کسی ہاتھ کے تین طاعتِ خدا سے یعنی بیعت کر کہ کسی سے توڑ ڈالے تو ملاقات کرے گا قیامت میں خداوند  
عالم سے اس حال میں کہ کوئی حجت اس کے لئے نہ ہوگی اور جو شخص کہ مرتے اور نہ ہو اس کی گردن میں بیعت تو وہ مر گیا موت کفار کی ہے  
پس جبکہ یہ معنی لئے اجماع کے تو لازم ہے کہ کافہ حضرات تسنن زید کو خلیفہ بحق اور امام حسین کو خارجی مثل بعض ائمہ علمائے  
متقدمین کے جابن سبجان اللہ وای برین دین و اسلام کہ زید خلیفہ ہو اور امام حسین فرزند رسول انقلید یہ تسنن شباب  
اہل الجنتہ خارجی ہو دوسرے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ایک شخص گواہی دے کہ ایک ہم زید کا عمر بڑا ہے تو پس آیا اس نے ایک  
شخص کی گواہی اس میں قبول کر دے پس جس صورت میں کہ ایک ہم میں ایک شخص کی گواہی قبول کر دے تو پھر کہو کہ یہ ہو کہ  
ایسے امر میں کہ جس پر نبائے اسلام کے قائم ہو ایک شخص کی گواہی قبول کی جائے یعنی جبکہ ایک شخص کہے کہ فلاں شخص قابلِ امامت  
ہے تو اس کے کہنے سے اس کی امامت کو قائل ہو جاؤ اور اس کو امام مفترض الطاعتہ جان لو ان ہذا الشی عجا ئی برین اسلام ایما  
کہ دعویٰ بنی فاطمہ کا اور شہادت علی مرتضیٰ حسنین کے جسکے صدق مقال اور سستی افعال پر ایہ تطہیر گواہ صادق ہے  
اونے شیخین قبول اور مسوح نہو اور گواہی اعظم میں عمر کی قبول ہو جا جاوے غور ہو کہ رسول خدا فرمایا میں کہ فاطمہ روح و دل میری  
اور دونوں سپر اس کے میوہ دل میرے میں اور شوہر اس کا نوید میرا ہے اور امام فرزند اس کے امین ہیں پروردگار میرے کے  
اور زمین کشیدہ میں درمیان اس کے اور درمیان اس کے خلق کے جو کوئی جنگل مار گیا ان کے ساتھ نجات پائیگا اور جو  
اپنے خلف کر گیا وہ ہلاک ہوگا اور جنم میں جائیگا جیسا کہ صاحبِ کشف نے لکھا ہے اطاعتِ اہلبیت کی جہو رین ہا وغیرہ کی  
اطاعت کریں تو کہ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت بنی امیہ نے تقیر کیا تو وہ اسد اللہ نہیں ہو اقول تقیر کہ اخبار بنی امیہ  
اس مقدمہ میں کسی کتاب البیت ہوا اور کسی کتاب البیہ اثنی عشرہ سے ثابت نہیں ہوا بلکہ روایات اہل تسنن میں جو کہ  
لو پر گزریں صاف لکھا ہوا ہے کہ بنی امیہ علیہ السلام نے مجھ جیسے تک جیت کی اور اس عرصہ میں جب اس بنی امیہ سے بیعت طلب  
کی تو اس بنی امیہ نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت نہ کروں گا تم قابلِ اس کے نہیں ہو کہ میں تم سے بیعت کروں بلکہ میں قابلِ اللہ استحق

اس امر کا ہون کہ تم مجھے بیعت کرو اور سلطنت محمد کو اور ان کے گھروں کے بیٹے گھروں میں نہ لجاؤ اور ہمارا حق غصب نہ کرو پس یہ باتیں خلاف ہیں تہیہ کے اگر تہیہ فرماتے تو یہ باتیں کیوں کہتے بلکہ جس درجے سے سفینہ میں بیعت کی تھی وہ جناب بھی مائیں روز بیعت کر لیتے اور ان کا ذکر کرتے تلوار میں کیوں کھینچتے مگر جناب سات آگ کیوں جلایا جاتا اور جناب طمٹ کے پہلو پر در کیوں آیا جاتا حضرت محمد کیو ان شہید ہوئے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب سے نقل کی ہو پس ابن باتوں پر کونسا عاقل نہ کر گیا کہ اس جناب نے تہیہ کیا اس کے وہ جناب پیشہ خاص میں جن اپنے کو مرد اور ان کے برا کہتے تھے جیسا کہ خطبہ شفق شفیقہ اور دعائے مصنف قریش میں عابد و گواہ عادل ہیں اور قطع نظر اسکے اگر وہ جناب تہیہ بھی کرتے تو شیخین یعنی ابو بکر اور عمر کو کاؤں اور غدار اور اٹھ اور خائن کیوں فرماتے کہ یہ باتیں تہیہ کے خلاف ہیں دیکھو صحیح مسلم کی کتاب جہاد میں لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس سے حضرت عمر نے پاس سے خلیفہ صاحب نے بعد کلام طیل کے کہا کہ جس وقت رسولی نے انتقال کیا تو ابو بکر نے کہا کہ میں بن دنی رسولی کا بیٹے تم دونوں اسکے پاس پس تو نے طلب کی میراث اپنی بھائی کے بیٹی کی اور اس طلب کی میراث اپنی بی بی کی اسکے آپ کی بی بی سے پس کہا ابو بکر نے کہ کہا رسولی نے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم سے رہتا ہے وہ صدقہ ہے پس تم دونوں نے اس کو کاؤں اور آخر غدار اور خائن جانا اور جانتا ہے کہ بدستیکہ وہ البتہ صادق نیکو کار راشد تابع حق تھا اور جیسا ابو بکر نے انتقال کیا تو میں نے کہا کہ میں بنی رسولی کا ہوں اور بنی ابوبکر کا ہوں پس تم دونوں نے مجھے بھی لیا جانا اور جانتا ہے کہ میں ہر آئینہ صادق نیکو کار راشد تابع حق ہوں اور صحیح بخاری میں بھی یہ حدیث لکھی ہوئی ہے کہ رسولی حضرت خلیفہ صاحب کا اقل دلیل ہے اس پر کہ جناب علی نے بھی ان لوگوں سے تہیہ نہیں کیا اگر تہیہ کرتے تو ایسے کلمات کیونکر فرماتے بلکہ بظاہر ان کی تہیہ کرتے جیسا کہ مقتضائے تہیہ ہے حاصل ہے کہ حضرت امیر نے کبھی کسی بنی سے تہیہ نہیں کیا مگر ان چونکہ جناب رسولی نے جہاد کرنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر انصاف و احسان باوجود جہاد کرنا والا ہو کر نا اور امیر کی ہلاکت میں نہ ڈالنا جیسا کہ اوپر ذکر ہے اس پر اس سطر اس جناب نے جہاد رسولی نے فرمایا قطعاً جہاد مانی پر کھلیت کی مگر صاحبان عقل و ادب نے دل میں تصور کریں کہ جس شخص کو معصوم یا مخصوص علی اختلاف المذہبیں پسند آئے طہیر اور آئے کو تو مع الصادقین اور حدیث مثل اللہم رفق مع علی حیث اراخائن اور کاؤں اور اٹھ مائیں وہ حقیقت کیسا ہو گا و العاقل نہ کھینچ لاشارہ پس ان اوصاف پر نہ نشانی چاہئے تم النین و النین اللہ انبیا علیہم السلام شیعہ فارہ عن النہا کو لازم ہے کہ کوچہ گشتگی اور صراط احواج سے فرار کراد پر راہ مستقیم اور شاہ راہ قوم الملیت و کج راہ راہ بدایت الی تارک فکیم التقلید مابن سکیم لن تصلو ابعدی کو روشنی میں سطر صراط آئین اور امیر امام فوالدین رازی کے قول پر عمل کریں کہ تہیہ کر میں جہاد کر اللہ کی بکارت کے چھنے کا نام دینے کے لکھا ہے کہ موزاقتن فی دینہ بعلمی ابن ابی طالب فقہا لہند و اصحاب الحق و الدلیل علیہ قولہ اللہم دار الحق مع علی حیث داسر یعنی جس شخص نے ابتدا پر وہی کی اپنے بن میں علی ابن ابی طالب کے پس اس نے بدایت پائی اور جس کو پہنچا اور دلیل اس پر قواچا پس اس معبر کا ہے کہ بارخا یا پھر یوحی کو کہ طرف علی پھر یوحی سے جس کے حق طرف علی کو تو جس چھوڑنا صدق خیر اللہ واللاہ کا نام لیا اور جہاد اگر بالفرض تسلیم جہاد تہیہ بھی کرتے تو اسد اللہیت و خلاف ہوئی کیا وجہ ہے

اس واسطے کہ مرتبہ امامت اور وصایت کا کمتر مرتبہ نبوت ہے اور جس صورت میں کہ انبیاء کی تفسیر کیا تو صحیح اور کو مائون نے بھی تفسیر کیا تو خلاف اللہیت کے کیونکہ یہ اس واسطے کہ مرتبہ نبی کا فوق ہر مرتبہ ہو اسکے حصی کے پس لہ تفسیر میں جن کی ہوتو چاہئے کہ انبیاء بھی معاذ اللہ تعالیٰ ہوں حالانکہ معتقد اس کے کہ مرتبہ اس واسطے کہ تفسیر کیا انبیاء کا جو کہ حکم خلاف اوصاف کے تھا کہ اس میں میں حکمت اور مصلحت باری تعالیٰ کی ہے وہ حقانے شانہ فرمائی کہ اولاً مقبول کیا گیا لہذا یعنی نذر اوائی ہونے کا ہونے کو طرف ہلاکت کو پس ہر جہاں میں یہ انی ہدایہ کو اگر اظہار حق مقتضی الی الاملاکت ہوگا تو ایضا بلایہ و واجب در لازم ہوگا اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ المؤمنون الکافرون اولیاء میں دون المؤمنین میں فی حق ان کہ فلس میں انسانی شئی الا ان تستحقوا منہم تفسیر یعنی یہ یومین ہونے میں کفار کو دوست بنو سکا مؤمنین کو پس جو شخص کہ لگایا ایسا پس نہیں ہر جہاں کی طرف کہ تفسیر کہ و انہ تفسیر میں خدا اس کا خدا کا اظہار دیتی ہے کافر دوسری حال تفسیر میں اور جگہ فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ انما اریک من ربک ان لم تفعل فما بلغت رسالتی ای سوائے انہی اہمیت کہ وہ چیز کبھی گئی طرف تیرے جانب پر در گناہ تیرے کو اور اگر ایسا نہ لگاتو نہ پہنچا یا ہوگا تو نے اُمت کو کوئی پیغام میرا بلایہ آیات لالت کرنا ہے اس پر کہ آنحضرت بعض یومین خائف اور ترسان تھے اور ان کو پہنچا نہیں تو خوف فرماتے تھے فی حق استعاضہ نے نبی محافضت اور وصایت کا وعدہ کیا جب کہ جاری کیا اور بھی تفسیر کرنا انبیاء کا کتب صحیح اہمیت ہے بھی ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے خوف جان تفسیر کیا جبکہ انہوں نے وقت بیع کیا کہ یہ بار اعلان ہوا تو یہ نہ لکھ کر میں محرم ہوں اور ان کا بھائی ہوں خوف کیا کہ باقاعدہ قتل کیے میں اس پر نبی سے حضرت یوسف نے تفسیر کیا کہ اور دوسری کہ اپنی چھیا حضرت موسیٰ قطعی کو کہ اگر خوف فرعون بھلا کے اور حضرت شعیب کے پاس لکھنے حضرت ابراہیم نے بتوں کی نائیک گشتیں اور کھنڈے بٹے ہوئے جو حضرت تھوڑے جہاں یاد کیا کہ مرتبہ نبوت نے یہ کام کیا ہے جو چھ اس کے اربابان کو ہے جناب ہونی انہوں کو صلی اللہ علیہ وسلم میں کفار کے ملکر کر نے ٹکڑا ڈالا اور حیدری نے حج میں صحن میں عالمہ سرورایت کی ہے اور اس کو شواہج و قایمے کتاب حج میں نقل کیا ہے کہ کوئی نے عائشہ سے کہا کہ اگر تیری قوم کا عہد کفر اور نا جاہلیت قریب ہوتا اور یہ خوف مجھے ہوتا کہ یہ انکار کریں گے تو اللہ میں حکم دینا کہ انہ کو کہہ کر انہ کو حضرت بلال سے ہم اس کو تیار کریں پس کیا مال تفسیر اس جناب کی ہے کہ خوف کفار اصلاح خانہ کو ہے کہ اپنے آپ کو یاز رکھا اور بچاری نے در باب لکھا کہ جن جبری روایت کی کہ اس کو کہا کہ تفسیر اور قیامت باقی یا جانے ہر النضر جو میرے مشیخہ و خصلت پسندیدہ حضرت رسالت پناہ کا تھا اور عامی اہل اسلام پر ظاہر ہے کہ جناب نبی مآب سے تھے کہ میں اس حضرت کا تمام دین میں ہر شے ہوگا اور اس خباکی تسلط عظیم اور اقدار عام حاصل ہوگا اور شکرانہ حضرت کو کہ تھوڑے مار دے جائیں گے اور اس پر لیتہ میں ابن عمر سے منقول ہے کہ جناب ہونی لہذا فواللہ ان اللہ قد دفع الی الدنیا قانا انظر الیسا ولی ما ہو کان فیہ مالی یوم القیامت کا تھا انظر فی ہذہ یعنی حق جل و علانے دنیا کو میرے واسطے بلکہ کیا پس میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اور طرف ہر چیز کے کہ دنیا میں روز قیامت تک ہر ذوالی چھیا کہ جو کچھ دست کو دیکھتا ہوں پس یہ دو داس علم اور اطلاع کے مدتوں تک غشی ہے اور کفار سے خوف تھے تھے اور انہا قوت ہلاکت کا دیکھتے رہے کچھ طائف سے اعتماد چاہی اور خائفانہ جگہ سے بچے اور کبھی اہل حدیبیہ سے پوشیدہ صلح کی ایک مرتبہ میں عارین نہاں کی گئی پس اس کے بغیر از قیادہ کیا تھا اور جبکہ جناب ہونی نے تفسیر کیا تو انہ اس کا حصی بھی تفسیر کرتا تو کیا استبعاد تھا کہ وہ جناب مآب تھے اس جناب کے اور میرے کہ تفسیر سے شجاعت حضرت کی نہیں گئی دیکھنے ہی چاہیے یہ بھی دوسرے تفسیر اللہ ہی نہیں جاسکتی انفسر حضرت کے آیات اور شواہد اور اقوال طرفین اثبات تفسیر میں وارد ہیں یہ سالانہ بک کی لکھنے کی گنجائش نہیں رکھتا لہذا اسی قدر قلیل پر اکتفا کیا گیا فقط تمام شد





# فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف ترجمہ جہ شریف	۷	بشارت احمدی	۷	برق لامع	۵/۶/۸
ایضاً قسم سوم	۷	تنبیہ المنکرین مع غزل الغر	۳	شرح دیوان قبابا میرزا	عشار
ایضاً قسم چہارم	۷	سراج الایمان	۱۰	حدیث بنوی	۱۲
تفسیر عبدالبیان قسم دوم	۷	دلیل الحسنان	۳	تبیق المسائل	۱۰۲
ایضاً قسم سوم	۷	شمس الضحیٰ	۱۰	تنبیہ الاطفال	۱
تحفۃ الاشعر	۱۰	فضائل رضوی کلان	۷	شنوی آب و نمک	۱
معیار الہدیٰ	۱۲	ایضاً خور و	۱۲	موغطہ فائزہ	۱
نصر المؤمنین	۱۰	تحفۃ جعفری	۱۰	تحفۃ الحاجت	۱۵/۶
مفید العوام	۱۲	بیاض نوحہ جات	۱۲	ریحان معراج	۳
آیات محکمات	۱۵/۶	توضیح غرا	۱۵/۶	تکمیل الوضو	۱
عمدۃ الانشا (اردو)	۶	حسینہ (اردو)	۳	عین الیقین	۱۰
سیف صامد (اردو)	۱۲	وقائع خلافت حضرت علیؑ	۶	تذکرۃ المعصومین	۱۲
ہات النذیر (اردو)	۲	نمان و نمک	۳	دفع المغالطہ (فارسی)	۷
تجۃ القدر و راجحین غیا	۳	تجزیہ الموبتے	۱۰	تحفۃ العوام مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی	۷

المشترید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی







